



القانون

انسان کی موجودہ صحت کو قائم رکھنے اور زائل شدہ ندرستی کے واپس لانے کے
حق میں بہترین کتاب

تالیف

قاضی حکیم بشیر الدین احمد صاحب ساکن فتحپور ضلع بارہنکی (صوبہ اودھ)

۱۲ ۱۹ ۶۰

باہتمام شیخ عبدالعزیز پٹنہ

مطبوعہ روز بازار سلیم پور امیر اہلسنت

سوانح حیدر علی سلطان - میسور کے مشہور اسلامی فاتح اور اٹھارہویں صدی کے نامور مشرقی جنرل
 نواب حیدر علی خاں اور ان کے شہرہ آفاق فرزند شیخ علی سلطان کے حالات میں مشرقی و مغربی مورخوں نے بکثرت
 کتابیں تالیف کی ہیں۔ اور ہر ایک مؤلف نے اپنے نقطہ خیال کے مطابق اس تصویر میں رنگ بھرا ہے۔ کچھ
 ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر نے ان تمام خصوصیتوں کو ملحوظ رکھ کر حال میں ایک ایسی ضخیم کتاب شائع کی ہے
 جسے اس باب میں بہترین و مستند ترین سرمایہ کہہ سکتے ہیں اور جس کے کمال جامعیت کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے
 کہ انگریزی و فرانسیسی و فارسی و اردو میں نواب حیدر علی خاں اور شیخ علی سلطان کے حالات میں جو کتابیں شائع
 ہوئی ہیں ان سب کا جوہر اس کتاب میں لے لیا گیا ہے۔ اور واقعات کی تحقیق روایت و درایت دونوں
 حیثیتوں سے کی گئی ہے۔ پوری کتاب چار سو اٹھ صفحات پر تمام ہوئی ہے۔ اور اس وسیع حجم پر بھی مشر
 ۱۲ قیمت رکھی گئی ہے۔ شروع میں سلطان حیدر علی کا فوٹو ہے (سوانح حیدر علی سلطان) میں قابل عبرت امر
 یہ ہے کہ ایک معمولی حیثیت کے مسلمان نے جس کے زمانہ کی کڑیاں موجودہ صدی سے بالکل ملی ہوئی ہیں۔
 محض اپنی ہمت و حوصلہ و جوش و ادولوالعزمی سے کیسی حیرت انگیز ترقی کی اور ایک ادنیٰ درجے سے نکل کر شہرت
 کے اُس شاندار سٹیج پر جا پہنچا۔ جہاں اُس کے پہلے نادر شاہ و نپولین پہنچ چکے تھے۔ امید ہے کہ اس
 تاریخ کے مطالعہ سے ناظرین کے معلومات ہی میں ترقی نہ ہوگی بلکہ قدرت کا یہ فلسفہ بھی ذہن نشین ہو جائیگا
 کہ دنیا میں لوگ کیوں کرتے بنتے اور کس طرح بگڑتے ہیں۔

سوانح شیخ علی سلطان - یورپ و ایشیا کی مختلف زبانوں میں ہندوستان کے نامور ترین جنرل
 شیخ علی سلطان کے واقعات و محاربات میں جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں اس کتاب میں ان سب سے مدد لیکر
 فلسفہ و تاریخ کی روشنی میں جنرل مذکور کے تمام حالات زندگی لائے گئے ہیں اور مغربی و مشرقی مورخین کی
 تحقیقات کو ایک مکمل مجموعہ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ قیمت اٹھ اے (۸) صفحہ ۲۳۶۔
 ۱۲ مسائل شہلی شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی سکریٹری دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اس کتاب میں
 دکھایا ہے کہ اسلامی تمدن کے عہد میں مسلمانوں نے کیسے کیسے عظیم الشان شرفا خانے قائم کیے تھے کیسے
 کیسے جلیل القدر کتب خانے کھولے تھے۔ نامسلمانوں کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا شریفانہ تھا۔ جزیہ کی قسم کا
 ہمدردی آمیز ٹیکس تھا۔ انھوں نے کیا کیا کلیں ایجاد کی تھیں یورپ میں مسلمانوں کی کیسی کیسی نظر
 علمی کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ اسلامی علوم و فنون وغیرہ کو زندہ رکھنے کے لیے یورپ کیا کوششیں کر رہا
 کتب خانہ اسکندریہ کے جلانے کا الزام مسلمانوں پر کس قدر بے بنیاد ہے۔ مسلمانوں نے دنیا کی مختلف

فہرست مضمون کتاب القانون

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵	تعلیم دوم		حصہ اول
۱۱	بعد غذا کے حرکات بدنیہ و حرکات نفسانیہ کا کم سے کم ایک گھنٹہ ترک ضروری ہے	۱	اتناس ضروری
۱۴	تعلیم سوم	۵	مولف کے خاندانی حالات
۱۱	ان غذاؤں کا بیان جنکا بالاجملع کھانا مضر ہے	۹	کتاب کا اجمالی مضمون
۱۶	تعلیم چہارم	۱۲	حالت صحت
۱۱	ایک مزہ کی غذا دو یا کھانے کے نقصانات اور مختلف مزہ غذا کھانے کے فوائد	۱۱	حقیقی صحت کی تعریف طبیوں کی اصطلاح کے موافق
۱۹	تعلیم پنجم	۱۱	حاجت صحت
۱۱	ہر موسم میں غذا کھانے کے اوقات	۱۱	صحت کا قائم رکھنا یا صحت ناپید کرنے کا نالیس لانا عقلاً و نقلاً ضروری ہے
۲۰	تعلیم ششم	۱۳	علم صحت
۱۱	ہر موسم کی مفید غذاؤں کا بیان	۱۱	صحت کے لوازم ضروری کا علم
۲۲	تعلیم ہفتم	۱۱	غذا کے احکام
۱۱	جو غذا لذیذ و مرغوب طبیعت ہوگی وہ غذا نافع ہی ہوگی	۱۱	غذا کی ضرورت کی دلیل
۱۱	تعلیم ہشتم	۱۱	مقدار غذا
۱۱	صحت کی حالت میں جملہ غذاؤں میں دراکولات آزادانہ کھانا چاہئے	۱۱	مقدار انسان کو کس قدر کھانا چاہئے
۲۳	گائے کا گوشت	۱۲	کم غذا کھانے کے نقصانات کی شرح
۱۱	گائے کے گوشت کے نقصانات اور اس کے دودھ کی عمدگی پر بحث مع دلائل	۱۱	زیادہ غذا کھانے کے نقصانات
۲۵	حماضت	۱۵	غذا کی مقدار معتدل
۱۱	صحت کی حالت میں ادویات کے استعمال کی امتناع پر مع دلائل بحث	۱۱	غذا مقداراً معتدل کھانے کی بابت قول فیصل
۱۱		۱۵	تعلیم اول
۱۱		۱۱	فورا کھانے کے بعد اور کھانے کے درمیان پانی پینے کی امتناع

۳۶	جھوٹی تشنگی کی حقیقت واقعی نفس الامری ۱	۲۵	تعلیم نہم
۳۷	تفہیم اول	۲۶	تعلیم دہم
۳۸	تفہیم دوم	۲۷	تشریح
۳۹	تفہیم چہارم	۲۸	تجربہ
۴۰	تذکرہ	۳۱	مشاہدہ عجیبہ
۴۱	شبہ	۳۲	تمباکو کھانا
۴۲	تفہیم پنجم	۳۳	تمباکو کھانے کی مضر توں پر ایک مفصل اور بسیط تقریر
۴۳	تفہیم ششم	۳۴	کھانے کے ظروف
۴۴	گنگا جل	۳۵	کھانا کھانے اور پکانے کے ظروف کی عمدگی بہت
۴۵	گنگا کے پانی کے اوصاف مع دلائل	۳۶	کھانا پکانے کے متعلق ضروری احتیاط
			پانی کے احکام
			زندگی کیلئے پانی کی ضرورت پر ایک جامع و مدلل تقریر
			تشنگی کے اقسام
			تشنگی کی تقسیم میں طبیبانہ سلف سے مصنف اختلاف
			تشنگی طبیعی
			تشنگی طبیعی کی ماہیت واقعی
			تشنگی غیر طبیعی
			تشنگی غیر طبیعی کی ماہیت اور اس کی تمثیلات
			جھوٹی تشنگی

۶۴	منشیات عامہ	۴۵	حکایت
۶۵	ہر نشہ والی چیز طبیعت کی ضد اور زندگی کے خلاف ہے	۴۶	گنگا کے پانی عمدہ ہونے پر ایک حکایت
۶۶	سونے اور جاگنے کے حکام	۴۷	تفہیم ہفتم
۶۷	طبعی نیند کی حقیقت نفس الاقرب کی بحث اور غیر طبعی نیند کی بات	۴۸	زمین میں پانی موجود ہونے کی تفصیل
۶۸	طبعی نیند کی ضرورت یا پر ایک مفصل اور پر مئے تقریر	۴۹	تفہیم ہشتم
۶۹	نیند طبعی کے پیدا ہوجانے کے اسباب کی شرح	۵۰	عمدہ پانی کے استعمال کی ہدایت اور ناقص پانی کی اصلاح کے طریقے
۷۰	عجیب لطیفہ	۵۱	تفہیم نہم
۷۱	طبعیت کے اقتضا کو جانچ کر تدرید بدن میں مصروف ہونا چاہئے	۵۲	شراب کے نقصانات کا ثبوت معد لایل اور اسکے فوائد
۷۲	نیند غیر طبعی کن کن وجوہ سے پیدا ہوتی ہے	۵۳	محسوسہ کے عارضی ہونیکا اثبات معد لایل قویہ
۷۳	تشبیہ	۵۴	شراب سے سرد اور چہرہ گلگون ہونیکی وجوہ
۷۴	جس سے طیب بحث کرتے ہیں اس روح کی اہمیت کا بیان	۵۵	شراب سے مدہوش اور بخود ہونیکی وجہ
۷۵	نیند سے کیا آثار ظاہر ہوتے ہیں	۵۶	شراب سے شجاعت اور دلیری پیدا ہونیکی وجہ
۷۶	کوئی نیند مضر صحت ہے اور کوئی نیند مفید صحت ہے	۵۷	شراب سے قوت باہ بڑھ جانیکا سبب
۷۷	کس وضع کی نیند مفید صحت ہے	۵۸	ثبوت اس امر کا کہ فوائد مذکورہ جو شراب سے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب عارضی ہیں
۷۸	بڑھوں کو زیادہ نیند کی سخت ضرورت ہوتی ہے	۵۹	شراب خوار کی سرعت موت اور اس کے امراض میں
۷۹	حد سے زیادہ بیداری کے نقصانات	۶۰	میں گرفتار ہونے کا باعث
۸۰	نیند لائیکل اجمالی تدبیرات	۶۱	مشکت
۸۱	نیند لائیکل بار میں یونانی طبیعوں کا طریقہ عمل	۶۲	شراب کے منافع مثلث کے پیرایہ میں
۸۲	مکاشفہ اور اس سے وقائع آئندہ کا معلوم ہوجانا	۶۳	شراب سے ستم رسیدہ اعضا کی اصلاح
۸۳	رویائے صادقہ	۶۴	تفہیم دہم
۸۴	سچے خواب کی حقیقت اور اس کے وقائع آئندہ کا معلوم ہوجانا	۶۵	حقہ و چرٹ و سگریٹ سگار کے استعمال کے افات معد لایل بسیط
۸۵	خیالی خواب	۶۶	مقدمہ
۸۶	خیالی خواب	۶۷	بعض اظہار آفات مذکور ایک مقدمہ بطور تمہید
۸۷	بدنی خواب		
۸۸	خواب متعلق عوارض بدن کی اصلیت		

۸۹	حرکات نفسانی کی ضرورت	۷۸	سچے خواب کی حکایت
۹۰	حرکات نفسانی کی ضرورت اور اس کے جذبات	۸۱	حرکات و سکون کے احکام
۹۱	حرکات نفسانی کی تفصیل	۸۲	حرکات بدن کی ضرورت کی بحث
۹۲	غصے کی حقیقت	۸۳	حرکات کی قسمیں اور حرکت کی تعریف
۹۳	خوشی کی حقیقت	۸۴	حرکات نفسانی کے اسباب
۹۴	خوف کی کیفیت	۸۵	تنبیہ
۹۵	غم کی حقیقت	۸۶	لفظ نفس کا مفہوم
۹۶	خجالت کی حقیقت	۸۷	حرکت بدن کی قسمیں
۹۷	کیفیات نفسانیہ کی حواوش	۸۸	ریاضت کی تعریف
۹۸	شادی مرگ غصہ مرگ غم واقع ہو جانے کی وجہ	۸۹	ریاضت کے فوائد اجمالیہ کا بیان
۹۹	سکون نفسانی کی تشریح	۹۰	ریاضت کے فوائد تفصیلیہ کا بیان
۱۰۰	مالش بدن	۹۱	ریاضت کے اقسام کے تفصیلی بیانات
۱۰۱	دلک یعنی مالش بدن کے فوائد عام	۹۲	تشریح
۱۰۲	دلک یعنی مالش بدن کے فوائد خاص	۹۳	مدارج ریاضت
۱۰۳	فائدہ عظیمہ	۹۴	تبدیل ریاضت
۱۰۴	غسل اور حمام کے احکام	۹۵	ریاضت مذکورہ کی تبدیلی بہ لحاظ ضرورت و وقت
۱۰۵	غسل و حمام کے ضروری ہونے پر ایک بسیط تقریر	۹۶	عجیب حکمت
۱۰۶	بعد غسل و حمام طبیعت میں تفریح کیوں پیدا ہوتی ہے	۹۷	خاص اعضاء کی ریاضت کی تشریح
۱۰۷	غسل کے فوائد و تشریحات مفیدہ	۹۸	ڈنزا اور ٹھیک کی ریاضت کا اثر
۱۰۸	جاڑوں کے غسل کی ہدایت	۹۹	بلند آواز سے پڑھنا مقوی دماغ ہے
۱۰۹	گرمیوں کے غسل کی ہدایت	۱۰۰	قوة باصرہ قوه سامعہ کی ریاضت
۱۱۰	برسات کا غسل	۱۰۱	کلیہ
۱۱۱	جنابت رنایا کی کے غسل کی ضرورت	۱۰۲	قوة حافظت و تفکر قوه تنہید کی ریاضت
۱۱۲	توضیح	۱۰۳	ریاضت کے احکام عامہ
۱۱۳	حمام	۱۰۴	ریاضت کا تبادلہ بوجہ امور عارضی

۱۱۶	کن کن اشخاص کو استفرغ بالاسہال ممنوع ہے معدولایل مفصل	۱۰۱	حکم کی مختصر اہمیت اور اس کے غسل مختصر احکام
۱۱۷	کس موسم میں مسہل کا دنیا ممنوع ہے	۱۰۲	تبدیل فصل کے احکام
۱۱۸	ملین اور سہل کا فرق اور ان کے احکام	۱۰۳	انسان کا ایک فصل سے دوسرے فصل میں آنا
۱۱۹	سہل دینے کے قبل کیا کرنا چاہئے	۱۰۴	فصل کی تعریف
۱۲۰	سہل کے دوران میں کن کن امور پر لحاظ کرنا چاہئے	۱۰۵	فصل یا موسم طبی کے حدود
۱۲۱	کن کن امور سے ثابت ہوگا کہ سہل کافی ہو گیا ہے	۱۰۶	فصل ربیع کے لوازم
۱۲۲	احکام متفرق سہل	۱۰۷	فصل صیف یعنی موسم گرما کے لوازم
۱۲۳	نیند اور مالش بدن اور حمام و غسل اور وہم اور	۱۰۸	فصل خریف یعنی موسم برسات کے لوازم
۱۲۴	بدن میں تیل لگانا بروز سہل	۱۰۹	فصل جاڑوں کے ضروری لوازم
۱۲۵	ادویہ مسہلہ کیو تکربنائی و پلائی جائیگی	۱۱۰	قاعدہ کلیہ در بارہ لوازم ہر چہار فصل
۱۲۶	مشاہدہ	۱۱۱	سفر کے احکام
۱۲۷	ادویہ مسہلہ سے اسہال کے نہ ہونے کے اسباب	۱۱۲	انسان کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر سفر کرنا
۱۲۸	اور ان کی تدبیرات	۱۱۳	ریلوے سفر کی تدبیرات
۱۲۹	مشاہدہ	۱۱۴	عام سفر کی تدبیرات
۱۳۰	ادویہ مسہلہ سے بکثرت اسہال جاری ہونیکے	۱۱۵	مقام مقصود بالسفر (جہاں پہنچنا مقصود ہو)
۱۳۱	اسباب اور ان کی تدبیرات	۱۱۶	میں پہنچ کر کیا کرنا چاہئے۔
۱۳۲	ان تدبیرات حبس اسہال کا بیان کہ جو مہا کے	۱۱۷	حکایت
۱۳۳	ذریعہ سے نفع پہنچا سکتی ہیں	۱۱۸	تبدیل مکان کے احکام
۱۳۴	ان تدبیروں کا بیان کہ جو کھانیکے ذریعہ سے	۱۱۹	انسان کا ایک مکان سے دوسرے مکان میں
۱۳۵	اسہال بند کرتی ہیں	۱۲۰	تبدیل مکان کرنا۔
۱۳۶	تدبیرات کہ جو بدن پر عمل میں لانے سے منع	۱۲۱	عمرگی مکانات سکونت کی باعتبار صحت جسمانی
۱۳۷	اسہال کرتی ہیں	۱۲۲	استفرغ کے احکام
۱۳۸	وہ تدبیرات کہ جو بوجہ سکون و اسہال بند کرتی ہیں	۱۲۳	استفرغ کی لفظ کن کن چیزوں پر حاوی ہے
		۱۲۴	استفرغ کی ضرورت پر ایک لحاظ تقریر
		۱۲۵	سہل کے بارہ میں ایک بسیط تقریر

ان اعراض کا تدارک کہ جو احتمالاً بعد مسہل پیدا ہو سکتے ہیں

بعد فراغت مسہل کیا انتظام کرنا چاہئے

ادویہ مسہل کیونکہ اخلاط کو خارج کرتی ہیں

احتقان یا عمل طایر

حقنہ یعنی جسکو عمل و عمل طایر و احتقان بھی کہتے ہیں۔ جملہ اقسام کے مسہل سے بہتر ہے

حقنہ یعنی احتقان کیونکہ مسہل دیا جائیگا بجز غرض اسہال حقنہ اور اعراض کے لئے بھی دیا جاتا ہے۔

تمثیلات حقنہ

حقنہ امراض جسمی میں بھی دیا جاتا ہے

آرہ حقنہ کن اوصاف کا ہونا چاہئے

فصد کے احکام

فصد کے احکام و تدارک عوارض بعد الفصد کی تشریح

حجارت کے احکام

حجارت کے اقسام اور اسکے احکام اور اسکی تشریح

کن کن اشخاص کو حجارت مع الشرط ممنوع ہے

حجارت مع الشرط کن اوقات میں ہونا چاہئے

حجارت مع الشرط کے فوائد تفصیلی

حجارت مع الشرط کن کن اعراض کو فائدہ کرتی ہے

حجارت مع الشرط کس مقام پر لگانا چاہئے

حجارت مع الشرط کس طریقہ لگانا چاہئے

حجارت بلا شرط

حجارت بلا شرط کے فوائد کی تشریح

۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰

حجارت بلا شرط کے فوائد کی توضیح مزید

حقنہ کے احکام

حقنہ کی ضرورت سے کیجاتی ہے

حقنہ کی دوسری ضرورتوں کے لئے بھی کیجاتی ہے

حقنہ کے متعلق تدبیریں جو عمل میں لانا چاہئیں

حقنہ کن کن اوقات میں مناسب طبیعت ہوگی

حقنہ کن کن اشخاص کو نقصان کرتی ہے

حقنہ کے بعد کی تدبیرات مناسبہ جو عمل میں لانا چاہئیں

حقنہ اگر کسی اسباب جزئیہ کی وجہ سے بکثرت جاری ہو جائے تو کیا تدبیر کرنا چاہئے

حقنہ کرنا لوگوں کے اعراض لاحقہ کا تدارک

حقنہ کن کن امراض کو زایل اور کن کن اعضا کو نفع پہونچاتا ہے

حقنہ کے منافع کی تشریح مزید

حقنہ کی ممانعت بوجہ اسباب جزئیہ

جوناک کے احکام

جوناک کے منافع و عمدگی وغیر عمدگی کی بحث اور احکام

جوناک کی تشریح

جوناک کس قسم کی عمدہ ہوتی ہیں

جوناک کس قسم کی ناقص و ردی ہوتی ہیں

جوناک کس تدبیر سے لگانا چاہئے

اور ار کے احکام

اور ار (پیشاب لانا) کے منافع و نقصانات کی بحث

اور ار کن کن موقعوں پر ضروری ہو جاتا ہے

پسینہ لانے کے احکام

۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰

۱۴۳ حقائق دائمی مرگ ناگہانی سے خوف لاتا ہے
 مستثنیٰ
 //
 ۱۴۴ مرض کا بوس مرض رگی یا سکتے یا دوار کا خوف لاتا ہے
 مستثنیٰ
 //
 ۱۴۵ کثرت احتلاج عام بدن مرض شیخ یا سکتے کا خوف
 دلاتا ہے
 مستثنیٰ
 //
 ۱۴۶ عواس خمسہ بیرونی کی کدورت اور حرکات ضعیف
 مرض سکتے یا تشنج کا خوف دلاتا ہے
 مستثنیٰ
 //
 ۱۴۷ عام بدن کا اکثر اوقات سُن ہو جانا مرض فالج یا سکتے
 یا تشنج کا خوف دلاتا ہے
 مستثنیٰ
 //
 ۱۴۸ چہرہ کا اکثر اوقات پھر کتے رہنا مرض لقوہ کے
 آنے کا خوف دلاتا ہے
 مستثنیٰ
 //
 ۱۴۹ چہرہ دیکھنے کی کثرت سرخی کہ جو آنسو جاری کرے
 اور روشنی سے نفرت ہو تو مرض سرسام کے
 آنے کا خوف دلاتی ہے
 کثرت غم و خوف بلا سبب خارجی یا بخوبیا کے مرض کا
 خوف دلاتا ہے
 //
 ۱۵۰ چہرہ سرخ مایل بہ تیرگی اور پھولا ہوا معلوم ہونا مرض
 جذام کا خوف دلاتا ہے
 //
 ۱۵۱ گرانی و سستی بدن اور رگوں کی امتلا سے رگوں کے شق
 ہو جانے یا سکتے یا ناگہانی موت کا خوف ہوتا ہے
 //

۱۴۴ تعریف (پسینہ لانا) کی تعریف اور اس کے نتائج
 تعریف کن کن امراض کو نفع دیتی ہے
 //
 ۱۴۹ تعریف میں کس بات کی احتیاط ضروری ہے
 انزال
 //
 انزال کے متعلق ایک مختصر تقریر
 //
 جذب و امالہ کے احکام
 //
 جذب و امالہ کی تعریف اور اس کے فوائد و احکام
 استفرغ اور جذب و امالہ میں فرق
 //
 جذب و امالہ کن کن تدبیروں سے ہو سکتا ہے
 جذب و امالہ (کھینچنا اور لوٹانا) میں کن کن امور کا
 لحاظ ضروری ہے
 //
 ۱۵۱ پاشویہ کے قوانین کی توضیح مزید
 //
 ۱۵۲ ماتھ پیروں کی بندش کی تشریح مزید
 //
 ۱۵۳ بے محل استفرغ
 //
 استفرغ مناسب کی جگہ استفرغ نامناسب
 //
 ۱۵۴ علاج کے احکام
 //
 ۱۵۵ اور علاج تین طریقوں سے تکمیل پاتا ہے
 //
 ۱۵۶ مریض کا بذریعہ غذا کے علاج کرنا
 //
 ۱۵۷ اعراض حادہ و مزمنہ کی تعریف
 //
 ۱۵۸ مریض کا بذریعہ دوا کے علاج کرنا
 //
 ۱۵۹ اور علاج بالددامیں اموزدیل کا لحاظ رکھنا چاہئے
 //
 ۱۶۰ روحانی علاج
 //
 ۱۶۱ روحانی علاج کی تشریح و تفصیل
 //
 ۱۶۲ منذرات کے احکام
 //
 بعض بیماریاں بعض آنیوالی بیماریوں سے خوف لاتی ہیں

چہرہ اور پلکوں اور ماتھے پیروں کا بھرا بھرا معلوم
 ہونا مرض استسقا کا خوف دلاتا ہے
 ۱۶۸ بدبو پاشخانہ و پیشاب مختلف قسموں کے تپوں کا خوف لانا
مستثنیٰ
 ماندگی اور اعضا شکنجی بھی تپوں کا خوف لاتی ہے
 بھوک کا زایل یا باطل ہو جانا کسی نیا اور مرض کا خوف لانا
 ۱۶۹ **مستثنیٰ**
 ہر حالت کا تبدیل ہو جانا کسی نیا اور مرض کا خوف لانا
مستثنیٰ
 دوا مار دوسرے سے زوال بنیابی کا خوف ہونا
مستثنیٰ
 ۱۷۰ گرانی و خلش و اپنی جانب جگر کے کسی مرض کی دلیل ہے
مستثنیٰ
 گرانی و کھینچاؤ تھیکا اور کرکی گردہ امراض کا خوف لانا
 پاشخانہ سپید رنگ نامرض یرقان کا خوف لانا
مستثنیٰ
 ۱۷۱ پیشاب کی سوزش سوزا کے ریشنا کے قرص ہو جانے کی دلیل ہے
 سوزندہ پاشخانہ انتریو کی خراش و قرص پیدا ہونے
 پر دلالت کرتا ہے
 بھوک کا جاتا رہنا باوجود نفع و قے دلیل قویٰ
 پیدا ہونے کی ہے
 پاشخانہ کے مقام کی خارش بوا سیر کا خوف لاتی ہے
 چھوٹی چھوٹی چھینیا بڑے ذیل پیدا ہو جانے کی دلیل ہے
 داد کی کثرت برص سیاہ پیدا ہو جانے کا خوف ہوتا ہے
 چھیب سپید برص سپید کا خوف دلاتی ہے

طوالت عمر کے احکام

۱۶۲ تدبیرات سے عمر بڑھانا ایک مکانی حالت ہے
 انسان انسان کا تک تک مذہرہ سکتے
 ۱۶۳ انسان کے لئے بہر حال موت ضروری ہے
 کن کن وجوہ سے موت پیدا ہوتی ہے
 ۱۶۵ اجمالاً ان تدبیرات کا ذکر جو طول عمر کا باعث ہوتی ہیں
 ۱۶۶ بوڑھوں کے حفظ صحت کے احکام
 بوڑھوں کو اصولاً حفظ صحت کے لئے کون کون سے
 اختیار کرنے چاہئیں اور بوڑھوں کو نیند کی سخت ضرورت ہے
 بوڑھوں کے لئے کن غذاؤں کی ضرورت ہے
 ۱۶۸ **حصہ دوم کتاب**
حفظ صحت بعض اعضا کے احکام
 حفظ صحت بعض اعضاء متعلق ایک تقریر
دماغ
 دماغ اور اسکی حفاظت کے مارج و لوازم
 ۱۸۰ دماغ کے حفظ صحت کے متعلق ایک مفید تمہید
 دایاں مکہ ریاست و طلباء علم عربی و انگریزی و کلام
 و پیرس و حکام دالمکار عدالت کے حفظ دماغ کے مارج و لوازم
 ۱۸۲ روغن مقوی دماغ جسکو امیر غیبی میں کہنا چاہئے
 ۱۸۳ روغن مقوی دماغ بصفات مذکورہ
قاعدہ کلیہ بابت معالجہ دماغ
 ۱۸۴ تقریر اخیر نسبت مارج حفظ دماغ
قلب
 قلب اور اسکی حفاظت کے لوازم
 ۱۸۵ ضعیف دل سے کیا کیا آثار ظاہر ہوتے ہیں

۲۱۰	معجون مقوی دماغ مولدنی	۱۸۵	دل گین اسبابے ضعیف ہو جاتا ہے
۲۱۱	سقف مقوی دماغ و مولدنی نافع گرم مزاج	۱۸۷	دلائل اجمالی ضعف قلب
۲۱۲	انتظامات و تدبیرات خارجیہ مقوی دماغ و باہ	۱۸۸	بچوں کی تعلیم و تربیت بموجب اصول حکماء
۲۱۳	ضعف الباہ ضعیف اللدغ کی غذا میں	۱۹۰	مفرحات و مقویات قلب مع دلائل اجمالیہ
۱۱۳۳	ضعیف الباہ ضعیف اللدغ کی تدبیر خارجیہ	۱۹۲	نسخہ مرکب کہ جو قلب کے فوائد مذکورہ کے لیے ایک شان خدا ہے
۲۱۵	دستور العمل علاج ضعف باہ بوجہ ضعف قلب	۱۹۳	نسخہ مذکورہ میں غریب کے لئے تبدیل
۲۱۶	معجون نہایت درجہ مقوی و مفرح قلب و مقوی	۱۹۴	نسخہ مذکورہ کے استعمال کی ہدایت
۲۱۷	عرق خانہ ساز باوصاف مذکورہ بالا	۱۹۶	تقریر اخیر نسبت ہمارے حفظ قلب
۲۱۸	یا قوتی مقوی قلب باہ کہ جو نفع میں معجزہ مانا ہے	۱۹۵	صدر
۲۱۹	عرق خانہ ساز کہ جامع النفع ہے	۱۹۷	صدر (سینہ) اور اسکی حفاظت کے علاج
۲۲۰	تدبیرات خارجیہ افذیہ ضعیف الباہ مذکور	۱۹۸	معدہ
۲۲۱	ضعف باہ بوجہ ضعف معدہ و جگر و گردہ	۱۹۹	معدہ اور اسکی حفاظت کے علاج
۲۲۲	ضعف باہ بوجہ قلت منی	۲۰۰	قوت باہ کی حفاظت کے حکام
۲۲۳	عرق شیر خانہ ساز نہایت درجہ مقوی بدن	۲۰۱	قوت باہ کی تعریف اور اس کے جذبات
۲۲۴	و مقوی باہ و مولدنی	۲۰۲	قوت باہ کس عمر تک قائم رہتی ہے
۲۲۵	معجون خانہ ساز باوصاف مذکورہ	۲۰۳	ان امراض کا بیان جو کثرت جماع سے پیدا ہوتے ہیں
۲۲۶	معجون خانہ ساز مقوی باہ واقع برود الاک منی	۲۰۴	کثرت جماع کے ضرر کا تدارک
۲۲۷	ضعف باہ بوجہ ترک جماع مدت کثیرہ (زیادہ مدت)	۲۰۵	قوت باہ کو کن کن اعضاء سے تعلق ہے
۲۲۸	ضعف باہ بوجہ قلت نفخ زیریں حصہ بدن	۲۰۶	قوت باہ کے معالج میں تعلیم
۲۲۹	حریرہ مقوی باہ و مولدنی	۲۰۷	حکایت
۲۳۰	ضعف باہ بوجہ حلق امانتھ کے ذریعہ سے ہوتی	۲۰۸	ضعف باہ کی دریافت حال کا طریقہ
۲۳۱	خارج کرنا	۲۰۹	دستور العمل علاج ضعف باہ جبکہ ضعف دماغ کی وجہ سے ہو
۲۳۲	محلوق اور سترخی الاعصاب کے معالجات کا دستور عمل	۲۱۰	عرق خانہ ساز مقوی دماغ و مولدنی
۲۳۳	تکمید مجاہد معمول جناب حکیم معصوم علی صبا مرحوم فتح پوری		

۲۳۲	عبدالعزیز کا قول ضعف باہ مذکور میں	۲۲۵	لنحو مرہم
=	حکایت	=	تدبیر عجیب نافع مخلوق
۲۳۳	تقریر اخیر حفظ قوت باہ کے متعلق	=	طلائے عجیب نافع مخلوق
۲۳۴	صغیر سنی کی نشادی	=	طلائے عجیب نافع مخلوق
=	صغیر سنی کی نشادی کے نقصانات کہ جو انسان	۲۲۶	ضما و عجیب نافع مخلوق
=	کی نسل پر اثر کرتے ہیں	=	پہلی عجیب نافع مخلوق + روغن عجیب نافع مخلوق
۲۳۶	صغیر سنی کی نشادی کے نقصانات کی تشریح	=	طلائے عجیب مقوی باہ نافع مخلوق
۲۳۸	حصہ سوم	=	موم روغن نہایت درجہ نافع مخلوق مقوی باہ
=	امراض بائیہ	۲۲۷	عظیم النفع جو وہم و گمان سے باہر ہے
=	تشریح و باہ کا مقدمہ	=	مخلوق و دسترخنی الاعصاب کی تدبیرات مزید
۲۳۹	ہوا کے غیر معتدل ہونے کی تشریح	=	روغن جو کف دست و کف پا و گردہ مخلوق میں
۲۴۰	ہوا کے فاسد اور مضر حیات ہونیکے اسباب	=	بالش کے کام آئیگا۔
۲۴۱	اسباب باہ	=	اغذیہ مخلوق و دسترخنی الاعصاب (دھیلی پھول)
=	و باکن کن اسباب پیدا ہوتی ہے	۲۲۸	ادویہ مخلوق و دسترخنی الاعصاب
۲۴۳	و باکی صورت میں	=	مجموع نافع مخلوق و مقوی قلب باہ و مولدنی
۲۴۳	و باکن کن امراض کے قالب میں ظاہر ہوتی ہے	=	مار لہم مقوی باہ و مقوی قلب
=	و باکا انتقال	۲۲۹	معالجہ ضعف باہ کہ جو بوجہ خشکی اعصاب کے عارض ہو
=	و با ایک مقام سے دوسرے مقام پر کیونکر سرایت کرتی ہے	=	معالجہ ضعف باہ کہ جو بوجہ امور ہمیشگی سحر و جادو
۲۴۴	شناخت اسباب و با	=	و غیرہ عارض ہو۔
=	و باکن کن اسباب پھیلتی ہے	۲۳۰	ترکیب روغن بھنگ
=	حفاظت صحت زمانہ و باہ	=	ترکیب روغن بھنگ و ستر طریقہ پر
=	تندرستوں کو زمانہ و با میں حفظ صحت کے لئے	=	مار لہم مجوزہ صاحب اکسیر اعظم
=	کیا انتظام کرنا چاہئے	=	محمود کا قول مور و ہمیب کے ضعف باہ کے بارہ میں
۲۳۲	و با کے زمانہ میں کس قاعدہ اور کس قسم کی غذا	۲۳۲	خجندی کا قول ضعف باہ مذکور میں
۲۴۷	کا استعمال کرنا چاہئے	=	داؤد انطالی کا قول ضعف باہ مذکور میں

۲۴۶	انٹے مرض مہیضہ میں عوارض لاحقہ کا تدارک	۲۴۸	وبا کے زمانہ میں غذا کی تبدیل و ترمیم
۲۴۷	خفقانی حالت کا تدارک	۲۴۹	وبا کے زمانہ میں پانی کس طرح اور کس قدر کا ہو
۲۴۸	غشی کی حالت کا تدارک	۲۵۰	وبا کے زمانہ میں کس قسم کے برتنوں میں کھنا و پینا چاہئے
۲۴۹	سر سہام و درد سر کی حالت کا تدارک	۲۵۱	وبا کے زمانہ میں حرکات و سکون بدنی کی ہدایت
۲۵۰	تشخ و درخشہ کا تدارک	۲۵۲	وبا کے زمانہ میں سکون حرکات روحانی کی ہدایت
۲۵۱	جس بول زایل کرنیکی تدبیر	۲۵۳	وبا کے زمانہ میں غسل و حمام و لباس کی ہدایت
۲۵۲	جس اسہال زایل کرنیکی تدبیرات	۲۵۴	وبا کے زمانہ میں ادویات کے استعمال کی ہدایت
۲۵۳	درد شکم و نفخ شکم زایل کرنیکی تدبیرات	۲۵۵	ادویہ مفردہ و مرکبہ بنانے اور تیار کرنیکی ہدایت
۲۵۴	عرق سرد بند کرنیکی تدبیرات	۲۵۶	وبا کے زمانہ میں حفظ صحت کے لئے ادویہ مفصلہ
۲۵۵	پھپکی زایل کرنیکی تدبیرات	۲۵۷	ذیل استعمال کرنا چاہئے
۲۵۶	قے متواتر زایل کرنیکی تدبیرات	۲۵۸	لفظ فوراً کا فائدہ
۲۵۷	تشنگی زایل کرنیکی تدبیرات	۲۵۹	ادویہ مذکورہ و باکے زمانہ میں استعمال کی ہدایت
۲۵۸	تقسیم	۲۶۰	ادویہ مذکورہ کا باعتبار عمر و قدر خوردگی کے مراتب
۲۵۹	ارباب مہیضہ کی حرکات و سکون و خواب بیداری	۲۶۱	احکام متفرقہ زمانہ و باکی ہدایت
۲۶۰	وغذا کی مشخ و تدبیرات	۲۶۲	تدبیرات دفع و باکے بارہ میں تسکین
۲۶۱	خواب آور تدبیروں کا بیان	۲۶۳	مہیضہ و بائی کے احکام
۲۶۲	ارباب مہیضہ کے لئے غذا	۲۶۴	مہیضہ و بائی کی نہایت مشخ و بسیط تدبیرات
۲۶۳	عجیب نکتہ متعلق غذا	۲۶۵	تقسیم
۲۶۴	عجیب حکایت متعلق وہم مہیضہ	۲۶۶	تدبیرات مذکورہ کے بارہ میں ایک عمدہ تعلیم
۲۶۵	تدابیر مہیضہ و بائی کا حاصل قابل غور	۲۶۷	مہیضہ کا علاج کلی
۲۶۶	وبائی طاعون کے احکام	۲۶۸	مہیضہ کا معالج بطور قاعدہ کلیہ
۲۶۷	وبا مرض طاعون کے قالب میں آنا	۲۶۹	مہیضہ کا علاج جزئی
۲۶۸	مرض طاعون کے بارہ میں شہج بوعلی سینا کی رائے	۲۷۰	مہیضہ و بائی کا معالج بصورت جزئیات
۲۶۹	مرض طاعون کے بارہ میں داؤد انطاکی کا مقولہ	۲۷۱	خمیسانہ مذکور جو ارباب مہیضہ کو دیا جائیگا
۲۷۰	مرض طاعون کے بارہ میں علامہ طبری کی تحقیقات	۲۷۲	انسداد قے و اسہال ارباب مہیضہ

۲۹۳	مرض طاعون کے اغراض لا حقه کا تذکرہ	۲۸۳	مرض طاعون کے بارہ میں مصنف کتاب کی تقریر
	مرض طاعون میں فصد و سہل وغیرہ استخراج کا قانون	۲۸۴	وبائی طاعون سے حفظ کے انتظامات
۲۹۴	ورم طاعون کا معالجہ	۲۸۵	وبائی طاعون میں حفاظت صحت کی تدبیرات
	ورم طاعون کے بارہ میں مصنف کتاب کی رائے	۲۸۶	وبائے طاعون کے زمانہ میں اس شربت کا استعمال نہا مفید
۲۹۶	ورم طاعون کے بارہ میں شیخ بوعلی سینا کی رائے		وبائے طاعون کے زمانہ میں یہ عرق سخت فائدہ کریگا
	ورم طاعون کے بارہ میں ابن الیاس کی رائے		وبائے طاعون کے زمانہ میں جبوب مفصلہ ذیل سخت نافع ہونگی
	ورم طاعون کے بارہ میں جرجانی کا فیصلہ		وبائے طاعون کے زمانہ میں مریض طاعون یا صحیح آدمیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا
۲۹۷	ورم طاعون کے بارہ میں ابوالمنصور کی ہدایت	۲۸۷	مرض طاعون کے لئے خطرناک مقامات
	ورم طاعون کے بارہ میں داؤد انطاکی کا قول	۲۸۸	مرض طاعون کا معالجہ
	ورم طاعون کے بارہ میں سمرقندی کا اشتہار		مرض طاعون کے مبتلا کا معالجہ کیونکر کرنا چاہئے
۲۹۸	ورم طاعون کے بارہ میں خضر کا مقولہ		نسخہ یا قوی نافع مرض طاعون مقوی قلبی جو مثل اسرار محفینہ
	مرض طاعون کے علاج و تدبیرات کے بارہ میں	۲۸۹	نسخہ قرص مرض طاعون باوصاف مذکورہ
۲۹۹	ایک جامع تقریر	۲۹۰	نسخہ عرق طاعون ساز نافع مرض طاعون باوصاف مذکورہ
۳۰۰	طاعون کے ٹیکہ کا فیصلہ		نسخہ شربت نافع مرض طاعون موصو باوصاف مذکورہ
	طاعون کے ٹیکہ کو تریاق الطاعون کہنا چاہئے	۲۹۱	طریقہ استعمال عرق و شربت مذکورہ
۳۰۱	مقدمہ		عرقیات و شربت نافع مرض طاعون
	بموجب اصول حکمائے یونان دویہ و اغذیہ کا طریقہ عملی	۲۹۲	طریقہ استعمال دویہ وغیرہ
	تریاق الافعی کی ہدایت اور سبب ایجاد		دستور العمل استعمال دویہ و تدبیرات مذکورہ
۳۰۲	تجر بہ اول		مریض طاعون کے پانی پلانے کی ہدایت
	تجر بہ دویم		مریض طاعون کو غذا دینے کی ہدایت
۳۰۳	تجر بہ سویم	۲۹۳	مریض طاعون کی تدبیرات خارجہ کی بابت تاکید فرمید
	ٹیکہ طاعون تریاق الافعی سے بے خوف خطر ہے		مریض طاعون کے لیے ممانعت
۳۰۵			مریض طاعون کے حرکات و سکون بدنی و نفسانی

تمام شد

حصہ اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا
الہامس ضروری

یونانی معالجہ جس حیثیت سے کہ وہ انسان کی فطرت کے ساتھ ذمہ سبت رکھتا ہے اور اس کے ترک سے جو نازل نصیب ہے اس کی تفصیل اس کتاب میں سونے اور جانے گئے تھے اور پینے کی ذیل میں چند متقلل بحثوں میں آئندہ مدلل بیان ہوئی ہے۔

اول مجھکو ان امور اور واقعات کی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جو سبب ترقیم اس کتاب کے ہوئے ہیں غالباً ان واقعات کے دریافت ہوئیے اس کتاب کے مقاصد ہی دریافت ہو چکے اور ان پر گزیدہ نفوس کو کہ جو علوم پرور اور علوم کے ہمدرد ہیں یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ فی الواقع زمانہ موجودہ میں بلکہ زمانہ موجودہ سے ایک صدی پہلے اس فن میں اس قسم کی تالیف یقینت کی اشد ضرورت تھی اور ہے جیسا کہ یہ کتاب تالیف ہوئی ہے۔ اس قسم کی ضرورت عام لوگوں کو اس علم و فن سے مستفید ہونے کی غرض سے بھی ہے اور عام لوگوں کو اس کے اصول و مبانی دکھلانے کی غرض سے بھی۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ یونانی علم و فن طبابت کے معانی اور مفہومات کا پہلا نسخ عربی الفاظ کے قالب میں واقع ہوا ہے یعنی یونانی زبان سے عربی زبان میں ممالک و بلاد اسلامیہ مثلاً بغداد و اندلس و مصر وغیرہ جہاں کی عربی ملکی زبان تھی۔ ترجمہ کیا گیا۔ میں نے لفظ ترجمہ اس مقام پر تعلیماً استعمال کیا ہے وگرنہ فی الواقع یونانی زبان سے عربی زبان میں محض لفظی ترجمہ ہی نہیں ہوا بلکہ یونانی نظم و ترتیب کو زبان مروجہ وقت میں تبدیل کر دیا جس کا تبدیل کہنا نہایت ہی ضروری تھا۔ اور بلحاظ معانی و مفہومات محققوں نے نئے نئے مسائل اجتہادی اس علم میں داخل کئے اور بقراط و سقراط و جالینوس کے مغالطے اور مسلحہ لکھائے۔ چنانچہ اس تبدیل و تفسیح کا پتہ جنسین ابن اسحاق و ابن زکریا و یحییٰ بن علی ابن عباس و ابو صادق و شیخ بوعلی سینا و ضیاء الدین ابن بیطار و ابن رشد و ثابت بن قرہ و اسحاق

ابن عمران و ابو نصر و ابو البرکات و ابو الخیر وغیرہ کی تصنیفات و تالیفات سے عمدہ طور سے ہو چکا ہے۔
 الغرض ان حضرات کے زمانہ میں زمانا بعد زمان اس علم کی ترقی کی رفتار تیزی کی جاتی گئی ہے
 مگر ان اکابر کے بعد یہ مسلک راستہ تحقیق و تدقیق سرعت تغیر سلطنتوں سے حکما کے
 انتشار جمعیت کی وجہ سے دفعتاً بند ہو گیا اور جس قدر یہ علم محقق اور منضبط ہو چکا تھا اس پر
 گرہ لگ گئی مگر جس حیثیت سے وہ مکمل ہو چکا تھا اس کو حضرات مابعد زمانہ مذکورہ مثلاً مولانا
 سدید و ملا نفیس و حکیم علی گیلانی و حکیم جرجانی و داؤد انطاکی و ایلاتی وغیرہ نے خوب اچھی
 طرح سے بنا یا۔

جس قدر اسلامی ممالک کے حکماء و علماء نے اس علم کو معراج کمال پر پہنچا دیا اس قدر
 مکمل کو ممالک یورپ کے دانشمندیوں نے یعنی اہل جرمن و فرانس و اہل انگلینڈ نے اپنی
 اپنی زبانوں میں ترجمہ کیا اور پھوٹے ہی زمانہ کے بعد استقرائے تلامش و جستجو کا سلسلہ کہ جو
 ان میں فطرتاً موجود ہے شروع کر دیا جس کی برکت سے اس علم میں ایک نئی روح پھیلی
 گو ملک کے بخت یا اتفاق کی وجہ سے ایسے افراد ڈاکٹروں کے برٹش انڈیا میں کتر پائے
 جائیں گے کہ جن کے معلومات فن مذکور کے ایک ایسے درجہ پر وسیع ہوں کہ جیسے
 ہونا چاہئیں۔ ہمارے زمانہ کے یونانی طبیبوں کو عموماً یہ گمان ہے کہ فن ڈاکٹری میں
 اہل و اقارب و قوتے و جران و یوم الانذار و ایام واقع فی الوسط وغیرہ کی تشریحات نہیں ہے
 یا غایت درجہ ناقص ہیں ان کا یہ گمان ایک حد تک صحیح ہے اس لئے کہ ان کو ایسے ڈاکٹروں
 سے اتفاق تحقیقات کا نہ ہوا ہو گا۔ کہ جن کے دماغوں میں اس فن کے معلومات
 کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ چنانچہ میں بھی ایک عرصہ تک اسی وہم میں مبتلا رہا۔ خوش
 نصیبی سے مجھ کو ایک عالی دماغ محقق ڈاکٹر صاحب سے شرف نیاز حاصل ہوا جن کی
 وسعت تحقیقات اور کثرت معلومات نے پورے طور سے ثابت کر دیا کہ میرے خیالات
 مذکورہ غلط تھے۔ مگر مجھ کو اپنی تلامش کے زمانہ میں صرف ایک ہی یہ محقق ملا۔ غالباً یہی خیال
 نقصان فن طب یونانی کی نسبت ان ڈاکٹروں کو بھی ہوتا ہو گا۔ کہ جو اصول و مبانی طب
 یونانی سے واقف نہیں ہیں۔

اب میں ان حوادث کو بیان کرتا ہوں کہ جن کی وجہ سے علم مذکورہ کی صورت روز
 بروز منسوخ ہوتی گئی اور ہوتی جاتی ہے چنانچہ وہ حادثات اسطور سے واقع ہوئے کہ

جب یہ علم بلا و اسلامیہ میں ایک حد تک مکمل ہو کر گرہ بستہ ہو گیا تو اسی حیثیت سے شاہان اسلام کے ساتھ ہندوستان میں آیا۔ یہاں پہنچ کر مسلمانوں کی قومی زبان میں بھی کہ جو اُس وقت فارسی تھی کچھ حصہ نقل و ترجمہ ہوا۔ مگر وہ بالکل غیر کافی تھا اس لئے کہ اُس وقت میں فارسی زبان ملکی زبان نہ تھی اور ہر علم و فن کو ملکی زبان کے پیرایہ میں لانا اس لئے لا بدی اور ضروری ہے کہ اُس سے علی وجہ الحال اُس ملک کے آدمی مستفید ہو سکیں۔ اور فارسی میں بھی جس حیثیت سے کم و بیش ترجمہ کیا گیا وہ محض مقلدانہ ترجمہ کیا گیا یعنی جس طرح سے عربی الفاظ کے قالب میں یہ علم ڈھالا گیا تھا اسی ترتیب سے فارسی الفاظ کے قالب میں بھر دیا گیا۔ ان وجوہ سے اس علم کی توارنیت اور اشراق فارسی زبان میں ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اس کی صورت سنج ہو گئی حالانکہ اگر ترقی معنوی یعنی استفادہ و اجتہاد کی جدید روح نہ ڈالی جاتی تو اس قدر اہتمام تو ضرور کیا جانا چاہئے تھا کہ اُس کو عمدہ طور سے ملکی زبان کا پیرایہ پہنایا جاتا تاکہ خاص و عام بلا احتیاج معلم کم سے کم اس فن کے اصول کے موافق اپنے حفظانِ صحت پر قادر ہو جائے جس طرح سے ملکی زبان یورپ میں عموماً ہر علوم اور خصوصاً طبی تحقیقات کے رسالہ شائع ہوتے رہتے ہیں کہ جس سے ہندوستان کی ملکی زبان بھی بہرہ اندوز ہوتی رہتی ہے اس لئے کہ ہر ایک علم کا کمال یہ ہے کہ اس کے دقائق اور کمالات تحریراً و تقریراً اس طور سے بیان کئے جائیں کہ اُس سے خواص و عوام بوجہ احسن فایده اٹھائیں چنانچہ یہ کتاب اس طرز و انداز کی جامع و موجود ہے اس سے قبل کوئی شخص ہم کو اس بات کا نشان نہیں بتلا سکتا ہے کہ ملکی زبان میں امور مذکورہ کی جامع حفظ صحت کے لئے کوئی اور کتاب ایسی مرتب و مکمل ہوئی ہو اس سے پہلے اردو زبان میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یا تو بعض وہ کتابیں ہیں کہ جو لفظاً لفظاً بے محاورہ اردو زبان میں پورے طریقہ سے تقلیداً عربی زبان سے ترجمہ ہوئی ہیں جس کی وجہ سے مشکلات اور مضامین و قیقہ کا حل ہونا تو درکنار مضامین مذکورہ میں اور گھوڑی پیچیدگیوں پر گئی ہیں۔ یا وہ کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں کہ جو عوام کی تحریص و ترغیب خریداری کی غرض سے بچھا بچھائیے حصہ حصہ طب کی کتابوں سے امراض مخصوصہ کے معالجات و نسخہ جات نقل کر کے بڑی بڑی لفاظیوں کے ساتھ معرض تحریر میں لائی گئی ہیں۔ چونکہ یہ طریقہ اس علم کے بقا اور افادہ عوام کے لئے کچھ بھی کارآمد نہیں ہے لہذا میں نے اس کتاب کی تالیف یا تصنیف کی اس طریقہ سے بنا ڈالی ہے کہ جس سے امور مذکورہ کی تکمیل ہو جائے۔

میری رائے سے بہت سے زمانہ شناس اہل علم اجاب کہ جن میں اکثر صاحبان ڈاکٹر
اسسٹنٹ سیرجن وغیرہ بھی ہیں جب متفق ہو گئے تب اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں
محض اپنے اوقات عزیز ہی صرف نہیں کئے ہیں بلکہ مغربان وقت قلم و الفاظ کیا گیا
ورنہ ہجوم مشاغل و دنیا یعنی مشغل و کالت اور کچھ رہی سہی زمینداری کے تعلقات اور کچھ ثواب
آخرت کی تحصیل کی طمع یعنی بیماروں کا معالجہ اور اس پر اپنی ثروت گزشتہ کا قلعہ اور
یاد رفتگان کا درد مزید برآں یہ مولع کیا کم تھے مگر تقریباً ان جملہ ہمدم اور مولوں کو انفرات
اور الوداع کر کے اس کتاب کو مرتب کیا۔ اگرچہ علوم جدیدہ کے مقابلہ میں علوم حکیمہ قدیمہ کی
وہی مثال ہے جو لبت فرنگ (مشوقہ فرنگ) کا مقابلہ ایک بخوزہ (بڑھیا عورت) سے پس
اس کتاب کی برتری کا گمان رکھنا فضول ہے البتہ چونکہ گورنمنٹ موجودہ کہ جو ہماری خوش نفسی
سے اس وقت ہمارے اوپر حکمران ہے آزادانہ اور غیر متعصبانہ ہر قسم کے علوم قدیم و جدید کی
قدردان ہے جسکے فیض و برکت سے ہر قوم و ملت کے افراد میں بھی آزادی کا مادہ پیدا ہو گیا
ہے جس کی وجہ سے ہر قوم و ملت کے تعلیم یافتہ خصوصاً اعلیٰ طبقہ کے لوگ علوم کی قدردانی
کرنے لگے ہیں اس لئے مجھ کو امید ہے کہ میری جان کا ہی کا قدردانی سے جبر نقصان ہوگا۔
چونکہ اس کتاب سے میری اصلی غرض افادہ خالق اللہ ہے لہذا یہ معاملہ مبنی و بین اللہ ہے۔
اس کتاب میں مسائل اہم و دقیق جن کے فہم سے مستعد لوگ بھی متوش ہو جاتے
ہیں اور جن کو عام لوگوں کا سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے ایسے صفات و سادہ طور سے
بیان کئے گئے ہیں کہ ہر شخص کے بلا تردد ذہن نشین ہو جائیں گے اور بہت سے مسائل
بادی النظر میں مصنف کے اجتہادی مسائل معلوم ہونگے حالانکہ مجھ میں اس فن کے مجتہد ہونے
کی لیاقت نہیں ہے اور نہ میں دعویٰ کرتا ہوں۔ مگر درحقیقت وہ مسائل یا تو حکما متقدمین
کے اقوال مبہم کی تفصیل یا ان کے اصول مسلمہ کی فروعات ہیں۔ ہاں طرز و ترتیب میں یہ
خاکسار دعویٰ کر سکتا ہے کہ ”ہذا اما لفرودت بہ“ (یہ وہ طریقہ ہے کہ جسکو تمہا میں نے ہی نکالا)
علاوہ امور مذکورہ طرز بیان و گزارش مدعا میں بھی اس بات کا پورا خیال و لحاظ رکھا گیا ہے کہ
اس کتاب کے نہ محض معانی ہی دل نشین ہوں بلکہ اس کے الفاظ و عبارت بھی سامعہ نواز
ہوں کہ ”ان من البیان لسخراً“ (بعض طرز بیان میں جادو کی تاثیر ہوتی ہے) بالجملہ اس کتاب
کو اس حیثیت سے دیکھنا چاہیے کہ اسکے الفاظ میں کیسے جو اہر معانی بھرے ہوئے ہیں اس حیثیت سے

ملاحظہ نہ کرنا چاہئے کہ اُس کو ایک ناچیز اور ننگِ خلیق نے ترتیب دیا ہے۔
 آخر التماس میں اُن بزرگواروں کی تصنیفات کا تذکرہ کرتا ہوں کہ جن سے مجھ کو اس کتاب
 کی تصنیف و تالیف میں مدد ملی۔ بخجائے اُن کے مولانا محمد اکبر رزاقی مرحوم کے مصنفات اور
 قانون شیخ بوعلی میدنا اور اُس کی تشریح مثلاً علامہ قرشی و علامہ گیلانی و علامہ محمود آلی کی
 شرحیں اور ملا نفیس کی مصنفات ہیں اور کچھ اقوال اساتذہ سلف حکیم اعظم خان صاحب کے
 مولفات کے بھی بر سبیل نقل و نقل معروض تحریر میں آئی ہیں۔

مولف کے خاندانی حالات

نگنگ انام بشیر الدین احمد مولف کتاب ذوالننگ کا شکر کرتا ہے کہ گورنمنٹ موجودہ میرے
 خاندان کو شل شاہان سلفِ عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے میرے خاندان کے لوگوں کو
 بڑے بڑے عہدے مرحمت فرمائے۔ قاضی مولوی سعید الدین مرحوم میرے دادا عہدہ
 تحقیقاتی و منصفی پر ابتداءً معزز ہوئے اور عہدہ صد الصدوری شہر الہ آباد پر اُن کا زمانہ ملازمت
 ختم ہوا۔ قاضی مولوی محمد امین الدین مرحوم میرے نانا بھی عہدہ منصفی سے عہدہ صد الصدوری
 مراد آباد پر پہنچ کر بہ نیک نامی عہدہ مذکور سے سبکدوش ہوئے۔

مولوی قاضی محمد خلیل الدین مرحوم میرے والد بزرگوار کو گورنمنٹ نے بلحاظ اعزاز
 خاندانی عہدہ آنریری مجسٹریٹ قبضہ کیرانہ ضلع مظفرنگر عطا فرمایا اور بزرگان سلف کے سلسلہ
 عہدہ قضا قبضہ مذکور کی سند عطا فرمائی اور بلحاظ اعزاز گورنمنٹ نے حضرت مرحوم کو ایکٹ
 اسلحہ سے بھی مستثنیٰ فرمایا تھا۔ اور جناب مرحوم قبضہ کیرانہ کے میونسپل بورڈ کے اولین ممبرین
 بھی تھے۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا کہ قدسی صفات ممدوح نے انتقال فرمایا۔

میرے آباء و اجداد کے اعزاز کے متعلق بہت سے فرامین شاہی و چھٹیان حکام
 انگریزی متی کہ گورنر جنرل وغیرہ حکام اعلیٰ کی موجود ہیں۔ حضرت ممدوح کے پس ماندوں کو
 بھی عامہ خلیق اور حکام وقت و قعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

بڑا فخر مجھ کو یہ ہے کہ میں اُن صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہوں
 کہ جن کے یہاں مدینہ منورہ میں آنحضرت مہمان ہوئے یعنی حضرت ایوب انصاری رضی اللہ

عنه کہ جن کا مزار پاک اب قسطنطنیہ میں زیارت گاہ خلایق ہے۔

جن میں اسباب و حوادث سے شرفا و اعیان عرب کا ملک ہندوستان میں
ورود ہوا وہ امور ایک تاریخی واقعات ہیں جن کا بیان اس موقع پر بے محل ہے چنانچہ
میرے جد اعلیٰ مولانا علماء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں ہندوستان
میں نزول اجلال فرمایا اور قصبہ سہالی متعلقہ صوبہ اوڑھ لکھنؤ کو جو اب تحصیل فتحپور
ضلع بارہ بنگی کے متعلق ہے سکونت کے برکات کی طرح ڈالی۔ غرض کہ مولانا ممدوح
یعنی حضرت ایوب کے نور دیدہ اور ہمارے جد امجد کے اخلاف قصبہ مذکورہ میں کہ جو
اب ایک ویرانہ حالت میں ہے اور کسی زمانہ میں مولانا ممدوح کی اولاد سے دارالعلم ہونے
کے اعتبار سے رشک یونیورسٹی کیمبرج یا دارالعلم جامع ازہر تھا۔ وطن اسکو نت اختیار
کی اس لئے مولانا کمال الدین و مولانا نظام الدین علیہما الرحمۃ میرے اجداد جن کو باعتبار
فضایل و جلالت قدر تمام دنیا کے علماء اور علم دوست جانتے ہیں۔ اور قیامت
تک ان کے نام نامی کی یادگار اور ان کے علوم کے آثار انشاء اللہ تقالے باقی رہیں گے۔
سکونت کے اعتبار سے سہالوی مشہور ہیں۔

بعد واقعہ شہادت مولانا قطب الدین شہید علیہ الرحمۃ جو ازنگ زیب کے زمانہ میں
واقعہ ہوا تھا۔ مولانا کمال الدین میرے جد امجد نے قصبہ فتحپور میں کہ جو قریب سہالی
کے ہے اور اب ضلع بارہ بنگی کے متعلق ہے۔ اور مولانا نظام الدین نے لکھنؤ فرنگی
محل میں حسب فرمان شاہی سکونت اختیار کی۔ فقہ مختصر ہندوستان میں اور ہندوستان
کے باہر ممالک عرب و مصر و شام وغیرہ میں کوئی اہل علم یا علم دوست ایسا نہ ہوگا کہ جو
اس ننگ خلایق و ننگ خاندان کے خاندان کی عظمت و جلال سے آگاہ نہ ہوگا اس واسطے
مجھ کو اپنے اکابر ماسلف کی سوانح عمری لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ان ابرار
کے نام نامی تحریر کرتا ہوں کہ جنہوں نے ازنگ زیب عالمگیر کے زمانہ سے کوئین
و کٹوریہ آجہانی کے زمانہ تک قرب بارگاہ رب العزت اختیار کیا۔ چنانچہ مولانا
محمد کمال الدین سہالوی و مولانا نظام الدین سہالوی و مولانا عبد العلی سحر العلوم لکھنوی
فرنگی محلی و مولانا محمد حسن (مصنف کتاب ملاحسن) لکھنوی فرنگی محلی و معین العلماء
قاضی محمد عاشق و مولانا قاضی نور الحق قاضی دیوبند و کرانہ متعلق سرکار سہارنپور و مولانا

محمد قطب الدین و مولانا محمد سالم و مولانا قاضی محمد سعد الدین فتحپوری و مولانا انوار و مولانا محمد ظہور اللہ
 و مولانا محمد حسین لکھنوی فرنگی محلی و مولانا ولی اللہ و مولانا مفتی محمد یوسف و مولانا عبد الحکیم مولانا
 عبد الحسین فرنگی محلی و شمس العلماء مولانا محمد نعیم و فخر العلماء مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی
 یہ جملہ افراد میرے خاندان کے نفوس قدسی ہیں۔ ان بزرگواران و ابرار کو اس جہان سے
 رحلت فرمائے ہوئے کچھ زمانہ دراز نہیں گذرا بجز مولانا کمال الدین و مولانا نظام الدین
 سہالوی و قاضی مولانا نور الحق کے کہ یہ بزرگوار تو آخر زمانہ اور نگ زیب اور شروع زمانہ
 بہادر شاہ میں رحلت فرما ہوئے۔ باقی جملہ حضرات نے اسی زمانہ میں سفر آخرت اختیار
 فرمایا۔ جب کہ موجودہ گورنمنٹ کی حکومت کے برکات ہمارے ملک میں سایہ افکن
 ہو چکے تھے۔ اہل علم تو جانتے ہیں مگر عوام کی آگاہی کی غرض سے لکھا جاتا ہے کہ ان
 متبرک نفوس سے مسلمانوں کے علوم کس قدر مشکور ہیں۔ اگر یہ ملکوتی صفات نہ ہوتے
 تو ہندوستان میں علوم اسلامیہ شایع نہ ہوتے۔ ان حضرات کے مجاہدے اور تبحر علم و
 فضل ان کی تصنیفات و شروح و حواشی سے ظاہر ہے جن کی تفصیل کے لئے ایک زمانہ
 دراز چاہئے۔ اور جو علوم میں مثل آفتاب کے روشن ہیں اور قیامت تک روشن رہیں گے۔
 جو لوگ علوم عربی کے ماہر ہیں ان سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علوم عربی ہیں
 جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں سے کوئی کتاب بھی ایسی نہ ہوگی کہ جو ان بزرگواروں
 کے افادہ سے لوزانی و مزین نہ ہوگی۔ چنانچہ فخر علمائے قدیم و جدید مولانا عبدالحی صاحب
 لکھنوی فرنگی محلی اوصاف مذکورہ کے خاتم ہوئے۔ جن کو رحلت فرمائے ہوئے ابھی صر
 بارہ سال کا گزرا ہے۔

ایک بار انعقاد جلسہ دستار بندی طالبان علم مدرسہ عربیہ دیوبند کیلئے ایک کمیٹی بمقام دیوبند
 منعقد ہوئی۔ اس جلسہ کی شرکت کیلئے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی کی بھی دعوت
 کی گئی تھی اس کمیٹی میں جناب مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی مدرسہ علی مدرسہ مذکورہ نے
 طالب علم کو مولانا عبدالحی صاحب کی دعوت کی خوش خبری دیکر فرمایا تھا کہ دیکھو خبر دار اور ہوشیار
 ہو جاؤ تمہارے امتحان لیاقت کے لئے لکھنؤ سے وہ شخص آتا ہے کہ جس کی تصنیفات کے
 سمجھنے میں بڑے بڑے علماء کو مشکل اور دقت ہوتی ہے۔ الغرض حضرات مدرسہ کا ایک کارنامہ
 تو مختصر بیان کیا اب دوسرا کارنامہ مختصر الغرض واقفیت عوام تحریر ہوتا ہے۔

یہ بزرگوار محض مصنف و شاعر و محشی علوم ہی نہیں تھے۔ بلکہ ہندوستان و دیگر ممالک اسلامیہ کے تشنگان علوم کے لئے ایک دریائے فیض تھے۔ اس وقت تک ہندوستان کا علمی خاندان کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کو سلسلہ بسلسلہ اس خاندان سے بذریعہ شاگردی فیض پائے گا۔ فخر حاصل نہ ہو۔ چنانچہ درس نظامیہ (کورس نظامیہ) جو اس وقت ہندوستان میں رائج ہے وہ مولانا محمد نظام الدین علیہ الرحمۃ کی یادگار ہے۔

ان بزرگواروں نے بجز مشاغل مذکورہ کے مذہبی مباحثوں کے جھگڑوں میں اپنی عمر سیزر صرف نہیں کی۔ اور نہ ان علماء میں کسی قسم کا تعصب تھا کہ جو آج کل اہل علم میں پایا جاتا ہے۔ بلا تئید مذہب یہ ابرار بندگان خدا کے لئے بہتر فیض تھے اور سب کے سب اہل کرم و وجود سخا تھے ان بزرگواروں کے حالات مذکورہ بہت سے تذکروں میں بقید کتابت موجود ہیں۔ چنانچہ رسالہ معارف مطبوعہ سنہ اسیوی میں سے کسی مہینہ کا رسالہ کا کہ جو علی گڑھ میں بطور علمی رسالہ کے ہر مہینہ میں شائع ہوتا ہے۔ ملاحظہ کرنا چاہئے۔ کہ جس میں مختلف تذکروں سے ہمارے خاندان کے تحقیقی حالات درج ہیں جس سے اودھ اخبار نمبر ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶

اور بعدہ گورنٹسٹ موجودہ نے میرے اسلاف کو انہیں اضلاع میں مراتب عطا فرمائے لہذا اس اعتبار سے مجھ کو سکونت گرانومی کہنا چاہئے۔ چنانچہ اس وقت تک سلسلہ عمدہ قضا و تعلق جاہلاد کی وجہ سے ہم لوگوں کی سکونت قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر میں ہے۔

کتاب کا اجمالی مضمون

اس کتاب کے پہلے حصہ میں کلیات سے اُن مسائل کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو ضروریات زندگی سے متعلق ہیں۔ مثلاً غذا کے احکام دس تعلیموں میں مرقوم ہیں کہ جس سے ہر شخص کمال دلچسپی کے ساتھ مستفید ہوگا۔ ان تعلیمات میں بہت سی علمی تقریریں نہایت صفائی سے بیان ہوئی ہیں۔ اس کے بعد پانی کے احکام دس تفہیموں میں بیان ہوئے ہیں۔ یہ تفہیمات بھی اسی قسم کے جاہر معانی سے لبریز ہیں۔

ان جلیل القدر احکام کے بعد سونے اور جانگنے کے احکام کی تشریح کی گئی ہے جن میں عجیب امور اور معارف کا انکشاف کیا گیا ہے۔

پھر حرکات و سکون کے احکام کی تشریح کی گئی ہے جس کی تحت میں ہر قسم کی ریاضت مہنی و نفسانی کے بیان سے تختہ اوراق گلدرتہ معانی سے۔

اُس کے بعد غسل و حمام کے احکام کی تشریح کی گئی ہے اور اُس کی ضروریات و قواعد کے بیان میں نہایت جامع تقریریں بیان کی گئی ہیں۔

پھر تبدیلِ فصل کے لوازم کی توضیح نہایت دل نشین اور مفید بحثوں میں ختم کی ہے۔

پھر تبدیلِ مکان کے احکام اور اس کے متعلق ضروری لوازم کی تشریح ہوئی ہے۔

ان احکام کے بعد استغفرغ کے احکام بیان ہوئے ہیں جن میں سہل و فہم و حجامت و تے و چونک لگانا اور اوارار اور سپینہ لانا اور جذب و امالہ داخل کیا گیا ہے۔ ان مسائل کو نہایت محققانہ طور سے لکھا ہے جس سے عوام کو بھی فوائد تفصیلیہ حاصل ہوں گے۔ اور استغفرغ کے خطرناک اوقات و حالات سے محفوظ رہیں گے۔

اس تذکرہ کے بعد علاج کے احکام بصورتِ کلیہ بیان کئے گئے ہیں۔

اس کے بعد نذرات کے احکام کا ذکر ہے یعنی وہ عوارض کہ جن کے پیدا ہونے سے بولنس پڑ خطر بیماریاں پیدا ہو جائے کا خوف ہوتا ہے اس بیان کو مع دلائل بہت صاف بیان کیا ہے۔

اس مہر کے بعد طوالت عمر کے احکام اور اس کے تعلق بدل تقریریں بیان کی گئی ہیں۔ اس بیان میں ان حکیمانہ اصول اور تدبیرات کی تفصیل کی گئی ہے کہ جو طول عمر کی باعث ہو سکتی ہیں۔

اس کے بعد بوڑھوں کی حفظ صحت کے احکام بیان کئے گئے ہیں جس میں مفصلاً ان کے لئے لوازم صحت کی تشریح کی گئی ہے۔

دوسرے حصہ کتاب میں حفظ صحت بعض اعضاء کے احکام کے مراتب مرقوم ہوئے ہیں۔ یہ حصہ اس کتاب میں لفظاً و معنیاً ایک عجیب و غریب لطیفہ ہے۔ اس میں اعضاء مذکورہ کے محض قوت کی حفاظت کے لوازم ہی تحریر نہیں ہوئے ہیں بلکہ حفاظت کی غرض سے بہت سے نسخہ جات مفردہ و مرکبہ و تدبیرات خارجیہ کہ جو اصولاً ان اعضاء کے لئے نفع میں ایک شان ایزدی معلوم ہونگے۔ معرض تحریر میں آئے ہیں خصوصاً قوت باہ کے احکام کے بیان میں بڑی بڑی جلیل القدر تقریریں کی گئی ہیں۔ اور قوت باہ کے تعلقات و روابط کہ جو اسے دوسرے اعضاء سے ہیں ظاہر کئے گئے ہیں۔ اور ضعف باہ کے مرض کی تشخیص کے طریقے اس طور سے بیان کئے گئے ہیں کہ جن سے مریض خود بوجہ احسن مستفید ہو سکتا ہے۔ اور امر علاج میں مسامحہ اور مخالطہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ہر قسم کے ضعف باہ کا دستور عمل علاج اور نسخہ جات مفردہ و مرکبہ و طلا و ضماد و انذیہ و تدبیرات خارجیہ ضعیف الباہ کا ایک طولانی اور بیحد محکمہ قائم کیا گیا ہے جس میں کسی شخص کو مرتبہ خفا اور پوشیدگی کا باقی نہیں رہا۔ تیسرے حصہ کتاب میں امراض و بائیہ کا بیان ہوا ہے۔ مگر قبل اس کے تشریح و بار کا ایک عجیب مقدمہ لکھا گیا ہے۔ پھر ہوا کے غیر معتدل و ناسد و مضر زندگی ہونے کے وجود کے بعد و بار کے اسباب اور و بار کے انتقالات یعنی ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہونے کے وجوہ ترقیم ہوئے ہیں۔ ان تحقیقات کے بعد تندرستوں کے لئے زمانہ و بار میں حفظ صحت کے انتظامات اور و بار کے زمانہ کے حرکات و سکون و غسل و حمام و لباس اور و بار کے زمانہ میں ادویہ مفردہ و مرکبہ مذکورہ کا استعمال اور غذا و پانی و ظروف کی اصطلاحات نہایت پر معنی اور دل کش الفاظ میں مرقوم ہوئی ہیں۔

ان مراتب کو ختم کرنے کے بعد ہسینہ و بائی کے احکام بیان کئے گئے ہیں جس کی تحت میں نہایت تفصیل کے ساتھ تعلیمات مختلفہ اور ہسینہ کا معالجہ کلی و جزئی اور ان اعراض کا تدارک

کہ جو دوران مرض مذکور میں لاحق ہوتے ہیں نہایت ہی سبب بیان میں تحریر ہوا ہے۔ علاوہ اس کے
 مریض ہیفیضہ کی تدبیرات خارجیہ متعلق مکان مریض و اصلاح ہوا وغیرہ اس جا میں سے بیان ہو
 ہیں کہ جس کے ملاحظہ سے ناظرین کو یقین ہو جائیگا کہ فی الواقع اگر مریض ہیفیضہ کے ساتھ امر تدبیر
 و اصلاح مکان و ہوا وغیرہ لوازم مذکورہ عمل میں لائے جائیں تو اس کی صحت یقینی ہے۔
 ہیفیضہ کے بعد و باطاعون کے احکام کی تفصیل کی گئی ہے۔ اس مرض کا فیصلہ بھی عجیب
 غریب اہم امور پر مشتمل ہے۔ اس میں حکمائے متقدمین اور اساتذہ سلف کے مرض مذکورہ
 کے بارہ میں مقولات بعد اس کے مولف کتاب ہذا کی تقریر اور و باطاعون سے بچنے کے
 انتظامات اور طاعون کے زمانہ میں حفظ صحت کی غرض سے ادویہ مفروضہ و مرکبہ مذکورہ کے استعمال
 اور مریض طاعون کی حرکات و سکون بدنی و نفسانی کے قوانین اور مریض طاعون کے دورانی
 اغراض لاحقہ کا تذکرہ اور مرض طاعون میں فصد و سہل وغیرہ عمل میں لائیکا فیصلہ اس کے
 بعد محض ورم طاعون کے علاج کے بارہ میں مصنف کتاب اور ماہرین و حکمائے سلف کے
 مشر و حاتمیرات اس طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں کہ عوام و خواص پر کوئی دقیقہ مستور اور
 مخفی نہیں رہے گا۔

اور بحیثیت مجموعی یہ کتاب اصول معالجہ و تدبیرات یونانی سے آگاہ ہونے کی غرض سے
 ڈاکٹری معالجوں کے لئے بھی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔
 اب آگے چل کر تینوں حصوں کتاب ہذا کے مطالب کا بیان ہے جس میں سے اول
 پہلا حصہ کتاب ہذا کا بیان ہوتا ہے۔

حالتِ صحت

حقیقی صحت کی تعریف
 طبیوں کی اصطلاح
 کے موافق۔

حقیقی صحت انسان کی کہ جو اعتدال حقیقی کے لوازمات سے ہے
 وہ کسی افراد انسان کو حاصل ہونا قرب محالات کے ہے۔ مگر مجازاً چہر
 عرف طب میں لفظ صحت اطلاق پاتا ہے اُس سے مراد وہ حالت انسانی
 ہے کہ جس کے موجود ہونے سے طبیعت تمام افعال انسانی طبعی حالت اور سلیم طریقے سے
 بغیر اضطراب و صا در کرے۔

جس طرح سے انجن ڈرائیور انجن چلائیے والا، ایک کارخانہ کی مختلف اور متعدد کلیں انجن
 کے اجزاء کے ٹھیک ہونے کی صورت میں چلا سکتا ہے اسی طرح سے کارخانہ بدن انسان کی
 تمام کلیں صحت کے موجود ہونے سے نیچر (طبیعت) اچھی طور سے چلا سکتا ہے۔ اگر صحت
 میں نقصان ہوگا تو ایک نہ ایک بدن کی کل کام دینے سے ناکارہ یا کم زور ہو جائے گی جس کی
 وجہ سے نظام بدن میں تغیر پیدا ہو جائے گا۔

حاجتِ صحت

صحت کا قائم رکھنا یا صحت
 زالیہ کا واپس لانا عقلاً و نقلاً
 ضروری ہے۔

انسان منظرِ اعلیٰ قدرت کاملہ خلاق مطلق کا ہے۔ اُس میں ہر علم
 کی رسائی کی استعدادیں بالقوتہ موجود ہیں۔ مگر اُن استعدادوں کا
 بالفعل کارآمد ہونا بھی صحت پر موقوف ہے۔ علمِ ہندہ القیاس امر
 استحصال معاش و ترقیم و تربیت اولاد کے جو اہم امور حیات دُنیا سے ہے اور خلائق کی حاجت
 روانی مظلوموں سے منع ظلم ظالموں سے حصول انتقام ہمسایہ کی رعایت اقربا کی رعایت کہ جو
 عمدہ وسیلہ نجات ہے سب صحت پر موقوف ہیں پس انسان کو اپنی تندرستی قائم رکھنا یا
 اُس کو واپس لانا عقلاً اور نقلاً ضروری ہے۔ بدیں وجہ علمِ صحت سے بقدر ضرورت ہر شخص کو
 واقف ہونا ایک اہم اور ضروری امر ہے۔ تاکہ اُس قدر ضرورت سے واقف ہو کر اس پر عمل کرے
 اپنی تندرستی موجودہ قائم رکھنے پر قادر ہو۔ یا تندرستی زالیہ کو واپس لانے پر مطمئن ہو جس کا قائم رکھنا یا

اُس کا واپس لانا عقلاً اور نقلاً ضروری ہے۔

علمِ صحت

صحت کے لوازم ضروری کا علم۔ علمِ الصحت کہتے ہیں بنجملہ اسباب اور وسائلِ زندگی و تندرستی غذا و پانی اور نیند و بیداری و حرکت و سکون وغیرہ کے احکام بھی ہیں جن کے بالاعتدال استعمال سے صحت موجودہ قائم رہ سکتی ہے جنکو ہم مفصلاً بیان کریں گے۔

غذا کے احکام

غذا کی ضرورت کی دلیل اور حیوان کے بدن کی حرارت بھی اُس کے رطوبات جسمانیہ کو فنا کرتی رہتی ہے اور جس طرح سے کہ روغنِ چراغ یا لیمپ کے فنا ہونے سے چراغ یا لیمپ بجھ کر خاموش ہو جاتا ہے اسی طرح سے رطوبات جسمانیہ کے فنا ہو جانے سے انسان کی زندگی کا چرل غیا لیمپ گل ہو جاتا ہے۔ پس رطوبات جسمانیہ کا جو وقتاً فوقتاً فنا ہونا ضروری اور لا بدی ہے اُسکا بدل و معاوضہ غذا سے ہوتا ہے۔ اسلئے غذا ایک ضروری اور لا بدی چیز ہے۔ اور اُس کی طلب اور اُس کا تقاضا ایک اضطراری حالت ہے۔

مقدارِ غذا

مقدارِ اہر انسان کو کس قدر کھانا چاہیے۔ غذا مقداراً معتدل کھانا چاہئے۔ لیکن چونکہ افراد انسان کے حالات باعتبار قوت و ضعف جداگانہ و مختلف ہوتے ہیں لہذا اعتدال فی الغذاء مقداراً اہر کی مقدار بشر کے لئے جداگانہ نہیں مگر بطور اصل کلی امر اعتدال فی الغذاء کا پیمانہ مقرر ہو سکتا ہے یعنی خیر الامور اوسطہما کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ کیا معنی غذا نہ ضرورت سے زیادہ کھائی جائے اور نہ ضرورت سے کم کھانا چاہئے۔

کم غذا کھانے کے غذا اگر ضرورت سے کم کھائی جائے گی تو اس سے ضعف کا ظاہر اور پیدا
 نقصانات کی شرح ہو جائیگا یقینی ہے اور حرارت غریبی (حرارت غیر طبعی) کا اشتعال ضروری
 ہے۔ اور ضعف اور حرارت غریبی کی ہنگامہ آرائی سے لزوماً و یقیناً رطوبات اصلیہ بدن کا کم ہونا
 یا فنا ہونا لازمی ہے اور یہی رطوبات بدن کی عمارت کے لئے مثل مصالحہ جات کے ہیں۔
 پس اگر ان مصالحہ جات میں قلت یا نقصان ہوگا تو عمارت بدن کی ضروری غیر مستحکم و متزلزل
 ہو جائے گی۔ بالخصوص قلت غذا کے نقصانات کا تحقق ان اشخاص کے اجسام میں بہت جلد
 اور بہت بدتر ہوتا ہے کہ جولاغ اندام اور طبعاً گرم و خشک مزاج ہیں۔

زیادہ غذا کھانے کے نقصانات غذا اگر کثرت سے کھائی جائے گی یعنی ضرورت سے زیادہ
 اس کا استعمال ہوگا تو ضرور ہے کہ معدہ بوجہ زیر بار ہونے کے اس میں اپنے اختیارات
 و تصرفات کی تکمیل پر قادر نہ ہوگا۔ پس لامحالہ معدہ ہضم غذا سے عاصی اور قاصر ہوگا۔ پس ایسی
 حالت میں اول فساد جس کا ظن غالب ہے وہ تخمہ ہے یا ہیضہ امتلائے اور فساد ثانی جو یقینی
 ہے وہ یہ ہے کہ ایسے ہضم سے ایسے اخلاط غیر جمید الجوہر (ناقص) پیدا ہونگے کہ جن میں استعداد
 و عفتوت موجود ہوگی۔ باوجود امور مذکورہ کے اور بہت سے فساد پیدا ہونیکا احتمال ہے کہ
 جو اندک غور و فکر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

غذا کی مقدار معتدل

غذا مقدار معتدل کھانے قول فیصل امر غذا کا سبب مقدار اعتدالی یہ ہے کہ اس کے کھانے
 کی بابت قول فیصل میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ اور پیمانہ اعتدال فی غذا کا یہ ہے
 کہ مقدار اس قدر نہ کھائی جائے کہ معدہ میں گرانی۔ سانس میں تنگی۔ دونوں پہلوؤں میں
 کشش اور اس کے بعد معدہ میں نفع اور منہ کے ذائقہ میں تغیر اور طبیعت میں جولانی
 کی جگہ انقباض اعضا میں کل محسوس ہو بلکہ ارادہ نہیں سبقت طبیعت میں جولانی ظاہر ہو یہ حالت جب دیگر کچھ ہے
 کہ اسکے کھانے میں میانہ روی کے مسئلہ کی پوری نگہداشت رکھی جائے ایک چہارم بھوک باقی رہ جانے پر کہانیسے
 دست کشی اختیار کی جائے۔ گو ایسی صورت میں بھوک کا کسی قدر تقاضا محسوس ہوگا۔ مگر تھوڑے
 عرصہ میں زایل بھی ہو جائے گا۔ اس لئے کہ جب معدہ غذا کو دیکھنا شروع کرے گا تب غذا میں

بدن میں منتشر ہوتی ہے اور ہضم جید کے لئے معدہ میں حرارت کا جمع ہونا ضروری ہے۔
 علیٰ ہذا القیاس حرکات اندرونی سے بھی اجتماع حرارت نے معدہ نہیں ہوتا ہے جس کا
 جمع ہونا بغرض تکمیل ہضم ضروری ہے۔ اور حرکات اندرونی میں غم و غصہ و خوف و فکر و شرم
 و خجالت وغیرہ دیگر عوارض نفسانیہ داخل ہیں جن سے کہ مضطربانہ طور سے حرارت اور خون
 میں اور ارواح میں حرکات غیر منظم ہوتے رہتے ہیں۔ پس ان کے عدم تکمیل سے معدہ
 کا فعل بھی مشوش اور مضطرب ہوگا۔ لہذا غذا میں ہضم کامل بھی نہ ہوگا۔ اور ہضم کامل نہ ہونے
 جو جو خرابیاں پیدا ہوں گی وہ محتاج شرح و بیان نہیں ہیں۔

عمدہ حالت حصول سکون کے لئے یہ ہے کہ انسان بعد غذا کھانے کے ملایم بستری پر
 سیدھا دہننی کروٹ پر آرام کرے ایک گھنٹہ بعد بائیں کروٹ پر استراحت کرے
 بعد جس وضع پر چاہے آرام کرے کامجاز ہے۔ مگر اوضاع مذکورہ پر بعد غذا آرام کرنا اُس وقت
 ضروری نہیں ہے کہ جب کوئی امر مانع ہو یا برسبیل عادت کسی ایسی وضع پر استراحت
 کرنے کی عادت ہو کہ جس کے ترک سے اُسکو تکلیف پہنچے۔

بعض طبیعوں نے حرکات خفیفہ بدنی اور اندرونی بعد غذا کے مستحسن خیال کی ہے
 مگر یہ امر قیاساً و تجربہً خلاف ہے۔ بجز ان صورتوں کے کہ جب بوجہ عوارض لاحقہ
 فوراً بعد غذا کھانے کے حرکات کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ صورتیں بھی مستثنیات میں
 داخل ہیں۔

تعمیر سووم

<p>ان غذاؤں کا بیان جن کا بالاجتماع کھانا مضرت ہے۔</p>	<p>ایسی دو یا چند غذاؤں کا مجتمع کر کے کھانا مخطور ہے کہ جو بعض اُن میں زود ہضم ہوں اور بعض دیر ہضم ہوں۔ مثلاً زردی بیضہ مرغ کہ جو نیم برشت ہو اور حلوان کا گوشت اور چوزہ مرغ کہ جو نہایت زود ہضم اغذیہ ہیں۔</p>
<p>سگائے بھینس کے گوشت کے ساتھ اور سور کی وال وغیرہ اغذیہ دیر ہضم کے ساتھ جمع نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر مجبوراً ایسا اتفاق ہو جائے تو غذا کے زود ہضم پہلے اور غذا کے دیر ہضم بعد میں کھائی جائے۔</p>	<p>سگائے بھینس کے گوشت کے ساتھ اور سور کی وال وغیرہ اغذیہ دیر ہضم کے ساتھ جمع نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر مجبوراً ایسا اتفاق ہو جائے تو غذا کے زود ہضم پہلے اور غذا کے دیر ہضم بعد میں کھائی جائے۔</p>

قاعدہ مذکورہ جو ہم نے بیان کیا یہ بطور قاعدہ کلیہ کے ہے مگر بعض اغذیہ جزئیہ ایسی بھی ہیں کہ جو بشہادت تجربہ و قیاس اُن کو کھانے میں جمع کرنا نہایت ہی خطرناک ہے۔ مثلاً دودھ کو اقسام ترشید کے ساتھ کھانا۔

دیکھو خارج میں دودھ کو عموماً ترشیاں بچھ کر دیتی ہیں یا اُس کی استزاجی حالت برہم کر دیتی ہیں بدیں وجہ داخل معدہ بھی دودھ کا ترشیوں سے بطریق مذکورہ متاثر ہونا قیاس کیا گیا۔ ہر گاہ کہ اس قیاس کی تائید تجربہ سے ہو گئی۔ تو امتناع کلی کی وجہ سے بوجہ پائی گئی۔

علیٰ ہذہ القیاس دودھ اور اقسام اقسام کی مچھلیوں کا ایک کھانے میں اجتماع منظور اور ممنوعات سے ہے۔ اس لئے کہ بشہادت تجربہ ثابت ہوا کہ اس اجتماع سے مریض صں جذام۔ خارش۔ قولنج وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں یعنی حسب صلاحیت حالت امراض مذکورہ سے کوئی سامرض پیدا ہو جائے گا۔

اسی طرح سے زود ہضم لحم (گوشت) اور مہی کو بلا اجتماع نہ کھانا چاہئے۔ مگر لحم مذکورہ میں دہی ڈال کر نپکا نامنوع نہیں ہے۔

بعض حریص بندہ شکم بہایم سیرت اجتماعات مذکورہ کی تاثیرات یعنی مضرات مذکورہ کو خیالی خیال کرتے ہیں اور عدم نقصان کے بہت سے نظائیر اور بہت سے مواقع کے نظامر پیش کرتے ہیں سوان کے مقالات بے سرو پا پر کوئی عقلمند توجہ نہ کرے گا۔ اس لئے کہ مضرات کے لئے ضروری نہیں ہے کہ فوراً اُس کی تاثیرات ظاہر ہوں بلکہ بہ توقف زمانہ و انحطاط قوت بدن و ضعف قوائے جسمانیہ بھی مضرت پہنچتی ہے۔

یاس ہمہ ممنوعات کے استعمال سے امراض کا پیدا ہونا ایک حالت امکانیہ ہے۔ پس یہ حالت امکانیہ امتناع کے لئے کافی ہے۔

تسلیم چارم

<p>ایک مزہ ہی مزہ کی غذا کو ہمیشہ نہ کھانا چاہئے۔ فرض کرو اگر کوئی ہمیشہ نمکین غذا یا شیریں یا پھکی غذا یا دیگر مزہ کی غذا سے ذرا</p>	<p>ایک مزہ کی غذا دانا کھانے کے نقصانات اور مختلف مزہ غذا کھانے کے فوائد</p>
---	--

کھانے پر کفایت کرے تو یہ امراض کی تندرستی کے لئے خوفناک اور خطرناک ہوگا۔ اس لئے کہ مختلف
اعضاء اور اجزائے بدن مختلف ذائقوں سے مستفید ہوتے ہیں کسی عضو بدن کو شیرینی زیادہ مرغوب
ہے۔ کوئی عضو نمکین غذا پر زیادہ مفتون ہے کوئی عضو تھنی سے استفادہ کرتا ہے کسی کو ترشی سے
نفع پہنچتا ہے۔ پس ایک ہی مزہ دار غذا کھانے پر اگر ہمیشہ اصرار کیا جائے تو اس مزہ کے مخالف
اعضاء کو اپنے مرغوبات سے محرومی رہے گی جس سے حفظِ صحت نہیں ہو سکتی ہے۔

بایں ہمہ طبیعت انسان کو مختلف ذائقوں سے اور مختلف محسوسات سے لذت اور مسرت حاصل
ہوتی رہتی ہے پس اس کو ایک ہی مزہ کی غذا پہنچانا بالضرور اس کی نفرت کا باعث ہوگا۔ اور
جب طبیعت کمال رغبت ایسی ایک مزہ کی غذا پر توجہ تامہ نہیں کرے گی تو غذا میں اس کے
تمام تر تصرفات ناقص اور ضعیف ہو جائیں گے۔ اور ضعف تصرفات فی الغذاء سے جو جو
نقصانات بدن میں ظاہر ہوں گے وہ بدیہات سے ہیں محتاج تشریح نہیں ہیں۔ علیٰ ہذا تقیماً
ایک ہی مزہ کی غذا بدن کی بنیاد میں ایک اور نقصان عظیم پیدا کرتی ہے یعنی فرض کرنا کہ اگر ترش
غذا و اما استعمال کی جائے گی تو اس سے عام بدن میں خشکی اور دماغ و اعصاب میں غایت
درجہ ضعف پیدا ہوگا معہ ہذا ترشی اور حرارت بدن کا اجتماع آگ اور پانی کا اجتماع ہے۔ جب کہ
حرارت غریزی بدن کمزور ہو گئی تو گویا بدن کے کارخانہ کا اجن ضعیف ہو گیا۔ پس نتیجہ سمجھو کہ کہاں
تک صحت انسان پر بد اثر پہنچ سکتا ہے۔ علاوہ اس کے ترشی سودا پیدا کرنے میں بہت
دست گستاخ ہے۔ اور اپنی ادائے دلربا یا نہ سے سودا کی ترقی میں نہایت درجہ اہتمام کرتی
ہے۔ اور سودا کے تعلق سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان کا شروع و تداوم سودا زدہ لوگوں سے
پوچھو۔ شیریں غذا کے استعمال پر مداومت ہمیشگی کرنے والے بھی امراض کی بلاؤں
میں مبتلا رہتے ہیں۔ خواص کے لئے تو کوئی شرح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر غفلتگمان راہ
تندرستی کے لئے مختصر امر قوم ہوتا ہے۔ شیرینی بالکیفیت بھوک کو ضعیف کرتی ہے۔
عام بدن میں حرارت غریبی و حرارت غیرطبیعی کو استعمال دیتی ہے۔ احتیلاج سے زیادہ
صفرا خون میں پیدا کرتی ہے۔ جبکہ خون سفراوی عام بدن میں منتشر ہوگا تو اس وجہ سے
مختلف امراض صحت کے ساتھ گرم پیکارا اور مقابل ہو گئے۔ اسی طرح سے ہر ذی طعم و لعل
رایک مزہ کی غذا کو خیال کر لو۔

تعلیم پنجم

ہر موسم میں غذا کھانے کے اوقات باعتبار اختلاف موسم اوقات غذا کا لحاظ رکھنا عاشق تندرستی کو ضروری ہے گو عوام و جوش سیرت بہایم خصال جن کا حاسمہ اور ادراک ضعیف ہے امور مذکورہ کو ایک مضحکہ اور افسانہ جانتے ہیں مگر ہمارے مخاطب وہ افراد انسانی ہیں کہ جو اپنی عقل و ادراک کی وجہ سے ان غول بیابانی سے ممتاز ہیں۔

پس ایسے انسانوں کو بتایا جاتا ہے کہ اصولاً بہترین وقت تناول غذا کا باعتبار حرارت بروزت معتدل وقت سے مناسبت گرمی کے وقت جہاں تک ممکن ہو سکے تکمیل حرارت آفتاب کے قبل کھانا کھانا چاہئے یعنی دوپہر دن کے قبل یا دوپہر دن کے بعد کے اجزائے بعیدہ میں کھانا مناسب ہوگا۔

اس موسم میں یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ جو غذا کھائی جائے وہ گرم گرم نہ کھائی جائے بلکہ اچھے طور سے سرد کر کے کھانا مناسب ہوگا۔

موسم سرما میں غذا کھانے کے اوقات و حالات اس کے خلاف ہیں۔ کیا معنی جو غذا کھائی جائے وہ غذا گرم گرم کھائی جائے۔ اور جب سردی ہوگی آفتاب کی حرارت کی وجہ سے کم ہو جائے تب غذا کھانے کا وقت مناسب اور بہتر ہوگا۔

جس مقام پر کھانا کھایا جائے وہ مختلف مسنتوں سے گرم یا سرد یعنی جیسی حاجت ہو بنایا جائے۔

مثلاً اگر گرمیوں کی فصل سے تو خس و جوانہ کی ٹٹیاں مکان میں لگائی جائیں اور ان پر کثرت سے پانی چھڑکا جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ پانی صاف و شیریں و سرد ہو۔ اور اگر ممکن ہو تو پانی میں کسی قدر عرق گلاب یا عرق بید مشک یا عرق کیوڑہ یا عرق نیلو فریا عرق بید سادہ یا عرق کینگی شامل کر کے چھڑکنا چاہیے۔

اور پانی میں صندل و کافور محلول کر کے پھکاریوں کے ذریعہ سے مکان کے در و دیوار پر چھڑکنا امور و اعراض مذکورہ کے لئے کافی ہوگا۔ اور فرشی پکھیا دستی پکھیا ہر وقت چیتا رہے اور اگر موسم سرد میں مکان کو گرم بنانے کی ضرورت ہو تو اونگھٹھیوں میں اور انش دانوں

میں آگ روشن کی جائے اور اس آگ میں عود و لوبان و بالچمر و سعد کوفی وغیرہ جلا کر مکان کی ہوا کو گرم کرنا چاہئے۔

تعلیم ششم

ہر موسم کی مفید غذاؤں کا بیان

موسم گرم میں حتی الامکان گوشت و بیضہ و اقمام علویہ جات ترک کر دینا ضروری ہے اگر کسی وجہ سے ماکولات مذکورہ بالا کا ترک ممکن نہ ہو تو اس موسم کی سبزی ترکاریاں یا ساگ کہ جو مزاج میں سرد ہوں گوشت میں شامل کر کے پکانا چاہئے۔ مثلاً گھیا گد و یعنی لو کی کہ بکیش میں کشیدہ کر کے ایگلڈمی یا ساگ پالاک یا ساگ خرفہ و برگ کشینز سبز و تورنی وغیرہ قلیل و کثیر بقدر ضرورت و مناسبت طبیعت۔ اس موسم میں اگر شوربے میں یا کبابوں میں وہی زیادہ ڈالا جائے تو بلحاظ طبیعت موسم بہتر ہوگا۔

اکثر اقسام کی دالیں اور سبزی ترکاریاں و ساگ سرد اس موسم میں بالطبع انسان کے لئے نہایت فائدہ مند ہیں گویا حکیم مطلق نے اس موسم کے نقصان کے تدارک کی غرض سے اشیائے مذکورہ بالا اپنی قدرت کاملہ سے اخلق فرمائی ہیں۔ بہترین غذا اس موسم کی خشک کہنہ اور بایکے پازل کلمے۔ خواہ شوربے کے ساتھ یا دال یا دودھ یا گھی و شکر و قند وغیرہ کے ساتھ بقدر حاجت و رغبت طبیعت کھایا جائے۔

اس موسم میں گرم مصالح و مریج سرخ و ہلدی نہایت درجہ کم بلکہ ترک کر دینا مناسب ہے۔ موسم برسات میں ہر قسم کے گوشت اور بیضہ و ترکاریاں اور دودھ و خشک ترک یا کم کر دینا ضروری ہیں۔ اس موسم کے مزاج کی وجہ سے ہر ذی روح کے قوائے بدنی ضعیف ہو جاتے ہیں اور اخلاط میں استعداد و فساد ہر وقت موجود رہتی ہے اور نمناک ہول سے بدن کے مسلمات بھی کشادہ رہتے ہیں اس لئے باطن بدن میں علی وجہ اکمال اجتماع حرارت نہیں ہوتا ہے اور نیز بشادات تجزیہ و قیاس ثابت ہوا ہے کہ ہر ذی روح کا جسم کہ جو ہول سے استفادہ کرتا ہے ایسے موسم میں معرض فساد میں ہوگا۔ پس حیوان بھی ذی روح ہے اسکا جسم بھی معرض فساد میں ہوگا لہذا برسات میں ان کا گوشت نہ کھانا چاہئے۔ اسی اہل پر بیضہ اور دودھ اور وہی کے حالات کو قیاس کر لو بلکہ دودھ کے جوہر میں ایام برسات میں بیضہ اور گوشت میں زیادہ نقصان کی استعداد ہوتی ہے

لہذا آخر الذکر اسٹیپ یا کاترک یا قلت ضروری ہے مگر شرط یہ ہے کہ اگر برسات زیادہ ننکا نہیں ہے تو ایشیائے مذکورہ کے ترک کا اہتمام چنداں ضروری نہیں رہتا ہی برسات کی ترکاریاں سو اس کا بھی ترک یا قلت ضروری ہے اس لیے کہ اول تو یہ ترکاریاں اور بقولات براتی بھی اسی برسات کی ہول سے اپنے نشوونما تکمیل و تخلیق وغیرہ میں مدد پاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ زمین کی اندکی متعفن رطوبتیں ان میں سرایت کئے ہوئے ہیں پس تمام تر یہ اسباب ان سے احتراز کے لئے وجہ کافی ہیں سا اور اگر موسم مذکور میں مختلف بیماریوں کی کثرت یا وبا کی شکایت بلکہ اگر کسی قریب تر مقام پر وبا کی حکایت بھی آئی جائے تو اس وقت میں بے شک ایشیائے مذکورہ سے قطعی پرہیز ضروری ہے۔ بہترین غذا اس موسم میں وال ننگ یا چند والیں مرکب یا گاہ گاہ گوشت بھنا ہوا جس طرح سے کہ ہمارے ملک میں بچنے ہوئے بلا شوبے کے گوشت کو رواجا کھاتے ہیں خصوصاً پندوں کا گوشت اس موسم میں کھانا بہتر ہوگا۔ اور اگر ترکاریاں کبھی کبھی استعمال کی جائیں تو ہضم کی رعایت کے لحاظ سے دہی ڈال کر پکائی جائیں۔ اور غذا کے ساتھ آم کا مرہ یا نارنگی و کدو کا مرہ یا رب آم و رب امر و ورب آڑو وغیرہ یعنی ان چیزوں کی جیلی بقدر ضرورت استعمال کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ ایشیائے مذکورہ میں ایک کیفیت جلع ترشی و شیرینی کی ہوتی ہے کہ جو لمبا اختلاف حالات میں و ہمارے موسم مذکور ہضم غذا پر بھی اعانت کرے گی۔ اور کسی خلط غالب کی جانب غذا کو تسخیل نہ ہونے دے گی۔

موسم سرما غذا کے لئے ایک عمدہ موسم ہے۔ اس موسم میں اغذیہ مقویہ بلا مشرب و قید استعمال کرنا چاہئے۔ ہر قسم کے حلویہ جات سادہ و لوز بادام وغیرہ کا استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس موسم میں حرارت غریزی باطن میں محفوظ ہوتی ہے۔ بدیں وجہ ہضم بھی جید (کامل) ہوتا ہے۔ اور قوائے معدہ غلے قدر مراتب عمر بالنسبت دونوں مذکورہ موسموں کے قوی ہوتے ہیں۔ اور بوجہ سردی مزاج ہوا کے انتشار عفونت ہوا میں بھی نہیں ہوتا۔ بناقی اور حیوانی اجسام کے جوہر میں فساد کا چنداں خوف بھی نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس فصل میں حتی الامکان ترشی سے احتراز کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جلد ترشیاں بارو ہیں اور اعصاب بدن کا مزاج بھی بارو (سرد) ہے اور بہد اعصاب یعنی دماغ کا مزاج بھی بارو ہے اور ہوا کے مزاج پر بھی طبعی حالت سے زیادہ بارو غلبہ ہوتا ہے پس ایسے زمانہ میں ترشیوں کے استعمال سے بہت سے امراض عصبانی پیدا ہونیکا خوف ہو سکتا ہے مگر بہ سبیل مذرت یعنی کمتر حالتوں میں ممکن ہے کہ موسم سرما میں بعض مزاجوں کے لئے ترشی مفرت

بخش نہ ہو۔ ایسی حالت میں قیاس اور تجربہ سے کام لینا چاہیے۔

تعلیم ہفتم

جو غذا لذیذ و مرغوب طبیعت ہوگی وہ غذا نافع بھی ہوگی۔

نافع ترین غذا انسان کے لئے لذیذ غذا ہے اگر ایسی غذا میں اور بھی اوصاف پائے جائیں تو اس غذا کے افضل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

بجملہ اوصاف غذا کے اس کا میں المعظم ہونا اور زیادہ حصہ اس کا جزو بدن ہونا۔ اس سے نفیس اخلاط اور عمدہ خون پیدا ہونا وغیرہ اوصاف ہیں۔ مگر غذا کے لذیذ ایک اضافی امر ہے۔ جس کا تعین بمحاذ کھانے والے کے ہو سکتا ہے۔ کسی خاص غذا کو مستقل طور سے غذائے لذیذ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً ایک غذا کو اگر زیادہ لذت سے کھاتا ہے تو اسی غذا کو بکر نفرت سے کھاتا ہے۔ اور لذیذ غذا کے استعمال میں بھی اس قدر محاذ رکھنا ضروری ہے کہ مقدار منظرہ تعلیم اول سے زیادہ نہ کھائی جائے۔ اس لئے کہ غذا کا مقدار مذکورہ سے زیادہ کھانا تمام تر نافع غذا کو ضائع کرتا ہے۔ باجملہ غذائے لذیذ پر معدہ کے کل اجزا نہایت ہی شوق سے ہضم پر توجہ و تصرف کرتے ہیں۔ اس لئے ہضم بھی جلد ہوتا ہے۔ اور دیگر اعضاء اس غذا سے حصہ معقول بھی پاتے ہیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ اگر غذا سے لذیذ نقصان رساں ہو تو اس سے منافع مذکورہ کی توقع نہ رکھنا چاہیے۔

اسے ہذا القیاس باعتبار عادت و بحسب حالات موجودہ بعض اغذیہ بعض کو مفضر اور بعض کو مفید ہوتی ہیں پس اس بارہ میں تجربہ اور قیاس سے عادت کا لحاظ کر کے کام لینا چاہیے۔

تعلیم ہشتم

صحت کی حالت میں جملہ غذائیں اور ماکولات کھانا چاہئے۔ اور اپنے آپ کو تو ہر نعمائے فیاض مطلق سے محروم نہ رکھنا چاہئے۔ بہترین غذا لذت یا دیگر صفات کے اعتبار سے معین کرنا دشوار کام ہے مگر تغلیباً عمدہ غذا گوشت اور پھلکے گندم ہے۔ خصوصاً ہمارے ملک اور ہمارے مزاجوں کے لحاظ سے۔ اب رگ گوشت کی عمدگی کا سلسلہ سو اس کی عمدگی دو دہوں سے ہوتی ہے۔

ایک عمدگی باعتبار گوشت کے اقسام ذاتی کے دوسری عمدگی باعتبار اُس کے جوہر کے سو بہترین اقسام گوشت کا باعتبار اقسام ذاتی بکری یا بھیڑ نوجوان کا ہے۔ عام اس سے کہ نرم ہو یا مادہ۔ یا قرہ مرغی جنہوں نے ہندو زمینہ نہ دیئے ہوں۔ مگر برینہ دینے کی قابلیت کا زمانہ آگیا ہو۔ یا مرغ جنہوں نے ہنوز بانگ نہ دی ہو۔

کم عمر ذبیحہ میں رطوبات فضلیہ کا غلبہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُن کا گوشت غیر جید الجوہر (ناقص) ہوگا۔ زیادہ عمر والے حیوانات مذبوہہ کا گوشت زیادہ گرم و خشک ہوتا ہے۔ اس لئے وہ برہمن ہوتا ہے۔

گوشت کی صلاحیت باعتبار اُس کے جوہر کے یہ ہے کہ حیوان مذبوہ فریہ اور توانا اور جملہ عوارض بدنی سے پاک اور صاف ہو۔ زخم و ناسور وغیرہ سے اس کا جسم و جلد بالکل خالی ہو چنانچہ ایسے گوشت کا میسر آنا اُس وقت میں ممکن ہے کہ مذبوہہ کی نگہداشت کی جائے۔ اُس کے کھانے پینے کی نگرانی کی جائے۔ اور اُس کی صحت جسمانی کی حفاظت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسکو اُن حبوب و غلہ جات میں سے بھی برعایت فصل ایک حصہ غذا دیا جائے کہ جو انسان کے لئے مخصوص ہیں۔ اور سردی و گرمی کے لحاظ سے اُن کے مسکن (جاہائے سکونت) میں حفاظت کی جائے۔ اُن آزادانہ اور خود مختارانہ چلنے پھرنے میں مزاحمت نہ کی جائے۔ اگر حیوانات ماکولہ کے ساتھ ایسی رعایت کی جائے گی تو اُن کا گوشت بلاشبہ اپنے جوہر میں نفیس اور کدورتوں سے پاک اور منافع میں اکمل اور لذت میں فوق العادہ اور تقویت بدن میں ایک لطیفہ عجیب ہوگا۔ اور اگر حیوانات مذکورہ میں اوصاف مذکورہ نہ پائے جائیں تو اُن سے منافع مطلوبہ کی توقع نہ رکھنا چاہئے اگر ان میں ذی اظہر بھی نشان جراثیم یا زخم و ناسور یا کوئی شبہ مرض پایا جائے تو اسکے کھانے سخت نفرت کرنا چاہئے۔ ایسے لحوم کی تاثیرات کھانیوں کے بدن میں وہی تاثیرات پیدا کریں گی کہ جس طرح سے وہاں مہلک کی تاثیر انسان کے بدن کو تہ و بالا کرتی ہے اور یہ امور وہی لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اومیت عطا کی ہے۔

گائے کا گوشت

گائے کے گوشت کے نقصانات :- اگر چہ طیبیوں نے گو سالہ یعنی ایک سال کی گائے کے گوشت کو معتبرا اُس کے دودھ کی عمدگی پر بیشع دلائل سے خالی تصور کیا ہے۔ مگر میرے خیال میں گائے کا گوشت

عام اس سے کہ کسی عمر میں ہو خالی از مضرت انیس ہے جس کے دلائل بالتجربہ والیقیناس ایک جہد کا
رسالہ میں بیان کئے جائیں گے مگر یہاں بھی برسبیل اختصار کچھ بیان کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ باذن
خالق مطلق گائے کے عمدہ رطوبات جسمانیہ کا استحالہ (تبدیل) اس کے دودھ کی جانب ہوتا ہے
اور ناقص رطوبات سے خلقت اس کے گوشت کی ہوتی ہے پس اس کے گوشت کا روی
ہونا اور اس کے دودھ کی خوبی ظاہر ہے۔ اب رہا یہ مشبہ کہ جب عمدہ رطوبات سے گائے کا
دودھ بنتا ہے اور ناقص رطوبات سے اس کے گوشت کی خلقت ہوتی ہے تو اس گائے کے
گوشت میں نقصان نہ ہونا چاہئے کہ جو دودھ نہیں دیتی ہے یا بیل کے گوشت میں وہ نقصان
معدوم ہونا چاہئے کہ جو شیر دار گائے کے گوشت میں پایا جاتا ہے اس لئے کہ بیل کسی وقت
میں دودھ نہیں دیکھتا ہے پس گائے بیل کا گوشت بمجمیع الوجہ ناقص نہیں ہو سکتا ہے۔
اس مشبہ کا ازالہ ذرا سا غور کرنے پر ہو سکتا ہے جبکہ دودھ دینے والی گائے کی عمدہ رطوبات
دودھ میں صرف ہوتی ہیں اور ناقص رطوبات گوشت بننے میں کام آتی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ دودھ نہ دینے
والی گاؤں اور بیلوں کے اجسام میں دونوں قسم کی عمدہ اور ناقص رطوباتیں صرف گوشت ہی
بننے میں صرف ہوتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس حالت میں عمدہ رطوبات کے ساتھ فاسد رطوبات
بھی ان کے گوشت میں موجود ہیں تو یقیناً فساد ایک سے دوسرے میں سرایت کر جائے گا۔
پس کسی قسم کی گائے یا بیل کا گوشت قابل خوردن نہ ہوگا۔]

گائے کے گوشت و دودھ کے بارہ میں ہمارے مقالات کی تائید اس مقولہ طیبہ
سے بھی ہوتی ہے کہ فی لحماء دائرہ و فی لبنا شفاء یعنی گائے کے گوشت میں بیماریاں
اور اسکے دودھ میں شفاء ہے۔

بمخلہ لحم باکولہ گوشت تیز و ٹیرو و لودہ و کبوتر صحرائی وغیرہ ہے۔ ان طیور کے گوشت میں
بدنبت دیگر لحم باکولہ گرمی و خشکی زیادہ ہے اور یہی حال ان طیور کا ہے کہ جو دریائی یا و آبی
ہیں مثلاً بطیا مرغابی وغیرہ۔ جاڑوں کے موسم میں گوشت طیور مذکورہ کا استعمال کرنا بہت ہی
مفید ہے اس لئے کہ اس موسم میں لحم مذکورہ اکثر امراض عصبانی سے محفوظ رکھتے ہیں اور ماضی
کے قوی ہونے کی وجہ سے جلد ہضم بھی ہو جائینگے۔

ممانعت

صحت کی حالت میں جس طرح سے کہ حالت تندرستی میں ترک اقسام اغذیہ اور باکولات خلات ادویات کے استعمال کی امتناع پر مع دلائل بحث

طبیعت ہوتا ہے اس سے زیادہ حالت صحت میں ہر قسم کی ادویہ مفردہ و مرکبہ کا ایصال فی البدن و بدن میں پہنچانا طبیعت کی ضد اور خلات ہوتا ہے۔ اور جو چیز طبیعت کی ضد اور خلات ہوتی ہے وہ چیز انسان کی تندرستی کے لئے ایک قتر اور آفت ہو جاتی ہے۔ لہذا تندرستی کی حالت میں دوا کا استعمال کرنا وضع شدہ عمل کے خلاف ہے۔ اکثر اشخاص خصوصاً ہمارے ملک کے امراء تندرستی کی حالت میں بحیال تقویت عام بدن یا بطبع تقویت باہ وغیرہ انواع انواع دواؤں کے دلدادہ ہیں۔ صدمات و پیر جو جراثیم اور مجنون دوا اللحم وغیرہ میں صرف کرتے ہیں جس کا نتیجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے کہ ان کی تندرستی آہستہ آہستہ خراب ہوتی جاتی ہے اور اس بد عنوانی کی تاثرات مختلف امراض کے قالب میں جلوہ گر ہوتی ہے جس سے نہ وہ خود پریشان ہوتے ہیں بلکہ طبیعت کو حیرت اور پریشانی میں ڈالتے ہیں۔ اور یہ تحیر اور حیرت مریض و طبیب کا بوجہ تصور نعم و عدم ادراک سبب و علت نہ مذکورہ دینے دواؤں کا بے محل استعمال کرنا سے ہوتا ہے دوائیں عام ہیں خواہ وہ از قسم نباتات ہوں یا از قسم جواہرات وغیرہ سب کی سب اس حکم میں داخل۔ ہمارا یہ مقولہ عموماً ہر شخص کے لئے خصوصاً امراء کے لئے کہ جو عادی استعمال دوا بلا ضرورت کے ہیں شہتر کر نیچے قابل ہے۔

تعلیم نهم

تداخل غذا یعنی غذا پر غذا کھانے کے نقصانات اور تداخل کی تعریف

غذاؤں کا تداخل تندرستی کے لئے بدترین چیز اور خطرناک امر ہے ایک غذا سے دوسری غذا میں کم سے کم چار گھنٹہ کا فاصلہ ہونا ضرورت ہے اگر باہین مدت مذکورہ دوسری بار غذا کھانی جائیگی تو کھانا جائے گا کہ غذا میں تداخل واقع ہوا۔

تداخل غذا کی وجہ سے معدہ و جگر و آنت کے افعال و قوے میں تشویش اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان کے حرکات و سکنات میں سخت برہمی اور بد نظمی واقع ہو جاتی ہے۔

فرض کروزیڈنے دس بجے دن کے غذا کھائی اور ہنوز کم سے کم چار گھنٹہ گزرنے نہ پائے
تھے کہ اُس نے دوبارہ غذا کھائی تو اب جس غذا میں معدہ وجگر اور انتڑیاں جس قدر بالترتیب تصرف
کر رہے تھے یا ان کے تصرفات باقی تھے۔ ان تصرفات سے اپنی ہمت قاصر کر کے یہ تینوں
جہاز ہضم یعنی معدہ و انتڑیاں وجگر بہ ترتیب وصول زمانہ غذائی محلہ (اپنے مقام پر) اس
جدید غذا کی جانب اپنی قوت باضمہ کو مصروف کریں گے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ غذا سے موصولہ
سابق میں بھی اپنے محل پہنچ واحالہ ناقص ہوگا۔ اور غذائے واردہ حال میں بھی ہضم و تغیر
ناقص ہوگا۔ اور مقصود بالذات امر غذا کا فوت ہو جائے گا۔ اور جب مقصود غذا کا فوت ہوگا
تو طبیعت کو عوارض خطرناک سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ پس ایسی حالت میں صحت کا دروازہ
بند ہو جائے گا۔

اس تقریر سے بعض نامفہوموں کو شاید یہ توہم ہو کہ معدہ وجگر و امعاء انتڑیاں کے افعال
بذریعہ قوائے جداگانہ تکمیل پاتے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار و مطلب نہیں ہے
اندریں صورت اگر معدہ غذا سے خالی ہونے کے بعد کہ جو تقریباً ڈھائی گھنٹہ میں کیلوس ہضم
معدے سے فلغ ہو جاتا ہے۔ دوسرے غذائے موصولہ میں اپنے تمام تصرفات کامل
طور سے نافذ کرے اور جگر غذائے موصولہ سابق میں اپنے تصرفات شروع کر دے تو
تداخل تداخل نہ رہا۔ سو ان کا یہ توہم محض نادانی پر محمول ہے اس لئے کہ ہر عضو میں گواہی و
دافعہ و جاؤبہ قوتیں جداگانہ ہیں مگر ان کے باہمی اتصال کا تعلق قطع نہیں ہوتا ہے اور جبکہ
ان کا تعلق اتصالی قائم ہے تو ضرور ہے کہ زمانہ مذکورہ بالا سے کم مدت میں دوبارہ غذا کھانے
سے تداخل کا وقوع ہو جائے گا۔ اور تداخل غذا میں دو غذاؤں کا ایک دوسری میں داخل
ہونا، انسان کے بدن کے لئے ایک خوفناک حالت اور بلائے سخت ہے کہ جنوع بنوع
امراض پیدا کرے گا۔ اسی طرح سے اگر چند تداخل کا وقوع ہو گیا تو صحت کیلئے اور بھی خطرناک
معالجہ ہو جائے گا۔

تسلیم و حرم

بچی بھوک پر کھانا نہ کھانیکے بشرط اشتہائے صادق بھوک پر زیادہ ضبط و صبر نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ معدہ
نقصان اور بچی بھوک کی تعریف طبعاً ہمیشہ متلاشی (تلاش کنندہ) کسی ایسی شے کا رہتا ہے جس پر اپنا عمل درآمد

پکانے اور تقسیم کرنے کا جاری رکھے جب خلوتے معدہ ہوگا تو خلاء میں بالفرض و حرارت مشتعل ہوگی۔ اور بدیہی امر ہے کہ معدہ بالذات اور بالطبع جاذب ہے اور حرارت جذاب (زیادہ جاذب) پس ان دونوں جاذبوں کی قوت سے بالفرض و رطوبات رقیقہ اعلائے بدن (بدن کے اوپر کے حصہ) جذب ہو کر معدہ میں کریں گی خصوصاً صفراء کہ جو اپنی شوخی اور بقیاری کی وجہ سے انتقال حرکت میں نہایت تیز ہے۔

مجملاً ان وارد و صادر رطوبات سے بہت ہی خوف ناک امراض پیدا ہونے کا احتمال ہے مثلاً قے یا پیشینہ یا سحج (آنتوں کا خراش) وغیرہ دیگر امراض کہ جو بر سبیل استقرار و عمدہ طور سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تشیح

اشتہائے صادق سے وہ حالت مراد ہے کہ جبکہ ذریعہ سے کل اعضاء بدل یا تحلیل یعنی تحلیل شدہ رطوبات کا معاوضہ حاصل کرنے کے لیے کیے بعد و دیگرے غذا کا طلب و تقاضا کرتے چلے آویں۔ یہاں تک یہ طلب و تقاضا معدہ پر کہ جو مہتمم امر غذا ہے ختم ہو جائے۔ اگر اعضا کے بعد دیگرے غذا کے متقاضی و طالب نہیں ہیں بلکہ خود معدہ کسی امر عارضی سے طلب غذا کیلئے مجبور ہوا ہے پس ایسی حالت کو اشتہائے صادق نہیں کہیں گے۔ بلکہ اسکو اشتہائے کاذب سے تعبیر کرنا چاہیے۔ مثلاً قسا و غذا یا بدبیری امر غذا وغیرہ یا سوہمضم کہ ان اسباب سے غذا معدہ میں اپنی طبعی حالت کو چھوڑ کے ترش ہو گئی ہے۔ اور اس عارضی ترشی نے معدہ کے دانہ پر دغذہ پیدا کر کے معدہ کو آمادہ غذا کے تقاضے پر کیا ہے جس طرح سے کہ خلط سودا کے فم معدہ پر گرنے سے اور اسکے دغذہ پیدا کرنے سے اشتہا معلوم ہوتی ہے جسکو اشتہائے صادق کہتے ہیں۔ بالجملہ وقت اشتہائے صادق بھوک کا ضبط اور صبر نقصان دہ ہے۔

تجربہ

بعض مزاجوں میں ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ توقف غذا وقت اشتہائے صادق کے اولاً
بھوک سا قہ ہو گئی بعدہ خفیف غشیان (تلی) کے پیدا ہو کر امعاء (آنتوں) میں
نقصان کا ثبوت بذریعہ

قراقر وغیرہ محسوس ہوا من بعد پیش شروع ہوئی۔ اور گاہے اسہال و تے صورت غبٹناک میں ہنگامہ پر دازہ ہوئے تا اینکه سقوط نبض و برد اطراف (ہاتھ پیروں کا سرد ہو جانا) وغیرہ عوارض ہینہ و بانی نمودار ہوئے۔ ان عوارض کا کلا یا جزاً حادث ہونا بالقیاس یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب معدہ غذا سے خالی ہوگا تو لزوماً اس میں حرارت کا اشتعال ہوگا اور جب حرارت کمال درجہ منتقل ہوگی تب رطوبات رقیقہ اور صفراء معدہ میں جذب ہونا شروع ہونگے۔ پس ان رطوبات و صفراء کے انجذاب سے عوارض مذکورہ مجموعہ یا ایک یا دو پیدا ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ بارہا ایسا مشاہدہ ہوا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ عوارض مذکورہ کا شدت و ضعف پس یہ امر باعتبار مقدار و کیفیت رطوبت و صفراء مجذوبہ کے ہوگا۔ یعنی اگر رطوبات مقدار میں زیادہ معدہ میں جذب ہوئی ہیں یا جوہر ان رطوبات مجذوبہ کا نہایت تند اور تیز ہے تو عوارض مذکورہ نہایت سخت اور خوفناک ہونگے۔

مشاہدہ عجیبہ

اکثر اوقات وبائے ہیضہ کے زمانہ میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض خفقانی المزاج بوجہ توہم و ہراس و باء مذکورہ بخیاں بلبل احتیاط کے غذا کھانے میں نہایت توقف کرتے ہیں چنانچہ ان کی اس احتیاط کا نتیجہ بارہا عوارض مذکورہ سے شروع ہو کر ہیضہ و بانی کی جانب منتقل ہوا تو جیہ اس کرشمہ کی سنئے۔ کہ زمانہ وبائی میں ہر انسان کے اخلاط و رطوبات جسمانی میں استعداد و فنا موجود رہتی ہے۔ لہذا ہوائے وبائی ہر تحریک اندرونی و بیرونی سے امراض و بانی پیدا کرتی ہیں سبب قریب وقوع مرض و بانی ہو جاتی ہے پس توقف یا تقلیل غذا سے جو محرکات مذکورہ بالا پیدا ہوتی ہیں وہ تو ایک طاقتور محرکات سے ہیں اور یہ محرکات امراض و بانی پیدا کرنے میں نہایت ہی مشاق ہیں +

تبا کو کھانا

تبا کو کھانے کی مضرتوں پر اس موقع پر تبا کو کھانے کا قصہ گو نغمہ بے ہنگام معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایک مفصل اور بیضی تقریر چونکہ اس زمانہ میں خصوصاً ملک ہندوستان میں تبا کو کھانا اس شدت سے شایع ہو گیا ہے کہ اس سے کوئی گھراور کسی قوم کے افراد کمتر خالی ہوں گے نہ کسی عمر و سن کی تخصیص ہے اور نہ مقتضائے وقت کی ستنے کہ نیچے اور جوان اور بزرگ سب ہی اسے

والہ و شیدا ہیں۔ بزم شادی ہو یا محفل غم تفریق کے لیے کسی ماتم کدہ میں نزول ہو یا تہنیت کے لیے اعزہ و اجباب کا جلسہ ہو۔ دلچسپی کا مجمع ہو یا وحشت زدوں کا ہجوم سفر ہو یا حضر بزم تقدس میلاد شریف ہو یا مجلس مبتکر غم غرض کوئی مکان اور کوئی زمان اس کے لیے خالی نہیں ہے۔ اور غذا سے زیادہ اس کے فریفتہ و شہیفتہ ہیں لہذا اس وجہ سے اس کا بیان کرنا بے موقع نہیں ہے اور نیز اس لئے بھی غذاؤں کے سلسلہ میں اس کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سے غذا کی بابت اطلاق ہوتا ہے (بولاجاتا ہے) کہ وہ کھائی گئی۔ اسی طرح سے تبنا کو کو بھی کہتے ہیں کہ وہ کھائی گئی۔ پس اس کا قصہ سنئے۔ تبنا کو کی ماہیت اور اس کے خواص و منافع کسی خاص زمانہ میں اور کسی خاص فائدہ کے لئے بے شک دریافت ہوئے ہیں جس کے امتنانہ مشہور ہیں جن کی تشریح کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ ان حکایات سے بطور مضمون مشترک یہ بات تو بے شک قابل تسلیم ہے کہ تبنا کو میں اگر فوائد جزئیہ کسی خاص زمانہ و حالت کے اقصانا کے موافق ہوں تو عجب نہیں ہے مگر بلا ضرورت استعمال سے جو تبنا ہی و بربادی صحت کی ہوتی ہے اس کا تذکرہ سخت دشوار ہو جاتا ہے۔ پس اب اس کی نقصان رسائی کی شرح سنئے۔ انسان کی روح کے مزاج کے لئے تبنا کو بالکل ضد اور خلافت ہے لہذا اس کا ورود علی البدن (بدن پر وارد ہونا) ہونا بھی زندگی کے خلافت اور حیات کے منافی ہے۔ اس کے نقصان عاجل یعنی فوری نقصان کا اثر ضرر دماغ و ضرر قلب و معدہ ہے۔ کہ جو بہت صاف طور معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو جب باریک اجزا تبنا کو کے ہو اس میں مخلوط ہو کر دماغ میں پہنچتے ہیں تو دماغ کو اس کی ملاقات سے کس درجہ تکلیف مالا لطاق (نا قابل برداشت) پہنچتی ہے اس ایذا و تکلیف کی وجہ سے ستوا تر چھینکیں آنے لگتی ہیں پس اسی طور سے داخلی حالت کو خیال کرنا چاہئے کہ جب تبنا کو کھائی جائے گی تو نظام دماغ کو بالضرور غیر منظم کر دے گی خصوصاً جبکہ اس کے استعمال کی اس قدر کثرت کی جائے جیسا کہ آج کل رائج ہے۔

بابتلع دماغ بصارت پر بھی اس کا خوف ناک اثر پہنچتا ہے۔ کچھ تو آنکھ کی رطوبات کی پاکیزگی اور صفائی پسینہ جوہر کی روائت (خرابی) کی وجہ سے مکرر کر دیتی ہے۔ اور کچھ اپنی حدت و حرارت کی وجہ سے روح باصرہ (دیکھنے والی طاقت) کی لطافت میں کمزورت پیدا کرتی ہے۔ عام دماغ میں سو افزاج حار یعنی حرارت مستحکم ہو جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے حافظہ اور خیال اور حس مشترک و وہم حواس خمسہ باطنیہ کے انتظام میں بھی

نقصان واقع ہوتا ہے۔ لہذا انسان کی حفظِ صورت (یادداشت) اور ادراک معانی و مطالبہ علمیدہ و علمیدہ کے استخراج کی قوت ناقص ہو جاتی ہے۔ علم ہذہ القیاس مقدمات کی ترتیب سے اور مقدمہ کے اجزاء کے تحفظ سے بھی قاصر رہتا ہے لہذا معاملات اور علوم میں صحیح نتیجہ نکالنے پر قادر نہیں رہتا ہے۔ اس کا اضرار (نقصانِ رسانی) قلب اور پھیپھڑہ کو بھی نہایت قوی اور بیدار ہے اس لئے کہ جو ہر تبا کو کا جو ہر قلب کو مضر ہے۔ اس ہمارے دعوے کی تصدیق اس طور سے ثابت ہے کہ جب غیر معتاد یعنی جو تبا کو کھانے کا عادی نہ ہو تبا کو کھانے سے تو اس پر ایک کیفیتِ حقیقت اور وسواس کی شدت تمام یورش کرتی ہے اور قلب جلد جلد حرکت کرنے لگتا ہے۔ اور ایک کیفیتِ حزن و اندوہ و ملال کی بلا سبب حزن ظاہر ہوتی ہے۔ پس تا وقتیکہ دل کسی موذی کی اذیت سے متاوی نہ ہوگا۔ کیفیات مذکورہ اس کو عارض نہ ہوں گی۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں تبا کو ہی ایذا دہندہ قلب ہے۔ جس علم ہذا پھیپھڑہ کا نقصان بھی۔ پھیپھڑہ بالطبع ایک جسم متخلل (کثیر المسامات) اور نہایت ملائم ہے۔ تبا کو کھانے والے کا پھیپھڑہ خشک اور سخت ہو جاتا ہے اور اسکے مسامات تنگ ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ہونے صاف کافی اور یورے طور پر قلب کو اور حرارت بدنی کو نہیں پہنچتی ہے ان جملہ نقصانات کا کہ جو بالذات یا با تعلق نقصان پھیپھڑہ قلب کو پہنچے گی۔ یہ اثر ہوگا کہ انسان میں استقلال اور جرأت اور شجاعت باقی نہیں رہے گی یا غایت درجہ کم ہو جائے گی۔ یہ شخص اپنے ارادوں میں مستحکم نہیں رہے گا۔ اور اہم امور میں بہت جلد ہوش باختم ہو جائے گا۔ یہ نقصانات تو بطور نمونہ بتلائے گئے ہیں۔ مگر عامل اس سے اور بہت سے نقصان معلوم کر سکتے ہیں۔ اب معدہ کی نقصانِ رسانی کی شرح کی جاتی ہے۔ جو لوگ تبا کو کھانے کے نوگزتا رہیں ان کے معدہ پر انواع و اقسام کے مصائب کا حملہ ہوتا ہے۔ معدہ میں طرح طرح کی حرکات اضطرابی ظاہر ہوتی ہیں۔ گائے تشنگی کا غلبہ اور یورش ہوتی ہے۔ بالجملہ یہ تمام عوارض جزئیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ معدہ پر تبا کو کھانے سے نہایت ہی سخت حملہ اور پر غضب ہنگامہ برپا ہو رہا ہے۔ غرض کہ جو لوگ تبا کو کھانا شروع کرتے ہیں ان کو عارض مذکورہ بالا متعلق و تعلق و معدہ و پھیپھڑہ ابتداءً شروع ہوتے ہیں۔ لیکن جب طبیعت اس کے خطرات اور نقصان دہی پر صادر ہو جاتی ہے۔ تب بظاہر عوارض مذکورہ محسوس نہیں ہوتے ہیں مگر اس سکونِ جبری اور قہری سے یہ نہ سمجھو کہ تبا کو کھانے کے نقصانات کا

اثر معدوم ہو گیا ہے۔ بلکہ تمباکو کا ضرر اور نقصان مستحکم ہو گیا ہے اور بدتر سچ اپنا کام کر رہا ہے اور طبیعت اُس کی مضرت کی خوگر فتنہ ہو گئی ہے۔ دیکھو تپ دق مزاج انسان میں کیسی ملائمت اور علم سے پیش لاتی ہے مگر آخر کار جان بڑی میں کیسی چالاک ثابت ہوتی ہے۔ تمباکو نوش کے دلغ و قلب و ریہ (پھیپھڑے) و معدہ کو اگر کھول کر دیکھو تو یقیناً اس کی ایسی حالت پاؤ گے کہ گویا نازک خمرے درختوں پر باد صحر (لوہ) کے صدمہ سے پژمردہ ہو گئے ہیں۔ نادانوں کو خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ تمباکو کھانے والے چلتے پھرتے اور تمام دنیا کے کاروبار کرتے نظر آتے ہیں اُن کی تندرستی میں ظاہر کوئی کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا ہے۔ سو یہ خیال اُن کے اور اُنک کے تصور کی وجہ سے ہے۔

مکن نہیں ہے کہ تمباکو کھائی جائے اور اعضائے مذکورہ میں سے ایک یا چند اعضاء متضرر نہ ہوں اور اُن کے افعال مسطورہ بالا مشوش نہ ہوں۔ مگر یہ کہتے کہ تمباکو کھانا ہمارے زمانہ میں چونکہ ایک معمولی بات ہو گئی ہے اور ایک عام طریقہ عمل ہو گیا ہے۔ لہذا تمباکو کھانے والے اُن نقصانات کو کہ جو تمباکو سے اُن کو پہنچتے ہیں اور اسباب نقصان پر محمول کرتے ہیں۔ بلکہ اس ملک میں طبیعوں اور معالجوں کو بھی تمباکو کی نقصان دہی کا شعور نہیں ہوتا ہے اور نہ اُن کا تمباکو کے نقصان رسانی کی جانب ذہن منتقل ہوتا ہے بالخصوص تمباکو کی گولیاں کہ جو اجزائے حارہ مثل جوز و جو تری و قرفل و مسک و زعفران وغیرہ سے ترتیب دے کر استعمال میں لائی جاتی ہیں اور پان میں کھائی جاتی ہیں اعضائے مذکورہ و افعال اعضائے مسطورہ کے لئے نقصان پہنچانے میں ایک قوی خطرناک ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ چند روز تم جبرگوارا کر کے تمباکو کھانا ترک کر دینے چار پانچ مہینہ پھر دیکھو تمہارے دلغ کے افعال میں نوریئت اور اردوں میں استحکام خیالات میں جولانی جو اس میں اشتراقتیت ظاہر ہوتی ہے یا نہیں بشرطیکہ اس کی جگہ تھنے کوئی اور مضر چیز تو نہیں اختیار کر لی۔ مثلاً مرچ سرخ وغیرہ جو عموماً ہمارے ملک میں کھانوں میں کثرت سے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ بدترین چیز بھی کسی طرح سے تمباکو سے نقصان پہنچانے میں کم نہیں ہے۔ بلکہ مع شے زیادہ کچھ زیادتی کے ساتھ، افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے باشندوں کی صحت تمباکو و مرچ سرخ کے فتر سے نہایت ہی پر خطر ہے اور زیادہ افسوس کی یہ بات کہ ارباب ملک کو ان مخاطرات کی جانب توجہ نہیں ہے۔

کھانے کی طرف

کھانا کھانے اور پکانے کے طرف کی عمدگی باعتبار حفظ صحت
چونکہ ظروف کھانا پکانے اور کھانا رکھنے کی تاثیرات منظوف رجوع
چیز ظروف میں رکھی جائے، میں ضرور پڑتی ہے۔ بدیں لحاظ مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ جن ظروف میں کھانا پکانا یا رکھنا چاہئے۔ اس کی
تفصیل کی جائے اور جن ظروف میں کھانا پکانا یا رکھنا مضر ہے اس کی تشریح ہو جائے۔
لہذا ان مراتب کی تفصیل کی جاتی ہے۔

بہترین ظروف کھانے پکانے اور رکھنے کے لئے مٹی کے ظروف ہیں اس لئے
کہ مٹی ایک ایسی شے ہے کہ جو خود بھی پاک ہے اور اپنے مضر و رجوع چیز اس میں رکھی
جائے، کو پاک اور صاف کر دیتی ہے۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ مٹی کے ظروف
صرف ایک ہی بار کھانا پکانے یا کھانا رکھنے کے لئے عرض مذکورہ کے لئے کافی ہو سکتے
ہیں۔ جب ایک بار استعمال ہو گئے تو اس کی لطافت مسلوب ہو جاتی ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ مٹی
کا جسم فی حد ذاتہ بگڑ گیا ہے بلکہ خراب ہو جانے کی دوسری وجہ موجود ہے۔ یعنی مٹی کے
ظروف میں بہ نسبت اور ظروف کے مسامات وسیع ہوتے ہیں۔ پس ان مسامات میں غذا کے
اجزا بالضرور باقی رہ جاتے ہیں جن میں تعفن آجانا ضروری ہے۔ پس ایسے ظروف میں مکرر
کھانا پکانے یا رکھنے سے احتمال قوی فساد کا ہے۔ بعد ظروف مذکورہ کے عمدگی کی صلاحیت
ظروف سنگی میں ہے۔ مگر یہ ظروف چار پانچ بار غذا پکانے اور کھانے کی باسن وجہ صلاحیت
رکھتے ہیں بہ نسبت عارضہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ جس میں ظروف گلی۔ چونکہ
ظروف سنگی میں بہ نسبت ظروف گلی مسامات تنگ ہوتے ہیں لہذا ان میں اجزائے
غذا نافذ تو ہوتی ہیں مگر چار پانچ مرتبہ میں۔ بعد ظروف گلی و سنگی سونے و چاندی کے
ظروف ہیں۔ اور اگر قوت قلب کا لحاظ رکھا جائے اور دماغ کی تقویت کا خیال ہو تو یہ
ظروف اپنے علو شان میں سب سے بڑھ جائینگے۔

ان کے بعد عمدگی میں رتبہ ظروف آہنی کا ہے بشرطیکہ رنگ آلود نہ ہوں اور نیک صاف کرنے میں
جدد نہ یا وہ مبالغہ کیا جائے۔ اور اگر ظروف آہنی پر قلمی کیمیا کو کھلیے استعمال کے خواص کیلئے ہمارے ہر جائینگے۔

ظروف آہنی میں کھانا پکانا یا رکھنا اس وقت بہت زیادہ مناسب ہوگا جبکہ اعصاب اور مشانہ اور معدہ اور باہ کی تقویت مطلوب ہو اس واسطے کہ اجزاء حیدر (لوہے کے اجزاء) اپنی مشکلات (بمشکل ہوتے) کیوجہ سے اعضائے مذکورہ میں نہایت درجہ تقویت پہنچاتے ہیں۔ آخر ترتیب ظروف کا واسطے کھانا کھانے اور پکانے کے لئے ظروف پتیل و تانبے کے ہیں یہ ظروف کھانا کھانے اور پکانے کے لئے سب سے زیادہ ناقص ہیں خصوصاً جبکہ ظروف مذکورہ میں غذائے تزش پکائی یا رکھی جائے۔ ہاں اگر ظروف مذکورہ کی جلد جلد قلعی ہوتی رہے تو البتہ ان کے جوہر کی روائت (خرابی) کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اطباء متقدمین نے ظروف گلی ونگلی کا بشرط مذکورہ مرتبہ جملہ ظروف سے بعد میں رکھا ہے۔ مگر مجھ کو ان کی اس ترتیب سے اتفاق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بارہ خاص میں میرے مشاہدہ اور تجربہ نے مجھ کو اطباء موصوف کی رائے سے اختلاف کرنے پر آمادہ کیا۔

کھانا پکانے کے تعلق اثنائے کھانا پکانے میں اور بعد کھانا پک چکنے کے اس بات کی کوشش ضروری احتیاط۔ کرنا چاہئے کہ بخارات شے بطور خنک تہ رہیں وگرنہ ان بخارات کے اپنی جگہ واپس آنے میں ممکن ہے کہ ایک کیفیت تیسہ کھانے میں پیدا ہو جائے۔ بخارات کا رکھنا چھلنی وغیرہ سپروٹس سو رازدار کے ڈھک دینے سے ممکن ہو سکتا ہے۔

حتی الامکان کھانا اولپہ وکندہ و حیوانات کی لید سے نہ پکانا چاہئے اور ایسے سوختہ (اینڈ سن) سے کھانا پکانے میں نہایت احتراز ضروری ہے کہ جو درخت تیسہ کا سوختہ ہو یا ہمشکل درخت تیسہ سے ہو اور اس سوختہ سے بھی احتراز مناسب ہے کہ جس میں بالذات دھواں کثرت سے ہوتا ہے یا بوجہ تری اس کے جوہر کے دھواں اس سے زیادہ اٹھتا ہو اس لئے کہ دھواں بالذات اعتدیہ کو بد ذائقہ بھی کر دیتا ہے اور اس میں مضرت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جملہ اغذیہ و اشیاء ماکولہ جو پکائی جاتی ہیں وہ کولوں کی آنچ سے پکائی جائیں تاکہ لذیذ بھی ہو۔ اور دھوئیں کے نقصانات سے پاک اور صاف بھی ہو مگر کولے بھی اون درختوں کے نہ ہونا چاہئے کہ جن میں سمیت کا کچھ بھی اثر اور نشان ہو۔

پانی کے احکام

زندگی کے لئے پانی کی ضرورت پر ایک جامع و مدلل تقریر انسان کے تمام اجزائے بدن کا بقا و نشوونما

تشنگی طبعی

تشنگی طبعی کی ماہیت واقعی

چونکہ طبیعت کو بہت باریک اور تنگ مسامات کے اعضاء میں غذا اگر رقیق کر کے پہنچانے کی ضرورت ہوتی ہے اور تیز غذا میں استعداد قبول فعل ہاضمہ کی بھی حاجت ہوتی ہے لہذا طبیعت کی تحریک کے معده پانی کا طالب و متقاضی ہوتا ہے پس بدیں وجہ اگر پانی کا تقاضا عمل میں آتا ہے تو اس کو تشنگی طبعی سے تعبیر کرنا مناسب ہے۔

تشنگی غیر طبعی

تشنگی غیر طبعی کی ماہیت اور اس کی تمیلات

اور اگر طلب و تقاضا پانی کا بغرض مذکورہ عمل میں نہیں آیا ہے بلکہ اور اسباب خارجی کی وجہ سے پانی کا تقاضا ہوا ہے تو اس کو تشنگی غیر طبعی کہنا چاہئے۔ اسباب خارجی کی تمیلات حسب تفصیل ہیں۔

(الف) زید نے تیز تبا کو کھائی یا بذریعہ حقہ و چرٹ وغیرہ اسکو پیا جس کی وجہ سے غیر معمولی گرمی معده میں پیدا ہوئی اس غیر معمولی گرمی کے وسیعہ کے لئے پانی کا طلب و تقاضا عمل میں آیا تو یہ تشنگی غیر طبعی ہے۔

(ب) خالد نے کسی طرح کی مشقت سخت کی جس کی وجہ سے حرارت بدن میں مشتعل ہوئی اور رطوبات بدن کے تحلیل ہوئے۔ اس کی تلافی کے لئے طبیعت بہ توسط معده پانی کی طالب ہوئی پس یہ حالت تشنگی غیر طبعی کی ہے۔

(ج) عمرو کے جسم سے کسی صدمہ ناگمانی کی وجہ سے زیادہ خون خارج ہوا جس کے باعث سے عام بدن میں خشکی کا غلبہ ہوا۔ اور اسکے تدارک کے لئے طبیعت نے بطریقہ مذکورہ پانی کا تقاضا کیا پس یہ تشنگی غیر طبعی ہے۔

(د) بکر نے گرم حمام میں غسل کیا یا زیادہ قیام کیا جسکی وجہ سے رطوبات جسمانیہ تحلیل ہوئی اس نقصان کے تدارک کے لئے طبیعت نے پانی کا تقاضا کیا تو یہ تشنگی غیر طبعی ہے۔

(ه) ولید نے متواتر مجامعت کی جس کی وجہ سے غیر طبعی حرارت مشتعل ہوئی اور اصلی

رطوبت میں نقصان واقع اس کے معاوضہ کی غرض سے طبیعت پانی مانگا پس یہ تشنگی غیر طبعی ہے۔
 علیٰ ہذا القیاس اور بہت اسباب جزئیہ باعث تشنگی غیر طبعی برسیل اشفا (تلاش) معلوم ہوتی ہیں۔
 عوارض نفسانی مثل خوف و غم و غصہ وغیرہ سے بھی تشنگی غیر طبعی کا حادثہ (پیدا) ہوا ایک امکانی حالت ہے۔

جھولی تشنگی

جھولی تشنگی کی حقیقت واقعی و نفس الامری اگر تشنگی یعنی پانی کا تقاضا بوجہ کسی اسباب داخلی مثلاً مادہ نمکین و شور و غیرہ واقع فی المعده (معدہ) میں آنے والا یا اعضائے مابعد المعده (جو معدہ کے بعد میں) پیدا ہوا ہے تو ایسی طلب و تقاضے کو تشنگی کا ذب سے تعبیر کرنا چاہیے۔ تشنگی کا ذب میں طبیعت کا پانی کو متلاشی ہونا بوجہ ضرورت غسل اور صاف کرنے سطح اس عضو کے ہوتا ہے کہ جس میں مواد بصفات مذکورہ بالا چپان سے یا وہ مادہ اس عضو کے جوہر میں سمایا ہوا ہے پس آخر الذکر صورت میں پانی کا طلب و تقاضا بوجہ رفع کرنے حدت مادہ متداخلہ مذکورہ ہوگا۔

[پانی کے احکام اور پانی کے آداب کو ہم دس تہیما تین بیان کرتے ہیں]

تقسیم اول

غذا کھانے کے بعد فوراً تناول غذا کے ایک گھنٹہ بعد پانی پینا مصلحت ہے اس عرصہ میں طبیعت بحال اطمینان غذا کے ہضم میں اپنے تصرفات شروع کر دیتی ہے ایسے وقت میں کسی قدر پانی پینا ضروری ہے تاکہ پانی کی مدد سے قوت ہضم غذا پر اپنے تصرفات کرنے پر عمدہ طور سے قادر ہو۔ اور اگر شے ماکولہ کوئی شے ذمی رطوبت ہو تو خواہ مخواہ پانی پینا ضروری نہیں ہے۔ بعض اشخاص جن کے معدہ کا مزاج گرم و خشک ہے اگر قبل غذا کھانے کے کسی قدر سرد پانی گھونٹ گھونٹ پی لیں تو انکی اشتہا میں ترقی اور ہضم میں تقویت ہو جاتی ہے علیٰ ہذا القیاس ایاب گرم معدہ کو نظر ضرورت بہتر ہے کہ درمیان غذا اور بعد غذا گھونٹ گھونٹ سرد پانی پیتے رہیں اس لئے کہ گرم معدہ والوں کی اشتہا عموماً ضعیف ہوتی ہے پس سرد پانی کے

درو سے یقین ہے کہ ان کے معدوں میں ایک انقباضی حالت پیدا ہو کر انکی اشتہائے طعام قوی ہو جائے۔

تقسیم دوم

نہار منہ اور خلوتے
معدہ میں پانی پینے
کی امتناع مع دلایل

نہار منہ پانی پینا خوف ناک امر ہے اسلئے کہ بعد النوم (نیند کے بعد) اکثر حالت میں معدہ خالی ہوتا ہے لہذا ممکن ہے کہ پانی بغیر زوال برودت (سردی) بلا توقف نے الفوراً اعضائے رئیسیہ میں نافذ ہو۔ پس اگر ایسا پانی دفعۃً قلب میں نافذ ہوگا تو کچھ مشک نہیں ہے کہ حرارت غریزی کے لئے ایک قدر اور آفت ناکمانی ہوگا۔ جس کی انتہائی مصرت مرگ مفاجات (فوری موت) کی حد تک پہنچ سکتی ہے۔ اور اگر ایسا پانی جگر میں پہنچے گا تو وہاں بھی شوز و شربر پاکرے گا یعنی حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن کے لئے ایک صاعقہ (جلی) ہوگا۔ اور جگر کی حرارت ضعیف ہو جائیے تمام بدن کی کلیں بگڑ جائیں گی۔ علی ہذہ القیاس اعصاب بدن کو اور جس قدر اجزائے بدن عصبانی الجوہر (پچھوٹے بنے ہوئے) ہیں ان کو نہار منہ پانی پینا نہایت مصرت بخش ہے اعضائے عصبانی الجوہر کا مزاج بارود ہے۔ اور پانی کا مزاج بھی بارود (سرد) ہے پس شے بارود کا درود بارود (سرد) پر نہایت درجہ شوش ہوگا۔

استثناء

جن ملکوں میں یا جن اوقات میں موسم نہایت گرم ہوتا ہے اور لوہ کی بھی گرم بازاری ہوگی یا امراض وبائیہ کاشیموع سے یا جنکے معدہ و جگر و انتریاں سخت گرم ہوں وہ لوگ تاکیدیہ مذکورہ بالا سے مستثنیٰ ہیں ان کو نہار منہ پانی کی اجازت ہے مگر بہت احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ بتوقف پانی پینا چاہیے بعد سخت ورزش یا بعد کشتی اور محنت شاقہ خصوصاً بعد الجملع سرد پانی پینا سخت جہالت اور نادانی ہے اسلئے کہ ریاضت شاقہ و جملع سے رطوبت بخا تحلیل اور حرارت کا استعمال ہوتا ہے اور حرارت ایک طاقتور جاذب ہے پس سرد و سرد پانی فوراً جملعہ اعضائے بدن میں حرارت کی وجہ سے کھینچ جاتا ہے ایسے پانی کی ملاقات سے جن جن اعضا کو جملع سے مصرت پہنچتی ہے اسکا ذکر ابھی

گزر چکا ہے۔ خاصہ سرد پانی کا استعمال بعد جملہ بہت خوفناک ہے اسلئے کہ جملہ جملہ حرکات سے ایک قوی حرکت ہے اس میں رطوبات ہی تحلیل نہیں ہوتیں بلکہ روح کا استفراغ بھی ہوتا ہے اور عمدہ رطوبات خارج ہوتی ہیں لہذا علت ممانعت کی یہاں بہت قوی ہے۔

بعد الحام و بعد المسهل بھی ٹھنڈا پانی پینا ممنوعات سے ہے اسلئے کہ حمیم کی ہوائے گرم سے بدن کے مسامات کشادہ ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے کسی قدر رطوبات بدن تحلیل ہوتے ہیں اور وجہ حرارت غریزی بدن میں ضعف پیدا ہوتا ہے پس سرد پانی کا اور وہیسی حالت میں سخت خوفناک ہے علی ہذا الیقیناس سہل سے بھی رطوبات کا استفراغ ہوتا ہے پس بوجہ مذکورہ سرد پانی کا اور وہیسی حالت میں بھی سخت خوفناک ہے۔

تجربہ اور قیاس

میرے نزدیک تجربہ و قیاساً بجز صورت بعد المسهل جملہ صورتوں مذکورہ جھوٹی تشنگی اور سچی تشنگی اور تشنگی غیر طبی کی حالتیں پانی پینے کا قول فیصل تازہ تازہ یا بدرجہ مجبوری جیسا ہم پہنچ سکے پینا مناسب ہوگا اسلئے کہ دودھ مذکورہ بوجہ اپنی لطافت کے بدل یا تحلیل یا تحلیل شدہ رطوبات کا قیام مقایم ہونیکے بھی عمدہ صلاحیت رکھتا ہے اور تشنگی کو بھی زایل کر دے گا۔ اور اگر اوقات ممنوعہ میں کوئی ایسی حالت اضطراریہ تشنگی سے پیدا ہو جائے یا بقراری حد درجہ بڑ جائے تو اولاً غرغزہ و مضمضہ (کلی غرارہ) پر ٹالیں اگر کام نہ چلے تو چون چس کر بتوقف پانی پینا چاہئے۔ یا کسی قدر غذا کھا کر یا پانی میں کوئی چیز مثل ستوجہ یا ستومرونکے یا مثل اسکے کوئی اور چیز مخلوط کر کے زرع غلبہ تشنگی کر لینا چاہئے۔ تریوز اور کھیرہ و ککڑی وغیرہ سرد تر تو اس کے بعد پانی پینا نہایت درجہ مضر ہے اسلئے کہ بار در طب چیزیں معدہ کیلئے نہایت طاقتور دشمن ہیں پس معدہ کو دوبارہ دو مقابلہ کرنا بہت ہی دشوار ہوگا۔ اور معدہ کے عاجز ہونے نہایت شرف و فساد کا احتمال ہے۔ فوراً بعد بیداری ہی پانی پینا نہایت مضر ہے اسلئے کہ ایسے وقتیں آرمیدہ و طبع کو پانی سے نہایت درجہ صدمہ پہنچتا ہے مگر یہاں بھی محروم مزاج و گرم مزاج و اس امتناع سے مستثنیٰ ہیں۔

تقسیم سوم

مختلف قسم کے پانی پینے کی ممانعت و لایل دو مختلف قسم کے پانی جمع کر کے پینا ممنوع ہے۔ مثلاً کنوئیں کا پانی اور

دربائے رواں کا پانی یا بارش کا پانی بالاجتماع چند شوریدہ سرمجنون ایک جگہ جمع کرنا ہے اور اس اجتماع کی علت نظر پانی کی مختلف خاصیتوں کی وجہ معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ کنوئیں کا پانی بوجہ سکون کے ثقیل اور سنگین ہو جاتا ہے۔ اور آب باران بشرطیکہ کہ ورت سے صاف ہو کنوئیں کے پانی سے خفیف اور بہتر ہوتا ہے۔ پس اگر آب رواں اور آب چاہ مجتمعا پایا جائیگا تو اجتماع خفیف اور ثقیل کا لازم آئیگا۔ اور یہ اجتماع ردی ہے جس طرح سے غذائے سریع الہضم (زود ہضم) اور بطی الہضم (دیر ہضم) کا اجتماع ممنوع ہے اسی اصل پر مختلف اقسام کے پانی کے اجتماع کو خیال کرو۔

تشریح

جس شخص نے ایک قسم کا پانی پیا اور ہنوز یہ پانی معدہ سے نہیں گزرنے پایا تھا کہ اس نے دوسرے قسم کا پانی پیا تو کہا جائے گا کہ اس نے دو پانی کا اجتماع کیا۔

تفہیم چہارم

پانی کی سردی اور گرمی کے حدود اور اس کے استعمال کی تلا انسان کے لئے معتدل البرد و زینج کے درجہ کا سرد پانی مناسب ہوتا ہے۔ چونکہ سردی کے درجات فرض کئے گئے ہیں لہذا ان درجات مفروضہ کا وسط حقیقی معتدل البرد خیال کرنا چاہئے۔ آخر زمانہ سرا میں یعنی ماہ پارچ کے عشرہ اخیرہ میں جو پانی ظروف گلی میں شب کو رکھا جائے تو صبح کو اس میں کیفیت اعتدال مذکور کی پیدا ہو جائے گی۔ مگر موسم مذکور میں پانی کا بمقدار مذکور سرد ہو جانا ہمارے ملک کے اکثر قطعات سے مختص ہے۔ نکل برٹش انڈیا سے۔ یعنی تک ہندوستان سے جہاں جہاں اس وقت انگریزی عملداری ہے یہ پیمانہ مذکورہ متعلق نہیں ہو سکتا ہے۔ مثلاً کشتری میرٹھ و کشتری بریلی و کشتری دہلی کے کل محموروں میں ماہ پارچ کے عشرہ اخیرہ میں پانی معتدل البرد بطور قومیہ ملے گا۔ اور اور کشتری اگرہ و کشتری لکھنؤ و کشتری فیض آباد و بنارس والد آباد کے اکثر محموروں (آبادیوں) میں بھی پانی مذکورہ زمانہ قومیہ میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ صفاوی المزلج کو سرد پانی سے زیادہ نفع ہوتا ہے۔ مگر زیادہ کثرت سے سرد پانی ان کو بھی مضر ہے اس لئے کہ صفا اگرچہ سوزندہ

مادہ ہے۔ مگر چونکہ صفراوی المزاج ضعیف البدن اور قلیل اللحم ہوتے ہیں لہذا سرد پانی جلد ترانہیں
 نفوذ کرتا ہے۔ اسلئے ان کو نقصان پہنچنے کا ظن غالب ہے بیشک دموی المزاج چونکہ قوی الجشا اور
 کثیر اللحم ہوتے ہیں یاسی ہمہ ان کا مزاج بھی گرم ہوتا ہے بدیں سبب وہ سرد پانی کے تحمل ہو جاتے
 ہیں۔ سرد مزاج کو قلیل البہرہ پانی کا استعمال مناسب ہے بشرطیکہ ہوائے گرم نہ ہو یا معمورہ (آبادی) ،
 گرم میں شخص مذکور سکونت پذیر نہ ہو یا کوئی اور اسباب عارضی ایسے پیدا نہ ہو جائیں کہ جس کی
 وجہ سے معتدل البہرہ دنیا مناسب ہو۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر انسان بالطبع سرد پانی چاہتا ہے
 اور اس کو سرد پانی کی ضرورت ہے اگرچہ وہ سرد مزاج کا انسان ہو غایت مافی الباب (ما حاصل یہ کہ)
 قلت اور کثرت پانی کی سردی کے پینے والے کے مزاج کی حالت پر چھوڑا جائے اور واضح ہے
 کہ تشنگی صادق میں جس کو ہم نے تشنگی طبعی سے بتیہ کیا ہے۔ بجز سرد پانی کے تشنگی غیر ممکن ہے
 اور نیز سرد پانی چونکہ اجزا کو جمع کرتا ہے لہذا اس اصل کی بنا پر معدہ کے اجزا بھی جمع ہونگے۔ اور اجزائے
 معدہ کی جمعیت سے اجتماع حرارت فی المعدہ ہونا ضروری ہے اور اجتماع حرارت فی المعدہ باعث تقویت
 معدہ ہے۔ اس بنا پر سرد پانی دل کو بھی تقویت دیتا ہے اور اکثر اعضا کے بخارات کو دل سے
 واپس لاتا ہے۔ گرم پانی اور نیم گرم پانی پینا جائز نہیں ہے۔ مگر بطور علاج گلہ ضرورت ہو سکتی ہے
 مثلاً اگر تھکی ضرورت ہو تو تھکے اور دوامیش پانی میں مخلوط کر کے نیم گرم پانی پلانا چاہیے ایسے
 کہ آب نیم گرم خود بھی تھکے اور ہے لہذا تھکے اور ادویہ کی تھکے لانے میں ضرور استعمال کرے گا۔
 اور جبکہ معدہ کا غسل اور تلمیٹن منظور ہو تو گرم پانی استعمال کیا جائیگا۔ جس طرح سے کہ جبوب اور نفوت
 سہلہ کا بدرقہ اسی غرض سے آب گرم تجویز کیا گیا ہے۔ اور گرم پانی کا ہے تشنگی کا ذب بھی
 دفع کرتا ہے۔ اسلئے کہ مادہ ذمی لزوجیت (چھپتے ہوئے مادہ) سے گرم پانی اعضا کو صاف
 کر سکتا ہے۔ مگر کسی حال میں گرم پانی بجز ضرورت مذکورہ یا دیگر ضرورت پینا جائز نہیں ہے اسلئے کہ
 گرم پانی سے اجزائے معدہ ڈھیلے اور سست ہو جاتے ہیں اور یہ حالت متکثر انتشار حرارت معدہ ہے
 اور انتشار حرارت متکثر ضعف معدہ ہے جس طرح سے کہ سرد پانی جملہ حرارت معدہ و شستی ہے اور معدہ
 کو تقویت دیتا ہے اسی طرح سے گرم پانی کو بجمیع جہات اسکے خلاف اور برعکس سمجھو۔

تذکرہ

معتدل البہرہ پانی جیسا کہ اسکی حد بیان کی گئی ہے یا تو بالطبع معتدل البہرہ ہو یا برت وغیرہ سے

معتدل البرد کیا ہو۔ برف سے پانی کو معتدل البرد بنانے کے لئے یہ بات ضرور ہے کہ پانی کو کسی ظرف میں رکھ کر اس ظرف کو برف میں لگایا جائے نہ یہ کہ پانی میں برف ڈال کر پانی سرد کیا جائے۔ اس لئے کہ برف کا پانی میں ڈال کر استعمال نہایت ہی مضر ہے۔ خاصیت وہ برف کہ جس کا مادہ رومی اور خراب پانی ہو یا اس میں اجزائے تیزاب مخلوط ہوں جیسا کہ آج کل ہمارے زمانہ میں کلونکے ذریعہ سے برف کثرت سے بنتا ہے اور بچتا ہے۔ اسی اہل پر برف گداختہ کا پینا بھی نہایت ہی خطرناک ہے کیونکہ برف کی سردی بالضرور دماغ اور اعصاب اور اعضائے تنفس کو اور نیز معدہ و جگر و انٹریوں کو سخت مضر ہے اسی طرح سے بہت زیادہ سرد پانی بھی اعضائے مذکورہ کو غایت درجہ نقصان رسا ہے۔

شبہ

اس مقام پر ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے وہ شبہ یہ ہے کہ اعضائے مذکورہ کے ضرر کی علت سردی ہے پس کیا فرق ہو سرد پانی میں اور برف گداختہ میں کہ جو پانی بن جاتا ہے پس یہ شبہ یوں دفع ہو سکتا ہے کہ برف گداختہ ہو کہ پانی بن جاتا ہے مگر تاہم اس میں بہ نسبت پانی سے غلیظ باقی رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ فاعل کا اثر منفعل (مثلاً اعضا) میں دیر تک قیام رکھنے سے زیادہ اور قوی ہوتا ہے۔

تفہیم پنجم

<p>تشنگی طبعی کی وقت تو پائیں روکنا مناسب نہیں ہے اب یہی تشنگی غیر طبعی سو اس حالت میں بجائے پانی کے تازہ گائے کا دودھ اور اگر تازہ دودھ نہ ہو تو جیسا ہو پینا چاہئے۔ اور اگر گائے کا دودھ بہم نہ پہنچ سکے تو عام دودھ پینا مناسب ہے اور اگر یہ بھی میسر نہ آوے تو پانی میں کوئی شے شامل کرنا مناسب ہے کہ جس میں غذائیت ہو مثلاً جو، اور مرر کے ستویا اشجو وغیرہ اغذیہ سالیہ رفیقہ یا کسی قدر اول کھا کر بعد آہستہ آہستہ بتدریج پانی پیا جائے۔ اگر ان چیزوں میں کوئی چیز بھی وقت پر بہم نہ پہنچے تو عجیو راجوس چوس کہ آہستہ آہستہ گھونٹ گھونٹ پانی پی کر رفع اضطراب تشنگی کرنا مناسب حال ہے۔ البتہ تشنگی کا ذب کا ابلع پانی پینے میں نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ تشنگی سرد پانی پینے سے زیادہ توج</p>	<p>تشنگی طبعی کی حالت میں ضبط تشنگی کی ممانعت اور دوسرے قسم کی تشنگی میں پانی پینے کا قانون عام دودھ پینا مناسب ہے اور اگر یہ بھی میسر نہ آوے تو پانی میں کوئی شے شامل کرنا مناسب ہے کہ جس میں غذائیت ہو مثلاً جو، اور مرر کے ستویا اشجو وغیرہ اغذیہ سالیہ رفیقہ یا کسی قدر اول کھا کر بعد آہستہ آہستہ بتدریج پانی پیا جائے۔ اگر ان چیزوں میں کوئی چیز بھی وقت پر بہم نہ پہنچے تو عجیو راجوس چوس کہ آہستہ آہستہ گھونٹ گھونٹ پانی پی کر رفع اضطراب تشنگی کرنا مناسب حال ہے۔ البتہ تشنگی کا ذب کا ابلع پانی پینے میں نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ تشنگی سرد پانی پینے سے زیادہ توج</p>
---	---

اور شوریدہ ہو جاتی ہے۔ اگر تشنگی ضبط کی جائے یا تشنگی مذکورہ پر نیندا آجائے تو غالباً یہ تشنگی جلد زایل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ بنیاد کی وجہ سے حرارت باطن میں آرمیدہ ہوتی ہے اور ضبط تشنگی سے باطن میں حرارت مشتعل ہوتی ہے پس عجیب نہیں ہے کہ یہ دونوں حالتیں مادہ تشنگی کا ذب کو تحلیل کر دیں۔ چونکہ طبیعت بعد غذا کے ہضم پر توجہ کرتی ہے لہذا گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود کافی پانی پینے کے طبیعت کو پانی کے سیری حاصل نہیں ہوتی ہے پس یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہ حالت بھی تشنگی کا ذب کی شرارت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مچھلی یا کلمہ پایہ وغیرہ اغذیہ لزجہ (چکیتی) ہوئی غذا میں، کھانے افراط سے تشنگی کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے کہ یہ غذا میں آلات ہضم میں چپان ہو جاتی ہیں لہذا قوت ہاضمہ کو بعض وقت رقیق کر نیکیے اور صاف کر نیکیے بار بار پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس یہ حالت بھی تشنگی غیر طبعی کی ہے اس بیان پر بادی النظر میں ماہرین فن طب کو شبہات چند در چند پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور فیہ نظر اور فیہ خطر کی بوجھاڑیں آسکتی ہیں۔ مگر چونکہ اس کتاب سے ہمارا مقصود افادہ عوام ہے لہذا قال و اقوال سے ترک تعلق کیا گیا۔ بالجمہ اس حالت تشنگی کا عمدہ علاج یہ ہے کہ سنجبین سرکہ یا سنجبین بیومقدر مناسب چاٹ لیں یا اور کوئی لطیف ترشی بقدر ضرورت استعمال کریں ایسے کہ ایشامائے مذکورہ سے قطع و غسل لزجیت (چھچکاہٹ) غذائے مذکور ممکن ہے۔

تقسیم ششم

پانی کے اقسام باعتبار سب سے اعلیٰ درجہ کا پانی باعتبار نفع و مقصود آب باران ہے بشرطیکہ کسی اوصاف و نقصانات مقام سنگی یا طرت سنگی میں جمع ہوا ہو اس لئے کہ پتھر کے اجزاء بوجہ سنگیت کے پانی میں مخلوط نہیں ہو سکتے ہیں اسی وجہ سے اگر چینی یا سونے و چاندی کے برتنوں میں آب باران لیا جائے گا تو وہ نہایت عمدہ اور اجزائے ناقصہ سے خالی ہوگا۔ خاصہ آہ تباران نہایت پاک اور لطیف ہوگا۔ جبکہ اسپر آفتاب کی شمع اور باد شمال کا مورور گذر، ہوگا۔ بارش کے پانی کی عمدگی کے نشان یہ ہیں کہ یہ پانی اپنے ذالبتہ میں شیریں اور خوش مزہ وزن میں سبک عمدہ سے گزر جانے میں ستمجمل اغذیہ کے پکانے میں زیادہ قادر اور قوی ہوتا ہے چنانچہ ہی شان عمدہ اور لطیف پانی کی ہے۔ اور اس کی نفاست کی قیاسی دلیل یہ ہے کہ آب باران کا حصول دو طریقہ سے ہوتا ہے

یا تو حرارت آفتاب کی وجہ سے زمین سے بخارات اٹھ کر پانی ہو کر برتا ہے یا ہوا کا پانی کی جانب انقلاب ہو کر بارش ہوتی ہے یہ دونوں حالتیں آب باران کے لئے باعث لطافت ہیں اس لئے کہ آفتاب کی حرارت سے زمین کے مسات سے اجزائے لطیف ہی صعود کر سکیں گی جس میں کثافت اور بھاری پن کا نشان بھی نہیں ہوگا بایں ہمہ صعود و ہیبوط (چڑھنا اور گرنا) کی حرکات سے اس پانی میں اور بھی لطافت آجاتی ہے علیٰ ہذہ القیاس ہوا کے وہی اجزا پانی کی شکل تبدیل کرتے ہیں کہ جو نہایت ہی لطیف ہیں۔ اجزائے کثیفہ میں صلاحیت صعود و تبدیل صورت نہیں ہے۔ پس آب باران کے اوصاف کی جامعیت میں کیا شک رہا مگر افضل ترین آب باران وہ پانی ہے کہ جو ایسے ابر سے نازل ہو کہ جس میں کرک اور گرج زیادہ ہو بشرطیکہ کرک اور گرج کے ساتھ ہوائے تند و تیز نہ ہو۔ اور ایسے مقامات کی بارش کا پانی نہ ہو کہ جو مقامات دریائے شور یا دریائے نمکین کے سوا محل پر ہو یعنی دریائے مذکورہ کے کناروں پر۔

زمین کے پانیوں کے اقسام
و مدارج نفاست و رواوت

بعد آب باران کے نفاست میں وہ پانی ہے کہ جو زمین سے اوپر بطور چشمہ جاری ہو مگر اس پانی کی عمدگی جب ہی کامل ہوگی کہ جب اس کا منبع اور مجری (جائے گزر) زمین خالص ہو اور اس زمین کے قرب و جوار میں گندک و غیرہ معدنیات روہ کی کان نہ ہو بلکہ اسکے بجاری یعنی مقامات گزر عمدہ زمین یا سنگ لٹخ زمین ہوا سکے کہ پتھر کی زمین سے لیسے اجزا جدا نہیں ہوتے ہیں کہ جن میں استعداد و عذونت کی مگر ایسا پانی پھر بھی اس پانی سے بہتر نہیں ہوتا ہے کہ جس کی جائے مرور خالص زمین ہو گو زمین خالص سے پانی میں اجزا بہ نسبت زمین سنگ لٹخ زیادہ مخلوط ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ اجزائے ارضی پانی میں نہ نشین ہو جاتے ہیں تب پانی کی لطافت زیادہ ہو جاتی ہے چنانچہ دریائے نیل کے پانی میں یہ جملہ اوصاف موجود ہیں لہذا اس کا پانی بھی نفیس ہے۔

دوسری عمدگی ایسے چشمہ جاری کی یہ ہے کہ اس کا بہاؤ جنوب سے جانب شمال یا مغرب سے جانب مشرق ہوا سکے کہ مغرب و شمال کی ہوا بالطبع عمدہ ہیں۔ جب ان کا مقابلہ جاری پانی سے ہوگا تو پانی کی اصلاح کا ایک قوی باعث ہوگا۔

تیسری نفاست چشمہ جاری کی یہ ہے کہ وہ بلند مقام سے پست مقام پر گرتا ہے اسلئے پانی عند النزول (گرتے وقت) سیل حرکت ہوتا ہے اور سرعت حرکت پانی کے جوہر میں مزید لطافت پیدا کر دیتی ہے۔

چرکتے نفاست اس پانی کی یہ ہے کہ یہ پانی اپنے مخرج سے بعید ہو یعنی جب قدر اپنے مخرج سے بعید اور فاصلہ پر ہوگا نفاست اور سبکی میں بہتر ہوگا۔

پانچویں نفاست اُس کا شیریں اور صاف ہونا ہے۔

چھٹے نشانی اس کی لطافت کی یہ ہے کہ اگر قلیل المقدار اُس پانی سے کثیر المقدار سرکہ میں مخلوط کریں تو سرکہ کی حدت اور تیزی کو ضعیف کرے۔

ساتویں لطافت ایسے پانی کی یہ ہے کہ سرشیمہ اُس کا وسیع اور فراخ ہو تاکہ پانی کی

کثرت کی وجہ سے مختلف چیزیں و اجزائے ناقصہ مخلوطہ اُسکو اور اُسکے جوہر کو خراب نہ کریں۔

آٹھویں لطافت اُس کی یہ ہے کہ سردی میں جلد سرد ہو جائے اور گرمی میں جلد گرم ہو جائے۔

نویں اس کی لطافت یہ ہے کہ بہت تیز جاری ہو اسلئے کہ قوت اور سرعت حرکت باعث

ازدیاد لطافت اور موجب صفائی ہو جاتی ہے۔

دسویں اُس کی لطافت یہ ہے کہ قم معدہ سے جلد گزر جائے اور پسلیوں میں کشش وغیرہ

پیدا نہ کرے۔

گیارہویں لطافت اُس کی یہ ہے کہ جو چیز اُس میں پکائی جائے وہ جلد پک جائے۔

بارہویں لطافت اُس کی یہ ہے کہ یہ چشمہ کھلا ہوا ہو تاکہ آفتاب کی شعاعیں اُس میں

پہنچتی رہیں +

گنگا جل

گنگا کے پانی کے ہندوستان میں جلع اوصاف مذکورہ بالا گنگا کا پانی ہے۔ اس پانی

اوصاف مع دلائل کو سبب و قیاض نے اپنی رحمت کاملہ سے انسانوں کے لئے ایک نعمت

عظمتی پیدا کیا ہے۔ اس پانی کی عمدگی اور نفاست اور خالص ہونا اس بات سے ظاہر

ہے کہ اگر مدت مدید تک اس کو ایک ظرف میں محفوظ رکھیں تو اُس کے اوصاف یعنی رنگ و

بو و مزہ میں تغیر نہیں آتا ہے۔ خفت اور حلاوت اُس کی ظاہر ہے کہ جو محتاج بیان نہیں ہے

اُس کا باضم اور سر بیع الانحدار (معدہ سے جلد گزرنا) ہونا محتاج دلیل نہیں ہے چونکہ قدرتی طور

سے اس دریلئے رحمت ایزدی کا جولا نگاہ ایسے ایسے مقامات پر ہوتا چلا گیا ہے کہ جہاں کی

زمین کے اجزا صحت بخش ہیں لہذا مجموعہ صفات اس کا پانی اُن برکات سے لبریز ہے کہ جو پانی کے لئے ہونا چاہئے۔

حکایت

گنگا کے پانی کے عمدہ ایک زمانہ میں راتم بنگام کی اشتہاے طعام دفعۃً ساقط ہو گئی۔ ہونے پر ایک حکایت ظاہر کوئی وجہ دریافت نہیں ہوتی تھی صن اتفاق سے خاکسار بالوشوہا صاحب منصف نفسی کیرانہ ضلع سہارنپور حال ایڈیشنل سب جج گورکھ پور کے مکان پر شاید ان کے پان کے لڑکے کے معالجہ کی غرض سے گیا۔ بابو صاحب موصوف گنگا جل پینے کے عادی تھے تذکرہ میں نے بھی اُن کو گنگا جل پینے کی تاکید مزید کی۔ گو اُس وقت مجھ کو پیاس کا تقاضا نہ تھا مگر تفریحاً اُن کے یہاں سے گنگا جل منگو کر پیا۔ تھوڑے عرصہ میں مجھ کو اشتہا معلوم ہوئی۔ بعد ساعتاً فاساً عتاً بھوک کا غلبہ ہوتا رہتا تا انکہ بھوک سے بیتاب ہو کر مکان پر آیا و خلافت وقت میں نے زیادہ مقدار کھانا کھایا۔ تب میں سمجھا کہ کچھری کے قریب کائنواں جس کا پانی اوقات کچھری میں پیا جاتا تھا۔ ذی الجوہر ہے اور سقوط اشتہائے طعام اُس پانی کے خواص سے تھا۔ اور اشتہا کا اپنی اصلی حالت پر آجانا گنگا کے پانی کی تاثیر تھی۔ حالانکہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے۔

بجز آبہائے مذکورہ کے اور جملہ اقسام کے پانی ناقص ہیں۔ اگرچہ چند صنعتوں سے جن کا ذکر سن بعد کیا جائے گا۔ اُن کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

تفہیم سہل

زمین میں پانی موجود عوام کی واقفیت کی غرض سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ مدبر حقیقی کی قدرت ہونے کی تفصیل۔ کاملہ سے پانی زمین میں اس طور سے پیدا ہوتا ہے کہ حرارت اور بعض ستاروں کی تاثیر سے زمین کے بخارات اور سطح بیرونی زمین کا پانی بوجہ خلا کے زمین کے مسامات میں داخل اور جذب ہوتے ہیں۔ چونکہ بخارات میں اجزائے ناری بھی

ہوتے ہیں لہذا یہ بخارات خود اور پانی مجذوبہ کر لیتے ہمارا لے کر زمین سے باہر نکلنے کا قصد کرتے ہیں پس جس جگہ ان کے سینک سماتے ہیں اسی جانب ان کا رجحان ہوتا ہے۔ مٹھوڑے عرصہ تک اس رجحان کی حرکت اضطرابیہ ان کو لاحق رہتی ہے۔ بالآخر زمین کی سردی اس کی ناریت کو زایل کر دیتی ہے اور اس کا استحالہ پانی کی جانب ہو جاتا ہے اور جب اس پانی کو بخارات مذکورہ کی بطریق مذکورہ مدد پہنچتی رہتی ہے تو کسی مقام کی زمین کہ جس میں صلاحیت شق ہو جانے کی موجود ہوتی ہے شق ہو جاتی ہے اور پانی نمایاں ہو جاتا ہے۔ پس اگر ہجوم بخارات کثیرہ کی وجہ سے یہ مدد متواتر پہنچتی رہے گی۔ تو جب شدت یا ضعف ہجوم بخارات بابلہ پانی شدت یا ضعف سے جاری رہے گا۔ جبکہ چشمہ جاری کہتے ہیں۔ اور اگر جاری ہونے کی حد تک نہیں پہنچتا ہے بلکہ ایک بار خارج ہوا اور پست مقام پر پھیر گیا۔ پھر جب وہاں سے وہ پانی نکال لایا اسی قدر یا اس سے کم و بیش پھیرا گیا۔ یعنی بخار بخار حصہ حصہ بقدر صرف آمارا تا تو یہ پانی ساکن کہلاتا ہے۔

یہ اقسام پانی کے جو بیان کئے گئے ہیں یہ قدرتی پانی کے اقسام ہیں کہ جو بغیر صنعت انسان کے جاری ہو جاتے ہیں۔ مگر چند قسم کے پانی اور بھی ہیں کہ جو انسان کی صنعت سے جاری ہوتے ہیں۔

مبغلا ان کے ایک قسم کاریز کی ہے۔ اسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جاری چشمہ کے قریب ایک گڈھا کھودا جاتا ہے۔ اور اس میں ایک خاص قسم کے آلہ سے سوراخ کیا جاتا ہے۔ اس سوراخ کے ذریعہ سے پانی نکلنا شروع ہوتا ہے۔ جب گڈھا پانی سے لبریز ہو جاتا ہے تب وہ جاری ہو جاتا ہے۔

مبغلا مصنوعات مذکورہ کے کنواں بھی ہے جسے بنانے کے طریقہ کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

کنوؤں کا پانی ایک قسم کا نہیں ہوتا ہے بلکہ باختلاف مقامات عمدگی و نفاست و شیرینی وغیرہ اوصاف مختلف ہوتے ہیں۔ غرض کہ ساکن پانی ایک تو بوجہ سکون اور آمیزش اجزائے ارضیہ فی نفسہ ردی اور ناقص ہوتا ہے۔ دوسرے عوام کی بے احتیاطیوں سے اسکے رداوت (خرابی) میں ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً کنوئیں کے قرب و جوار میں غلط

کا ہونا کثیف اطلالیج آدمیوں کا میلہ کچیلے ظروف آب کشی کے لئے استعمال میں لانا خصوصاً
 ناپاک اور کثیف آدمیوں کا کنوئیں پر غسل کرنا یہ امور کنوؤں کے پانی کو غایت درجہ مخالف صحت
 اور منہایت تندرستی کر دیتے ہیں۔ اسی قیاس پر حالات تالاب و حوض وغیرہ کے پانی کو خیال
 کر لو اور اگر تالاب و حوض وغیرہ کے پانی میں مختلف قسم کے نباتات بھی روئیدہ ہیں جیسا کہ
 اکثر ہوتے ہیں تو ایسے پانی کے شدید الرواوت (سخت خراب) ہونے میں کچھ شک نہیں ہے
 علیٰ ہذہ القیاس ان مقامات کا پانی بھی نہایت روی ہوتا ہے جہاں معدنیات ہوں۔
 مگر چاندی اور سونے اور لوہے کی کان کی جگہ کا پانی بہ نسبت دیگر معدنیات کے رواوت میں
 کم درجہ ہے۔

برف گداختہ ہو کر جو پانی بن جاتا ہے وہ بھی رواوت سے خالی نہیں ہے۔ مگر اس کی رواوت
 بہ نسبت دیگر آبہائے روی کم درجہ پر ہے خصوصاً جبکہ اس پانی کو ایک بار جوش دیکر سرد کر لیں
 تو اس کی رواوت نہایت درجہ کم ہو جاتی ہے بشرطیکہ برف روی اور ناقص پانی سے
 نہ جمایا گیا ہو۔ یا مادہ برف ہوائے گرد و آلودہ سے اور ہوائے فاسد سے نہ ہو یا اس کا نزول
 کثیف مقام پر نہ ہوا ہو۔ اس لئے کہ ایسی برف گداختہ کی اصلاح نہایت ہی دشوار ہو جاتی
 ہے بلکہ اگر اصلاح بھی کی جائے تو حسب خاطر خواہ اصلاح ہونا محالات سے۔ خصوصاً
 یہ برف مروجہ کہ جو آج کل ہمارے زمانہ میں تدریجہ مشین (کل) بنا یا جاتا ہے نہایت
 روی ہے لہذا اس کا پانی گداختہ بھی نہایت درجہ روی ہوگا۔ تاقتوابہ یعنی بچاؤ تم اپنے
 آپ کو اس سے۔

تفہیم ہشتم

عمدہ پانی کے استعمال	جس کنوئیں کا پانی شیریں اور صاف ہو اور وزن میں ہلکا ہو اور
کی ہدایت اور ناقص	اس کے حدود و اربعہ میں کم سے کم بیس بیس گز نجاست و غلاطت
پانی کی اصلاح کے طریقے	کا نشان و اثر نہ ہو اور اس کے حدود و مقدار مذکورہ میں نباتات و
عمارات و درخت وغیرہ کا نشان بھی نہ ہو اور اس کے جوار میں عادتاً اشخاص نہاتے اور	
غسل بھی نہ کرتے ہوں اور اس میں ظروف آب کشی کے کثیف بھی نہ ڈالے جلتے ہوں	

تو ایسے کمزور پانی قابل استعمال اور غیر مخوف (بے ضرر) ہوتا ہے۔ اسی پر اور ساکن پانیوں کو خیال کر لو۔ مثلاً تالاب یا حوض وغیرہ کو کیا معنی پانی کی صفائی اور شیرینی اور سبکی اور اس کا معشوشات (ملاوٹوں) مذکورہ سے و سجاست سے بری ہونا۔ حافظ تندستی کو لازم اور فرض ہے کہ مساحت اور سہل انگاری کو دخل نہ دے۔ اور حتی الامکان ان اقسام کے پانی ضرورتاً استعمال کرتا رہا کہ جن کے اوصاف بالتصریح بیان کئے گئے ہیں یعنی آب باران یا آب روان اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو آبہائے ساکن سے جو میر آئے۔ مگر اس میں اوصاف مذکور کے لحاظ سے ایک دوسرے پر بلحاظ نفاست ترجیح دے۔ اور اگر ایسے پانی جہات مذکورہ و مصرحہ بالا کے اعتبار سے ناقص ہوں تو ان کی اصلاح کر کے استعمال میں لاویں۔ اس لئے کہ اصلاح پانی بجمیع الوجہ نفع سے خالی نہیں ہے۔ کیا معنی ردی اور خراب پانی تو نفیس ہو جائے گا۔ اور نفیس پانی کی نفاست بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ہم بالتصریح پانی کی اصلاح کی ترکیبیں تحریر کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسی ہیں کہ اوسط درجہ حیثیت کا آدمی بلکہ غریب آدمی بے تکلف و تکلیف اس سے نفع اٹھا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں انسانیت اور نفع و نقصان کی تیز و ادراک ہو۔ کسل و نا عاقبت اندیشی کا کو تو کوئی علاج نہیں ہے۔

ایک سہل طریقہ پانی کی اصلاح تقطیر ہے۔ یعنی پانی کو مقطر کرنا کہ جو مشہور طریقہ سے وہ یہ ہے کہ ایک بلند تپائی چوٹی کے جوار تفلع میں دو گز کی ہو اس میں تین ٹھکانے نیچے اوپر گھڑے رکھنے کے بنائے جائیں۔ اول ٹھکانے میں گڑا گڑا پیر آب جس کی تہ میں باریک سورخ ہو رکھا جائے۔ اس کے تحتانی (نیچے) ٹھکانے میں ایک گڑا گڑا جس میں کسی قدر پاک و صاف بالو ہو اور تہ میں سورخ مناسب ہو رکھا جائے مگر اس دوسرے گھڑے میں سورخ کر کے پارچہ صاف رکھیں تب اس میں بالو ڈالیں۔ وگرنہ تمام بالو سورخ سے خارج ہو جائے گی۔ اس دوسرے گھڑے کے بعد تیسرے ٹھکانے میں تیسرا گڑا رکھا جائے گا۔ الغرض اول گھڑے پر آب سے براہ سورخ دوسرے گھڑے میں کہ جس میں بالو سے پانی ٹپکے گا۔ بعدہ اس گھڑے کا پانی مقطر ہو کر جب تیسرے گھڑے میں آجائے تب اس کو استعمال کرے اور واضح رہے کہ بالو ہر وضع تبدیل کرنا ضروری ہے۔ اور حتی الامکان گھڑے بھی جلد جلد تبدیل کرنا بہتر ہوگا۔

دوسرا طریقہ پانی کے صاف کرنے کا یہ ہے کہ جس معمورہ (آبادی) میں نوشندہ آب بہتا ہے وہاں کی اچھی صاف مٹی بقدر مناسب پانی میں حل کر کے اور پانی کو اپنے حال پر چھوڑیں تا اینکه یہ مٹی تہ نشین ہو جائے اور پانی مصفے رہ جائے اور اگر چند بار ایسا کیا جائے گا تو پانی کی لطافت اور نفاست زیادہ ہو جائے گی۔

تیسرا طریقہ پانی کو صاف اور لذیذ بنانے کا یہ ہے کہ نل بہیکہ یا بذریعہ قرع اہلیق وغیرہ جس طرح عرقیات کی کشید ہوتی ہے کشید کیا جائے گویا یوں خیال کرنا چاہئے کہ پانی کا عرق کشید کیا گیا پس ایسے پانی کو ضرورتاً استعمال کریں اس طریقہ سے پانی کی اصلاح کو طبیبوں کی اصطلاح میں تصعید کہتے ہیں۔ اس طریقہ میں اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ اگر اس سیر پانی دیکھ میں رکھا جائے تو اس سے دوسرا درجہ تین سیر سے زائد پانی کشید نہ کیا جائے۔

ایک طریقہ اور بھی پانی کی تصعید کا ہے کہ جو بقرہ ادا کے اختراعات سے منسوب کیا گیا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ قلعی دار دیکھ میں بقدر ضرورت پانی ڈالیں اور اس دیکھ کے منہ پر چند صاف لکڑیاں رکھیں اور ان لکڑیوں پر اون ندف زدہ دینے دھنکی ہوئی اون رکھیں حتیٰ کہ تمام منہ دیکھ کا اون سے پوشیدہ ہو جائے اب اس دیکھ کے نیچے آگ جلا میں پس پانی سے بخارات اٹھنے لگیں گے اور اون میں جذب ہو کے پانی بنیں گے۔ تب اس اون کو کسی صاف برتن میں پنچوڑ لیں ایسٹور سے جس قدر پانی حاصل کرنا چاہیں بذریعہ اون کے حاصل کر لیں۔ گرجب دو تین بار اون کو پنچوڑ لیں تب پانی کو تبدیل کر دیں بشرطیکہ ایسا مقام نہ ہو کہ جہاں پانی کمیاب ہو اور عجب نہیں ہے کہ اس طریقہ کے عمل کر نیسے شور پانی شیریں بھی ہو جائے بالجملہ یہ طریقہ اصلاح پانی کا مجموعہ مدارج سب کے لائق وقایق ہے۔

ایک طریقہ اصلاح پانی کا یہ ہے کہ اس کو جو ش دیں تا اینکه ایک چہارم حصہ پانی کا فنا ہو جائے تب سرور کر کے اسکو استعمال کریں اس طریقہ سے پانی کی اصلاح کو تطبیح کہتے ہیں اور اس طرح کے پانی کی اصلاح کے متعلق طبیبوں میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک پانی کی اصلاح کا یہ طریقہ بہتر ہے۔ اور بعض کے نزدیک بہتر نہیں ہے مگر راقم کے نزدیک اس طریقہ سے پانی کے عمدہ اور صالح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

اور طریقے تصفیہ کدہ پانی کا مختلف طور سے طبیبوں کے نزدیک معمول ہے بعض بذریعہ پھسگری کے صاف کرنا بہتر جانتے ہیں بعض بذریعہ گل ارمنی (گیرو) کے پانی کا تصفیہ عمدہ

خیال کرتے ہیں اور بعض چوب انگور و چوب نیب کے انگاروں سے پانی کا کدورت سے خالی ہر جا
 یقین کرتے ہیں یعنی پھٹکری یا گل ارنی باریک میں کر پانی میں شامل کر کے پانی کو جوش دیں
 سرگاہ کہ پانی میں جوش آجائے تب اس پانی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ پھٹکری یا گل ارنی
 تہ نشین ہو جائے اور پانی سرد ہو جائے اور چوب انگور و چوب نیب کے چند انگارے پانی میں
 بچھالیں اور پانی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ صاف و سرد ہو جائے ۴

لغتنہ نم

شراب کے نقصانات کا ثبوت
 سنہ لایل اور اس کے فوائد جو کہ عارضی
 ہونے کا اثبات سے دلایل قویہ
 یقین سے کہ بموقع نہ ہوگا اسے اس کی تشریح کیجاتی اور اس کے حالات پر ایک بیضا اور بدن کثرت کیجاتی ہے
 واضح ہو کہ شراب میں مطلقاً غذائیت نہیں ہے یعنی جزو بدن نہیں ہوتی ہے خواہ شراب ویسی
 ہو یا انگریزی یا کسی اور ولایت کی۔

شراب کے شر سے دو قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں ایک امراض روحانی۔ دوسرے امراض
 جسمانی۔ امراض روحانی کی معروض روح انسانی ہے کہ جس میں ہر طرح کے کمالات حاصل کرنا
 ممکنہ موجود ہے اور امراض جسمانیہ کا معروض یہی کالبد خاکی یعنی جسم انسانی ہے کہ جو فسادات اور امراض
 کا مبدیہ ہے جیکم مطلق نے اس اپنے منظر اتم قدرت کاملہ (انسان) کے روحانی و جسمانی امراض
 کے لئے ایسے انسان مخلوق فرمائے ہیں کہ جن میں دونوں قسم کے امراض کے علاج کی استعدادیں
 موجود ہیں۔ روح کے صحت حاصلہ کی بقا اور صحت زالیہ کے استرواد کے قانون دان انبیا علیہم السلام
 اور علماء اور صوفیائے کرام ہیں۔ جسمانی علاج کے قانون شناس اطباء زمانہ ہیں۔ چنانچہ روحانی
 طبیب تقریباً ہر مذہب کے اس خانہ خراب کی ممانعت پر کیسے کیسے تاکید می احکام نافذ فرماتے ہیں خصوصاً
 مذہب اسلام نے اس کی ممانعت میں کیسے کیسے احکام سخت نافذ فرمائے ہیں اور جس اہتمام سے اس
 ناپاک کی خرابی بیان کی ہے اس سے زیادہ بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن مجید کو ملاحظہ کروا حادث
 نبوی کو دیکھو کہ اس فتنہ گر کی شرارتوں کو کس شد و مد سے جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ
 الخمر جمیع الاثم شراب گناہوں کی بہت بڑی جامع ہے، ایک ایسا عمدہ ارشاد ہے کہ جو شراب کے جملہ امراض روحانیہ

کے پیدا کرنے پر دلالت کرتا ہے، غرضکہ امراض روحانی کی توضیح و تشریح کی تو یہاں کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ موضوع علم طب کا بدن انسان ہے باعتبار صحت و مرض نہ روح انسانی پس ضروری البیان یہ ہے کہ شراب کی کارگزاریوں سے جو تباہی اور بیخ کنی انسان کے بدن کی ہوتی ہے ان کی تشریح کی جائے پس اب بوجہ احسن اس طور سے اس کی تشریح کی جاتی ہے کہ اس وقت تک ہمارے کسی پیشرو نے نہیں کی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مبداء اس حرمیہ قوی اور ارواح حیوانی و نفسانی و طبعی و حرارت غریزی و حرکات ارادی و غیرہ دل و دماغ و جگر ہیں۔ جن کی صحت سے تمام بدن کا کارخانہ منتظم اور مربوط ہے۔ پس اسے شراب خوار و تم لقیں کرو کہ تم شراب خوری سے ان تینوں اعضا پر محشر برپا کر رہے ہو۔ چنانچہ معدہ و گردہ و پھیپھڑے وغیرہ بھی بالذات یا بالغرض اس خونخوار سے نہایت درجہ صغرت یا ب ہوتے ہیں۔

شراب سے سرور اور
معدہ میں پہنچتے ہی شراب سے برسیل تجیر (بھاپ بن کر) ایسے لطیف
چہرہ گلگون ہونیکے وجہ
و حار اجزا دل کو موصول ہوتے ہیں کہ جن کی تحریک سے حرارت اور
روح قلبی کا دل سے باہر نکلنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس ایسی حرارت اور روح کے
خروج سے قلب میں ایک ہیبت انبساط و کشادگی کی پیدا ہوگی۔ اور قلب کو ہیبت مذکورہ
سے ایک حالت سرور و نشاط کی محسوس ہوگی۔ چونکہ حرارت اور روح مذکورہ کے ساتھ خون لطیف
بھی مصاحب کرتا ہے یعنی خون موصوت بھی ساتھ دیتا ہے۔ لہذا بیشتر شرابیوں کا چہرہ ارغوانی
(گلگون) ہوتا ہے۔

شراب سے مدہوش اور
بخود ہونے کی وجہ
اجزائے لطیفہ شراب کے برسیل تجیر (بھاپ بن کر) جب دماغ میں پہنچتے
ہیں تب وہ اپنے جوہر اور تیزی کی وجہ سے حواس خمسہ باطنیہ یعنی
حس مشترک۔ خیال۔ متصرفہ۔ وہم۔ حافظہ۔ کے افعال کے انتظام میں برہمی پیدا کرتے ہیں
اسوجہ سے صورتیں (صورتیں) محسوسہ حواس ظاہرہ کا حفظ اور معانی جزئیہ و کلیہ کا فہم ضعیف یا باطل
ہو جاتا ہے۔ اور حواس خمسہ باطنیہ مذکورہ کے نقصان یا قصور سے علی قدر مراتب اصغف عقل
یا مدہوشی یا از خود فنگی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ اکثر اوقات شراب خوار بے خود ہو جاتے ہیں۔
شراب سے شجاعت اور
دلیری پیدا ہونگی وجہ
چونکہ ہم ثابت کرائے ہیں کہ شراب کے اجزائے لطیف حرارت
اور روح و خون کو اپنے داخلی مرکز سے دفعہ خارج کی جانب نہایت
ہی سریع الحریکت کر دیتے ہیں۔ لہذا دشمن کے مقابلہ میں پورے طور سے اقدام اور ثبات

کی قدرت بہتی ہے اسی وجہ سے شجلع کا موزی کے مقابلہ میں چہرہ ارغوانی (سرخ) اور
تا بندہ رہتا ہے۔ بخلاف بزدل آدمی کے کہ اُس کا چہرہ دشمن سے مقابلہ کے ارادے میں
یا مقابلہ کے وقت زعفرانی (زررد) ہوگا کیونکہ دشمن کے خوف سے ان کی حرارت اور روح و
خون خارج سے داخل قلب کی جانب رجوع ہوتے ہیں؛

شراب سے قوت باہ چونکہ شراب عام بدن میں سخونت (گرمی) پیدا کرتی ہے لہذا تمام اعصاب
بڑھ جانے کا سبب اور مہنی میں جودت اور خفت اور روح ویرح و خون میں سبکی پیدا کر کے ان
سب کو سریع الحکمت کر دیتی ہے اور یہی امور تکمیل امر باہ کے لئے ضروری اور مذکورہ کے علاوہ
اور بھی آثار جو بادی النظیر میں عمدہ معلوم ہوتے ہیں شراب خواروں کو شراب پینے سے حاصل ہوتی ہے
اب میں ثابت کرتا ہوں کہ سرور و شجاعت و تقویت باہ وغیرہ آثار
حسنہ جو شراب پینے سے ظاہر ہوتے ہیں انہیں سے ایک بھی بروجر
طبعی نہیں ہوتا بلکہ قاہر کے قہر سے یا جاہر کے جہر سے یا ظالم کے
ظلم سے ان آثار کا ظہور ہوتا ہے ایسے کہ طبعی سرور و شجاعت و قوت وغیرہ کے لئے اسباب طبعی

تجوت اس امر کا کہ فوائد مذکورہ
جو شراب سے ظاہر ہوتے ہیں
وہ سب عارضی ہیں۔

کیفیات مذکورہ کا موجود ہونا ضروری ہے عام اس سے کہ ان اسباب کا وجود فی الخلق ہو باوجود
ذہنی مثلاً بعض تصورات و تخیلات جو طبعی حالت میں سرور پیدا کرتے ہیں پس بدیہیات سے
کہ نشہ شراب سے جو کیفیت سرور حاصل ہوتی ہے اُس کا سبب نہ خلیج میں موجود ہے اور نہ ذہن
میں خارج میں نہ موجود ہونا تو ظاہر ہی ہوتا ہے راجح و ذہنی سوا اسباب سرور فی الذہن وہ نتائج
ہیں کہ بعض مقدمات کو دماغ میں مرتب کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور ترتیب و نظم مقدمات کے
آلات وہی حواس خمسہ باطنہ ہیں کہ جن کا تذکرہ کیا گیا یعنی حس مشترک، خیال، متصرفہ، وہم۔
حافظہ۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ پانچوں حواس شراب کے عمل شروع ہوتے ہی مختل یا ضعیف
یا غیر منتظم ہو جاتے ہیں جس طرح سے کہ مجنون اور سرسام والے کی مسرت اور خوشی حقیقی مسرت
اور خوشی نہیں ہوتی ہے چنانچہ ارباب سرسام یا مجنون کو سرور و خوشی غیر طبعی وہ نفع نہیں
پہنچا سکتی ہے کہ جو طبعی سرور انسان کے قوائے بدنی کو اور جسم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس
اس تقریر سے ثابت ہو کہ شراب سے جو سرور و قوت و شجاعت وغیرہ آثار ظاہر ہوتے ہیں
وہ قہر قاہر کی وجہ سے ہیں یعنی شراب کی کیفیات کی قہر سے، خفت سے یا بتدریج حرارت
اور روح اپنے مرکز سے خارج میں حرکت کرنا شروع کرتی ہے اور ایک زمانہ غیر معین

تک اس کا اثر قائم رہتا ہے لہذا اتنا رند کورہ بطور نقل کے ظاہر ہوتے ہیں نہ بطور اصل کے اور اصل و نقل میں فرق معلوم۔

شراب خوار کی سرعت موت اور اس کے امراض مہلکہ میں اگر شراب خوار طبعاً گرم و خشک مزاج اور لاغراذام ہے تو اس کی موت کے لئے زیادہ زمانہ درکار نہیں ہے۔ بلکہ چند روز میں اس کے جسم کی قلیل رطوبتوں کو شراب فنا کر دے گی۔ پس یا تو وہ مرگ مفاجات سے ملاقی ہو گا یا اس کو معمولی امراض فنا کر دیں گے۔ کہ اگر وہ شراب خوار نہ ہوتا تو معمولی امراض اس کے لئے ایک سرسری امراض ہوتے۔ مثلاً صفراوی تپ یا نزلہ جار یا اکثر جگہوں کے درد کہ جو معمولاً انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ مگر شراب خواروں کو اگر لاحق ہونگے تو غالباً وہ تحمل نہیں ہونگے۔ اور اس کا نتیجہ مرگ عاجل ہو گا علیٰ ہذا القیاس ہر عام جنون مایخولیا۔ تپ صفراوی۔ یرقان۔ ذیابیطس۔ ضعف جگر۔ استقاسا۔ سوء القیہ۔ بواسیر۔ ذات الریہ ذات الجنب۔ ذات العرض۔ مایخولیا سے مراد قتی وغیرہ امراض کا ظہور اور حدوث نہات قریب اور سہل ہوتا ہے۔ لغو ذبا لمدنہ و من شرہ۔

اور اگر شراب خوار بالطبع سرد و خشک مزاج ہے تو اس کی ہلاکت بھی بہت قریب ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں وہ مادہ کم ہے کہ جو امراض کا سپر ہو۔ یعنی حرارت و رطوبت غریزی (حرارت و رطوبت اصلی) اور شراب کا جو ہر حرارت اور رطوبت مذکور کا قاہر اور ہالک ہے۔ ایسے مزاج کے انسان کی جانب ایسے امراض مہلکہ سرعت کرتے ہیں کہ جن کا باعث میس ہوتا ہے۔ مثلاً تشنج میسی و کزاز میسی و فلج میسی و صرع و رعشہ میسی و سکتہ یالس وغیرہ امراض متعلقہ اعصاب کہ جن سے تجربتاً و قیاساً جانبر ہونا محال ہے۔

الاما شاء اللہ۔

ممکن ہے کہ دونوں مزاج کا آدمی شراب کے شر سے ایک ایسے درد میں مبتلا ہو کہ جس سے نجات ممکن نہ ہو۔

اگر شراب خوار گرم تر مزاج ہے تو بے شک چند روز اس کے بدن کے افعال تیزی کے ساتھ چلتے رہیں گے۔ بالآخر تندرستی میں زوال آنا شروع ہو گا۔ انجام کار وہ بھی ایسے وقت میں مرجائے گا کہ شراب نہ پیتا تو بھی نہ مرنے لے۔ ایسے شخص کو غالباً امراض ضعف معده اور سوء ہضم اور استقاسا اور استرخا و جذام و بواسیر خونئی و مایخولیا سے مراد قتی و تپ و موی و رعشہ

امراض پیدا ہو جانا ممکن بلکہ احتمال قوی ہے اور سرد تر مزاج یعنی بلغمی مزاج کے انسان کو بے شک شراب بشریط خاص نفع کرتی ہے۔ الا اگر ان شراب کا لحاظ نہ کیا جائے تو ان اشخاص کو بھی اکثر امراض مہلکہ پیدا ہوں گے۔ مثلاً اکثر امراض عصبانیہ مثل صرع و تشنج و کزاز و ریشہ رطوبی و ضعف ہضم و استسقا و نزہ و زکام وغیرہ۔

علی الخصوص نقصانات مذکورہ ان معموروں (آبادیان) میں شراب خواروں کو جلد پیدا ہو جاتے ہیں کہ جہاں کی ہو اگر گرم ہے۔ مثلاً ہندوستان میں باستانے چند قطعات کل مقامات گرم ہیں۔ گرم معموروں (بستیان) کے باشندگان کی قوت بالطبع ضعیف ہوتی ہے۔ پس شراب خواری کی حالت میں ان کو دو دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ایک حرارت مقام سکونت دوسری حرارت شراب سے۔ کبھی شراب خوار حالت بخودی میں یا بے احتیاطی کی وجہ سے بکثرت شراب پیتا چلا جاتا ہے۔ تا انیکہ شراب کی شرارت سے حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن و فتنہ سرد اور منطقی (بجہ) ہو جاتی ہے۔ اور مرگ مفاجات (دفعۃ موت) کا سامنا ہوتا ہے۔ بالجملہ جس عضو میں استعداد قبولیت نقصان کی ہوتی ہے وہ عضو شراب خواری سے بہت جلد متضرر ہوتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ دربارہ نقصانات شراب خواری جو ایک تقریر بیٹھ کی گئی ہے۔ شراب خواروں اور عام لوگوں کو بہت سے خدشات پیدا ہوں گے۔ منجملہ ان خدشات کے چند خدشے یہ بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہر گاہ شراب میں ایسے خطرات ہیں تو پھر روئے زمین کے حکما اکثر مقامات اور حالات میں استعمال کی کیوں ہدایت کرتے ہیں۔ اور نیز یہ کہ تمام ممالک یورپ میں شراب خواری کا اس درجہ کثرت سے رواج ہے کہ جس کی کوئی حد و پابیاں نہیں ہے۔ بایں ہمہ وہاں کے لوگ نہایت قوی اور تندرست ہیں اور ان کی داعی اور قلبی قوت بھی مسلم ہے پس بطور مفہوم کلی کیونکہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ شراب مضر ہے۔ بدیں وجہ شراب کی برائیوں میں مبالغہ کیا گیا۔

پس ان خدشات معطوره دیگر خدشات کے دفع کی غرض سے ہم تحریر کرتے ہیں کہ شراب میں جو واقعی منافع موجود ہیں وہ منافع اس سے مسلوب نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہم کوئی جدید بات دربارہ نقصانات شراب تسلیم کرنا چاہتے ہیں کہ جو حکما کے قول کے کلیتہً مخالف ہو بلکہ جو نقصانات و ضرر بیان کئے گئے ہیں وہ شراب کے متعلق حکما

سابق و حال کے اصول سلمہ کے فروعات سے ہیں۔

پس اب پھر سمجھ لو کہ شراب میں غذائیت نہیں ہے یعنی شراب میں بدل یا تحلیل
 دفنا شدہ رطوبات بدن کے قائم مقام، یا جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ شراب
 دوائے محض ہے اور ہر دوائے محض کی شان یہ ہے کہ وہ صرف بدن کی تاثیرات سے اثر
 پذیر ہو کر حسب اپنی تاثیرات کے بدن میں تغیرات پیدا کرے یعنی جیسی دوائی تاثیر ہوگی
 خواہ گرم یا سرد یا تر یا خشک ویسے ہی بدن میں اس کے اثر کا ظہور ہوگا۔ قصہ مختصر شراب
 بھی دوائے جس میں جزو بدن ہونگی صلاحیت نہیں ہے اور ہر دوائی کا درود فی البدن
 (بدن میں داخل ہونا) بلا ضرورت طبیعت کے خلاف ہوتا ہے اور جو امور مخالف طبیعت ہیں
 وہ مضر صحت ہونگے۔ پس شراب کا استعمال بلا ضرورت مضر صحت ہوگا۔ یہ مقدمہ کہ دوائی کا
 درود فی البدن (بدن میں وارد ہونا) بلا ضرورت مخالف طبیعت ہے۔ ماہرین فن طب
 کے لئے محتاج ثبوت نہیں ہے بلکہ سلمہ ہے۔

حاصل تقریر یہ ہے کہ شراب اگر نفع پہنچاتی ہے تو بہ تقاضائے وقت و بحسب الضرورت
 جس کی ضرورت کا وقت اور استعمال کا پیمانہ طبیب یا ڈاکٹر مقرر کر سکتا ہے نہ عام اشخاص
 پس شراب کے استعمال کے بارہ میں ثقہ طبیب یا ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہئے یا اسکے مشورہ پر
 عمل کرنا چاہئے۔ بعض اشخاص جو شراب پینے سے تندرست اور توانا و قوی ہو جاتے اسکی وجہ یہ ہے
 کہ انکے مزاجوں اور طبیعتوں میں ایسے حواج (حاجتیں) اور ضرورتیں موجود رہتی ہیں کہ جو شراب
 یا اس کی مثل دواؤں کے طلبگار ہوں گویسے اشخاص شراب پیتے وقت اس ضرورت کو
 محسوس اور ادراک کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔ عام اس سے کہ انہوں نے شراب کو ضرورت جاکر
 استعمال کیا یا اتفاقی طور سے۔ اب رہا یہ امر کہ ممالک یورپ میں بہت زیادہ شراب خوار ہیں۔ اور
 ان کی تندرستی عمدہ اور قوت قوی ہے۔ سو یہ خیال اور گمان فاسد سمجھ کے قصور یا ناواقفیت
 کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ ہم بالتفصیح بیان کر چکے ہیں کہ شراب امراض روحانی اور
 امراض جسمانی پیدا کرتے ہیں سخت دست گستاخ ہے۔ پس خیال کرنے کا موقع ہے کہ ممالک
 یورپ میں اس شراب خواری کی وجہ سے جس قدر امراض روحانی یعنی فسق و فجور و زنا و کفر و الحاد کا
 شیوع ہے کسی اور ملک مہذب اور تہذیب میں نہیں ہے ممالک یورپ میں احکام عیسوی کی اس قدر
 بھی وقعت نہیں کی جاتی ہے کہ جیسے ایک درجہ اونے ناصح کی نصیحت نمکر گزار کی سے سنی جاتی ہے۔

ممالک مذکورہ میں شراب کا عام رواج پانا کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس کے نقصانات کو سلب کئے اور نہ کوئی یہ ملکی رواج ہے کہ جو حکم قانون میں داخل ہو جائے یہ طبیعت دینچر کا قانون ہے کہ جو کسی طرح سے نہیں بدل سکتا ہے۔

ممالک مذکورہ کے باشندوں کی تندرستی اور دیگر اوصاف جسمانی وغیرہ کو شراب خواری کے منافع پر محمول نہ کرو۔ بلکہ اُن کے ممالک کی آب و ہوا اُن کے اصول حکیمانہ صفا تندرستی کے بارہ میں موثر ہیں۔ بلکہ ان اشخاص سے جو لوگ شراب نوش نہ ہوں گے اُن کی صحت اور اخلاقی و دماغی حالت اُن اشخاص سے بہتر اور برتر ہوگی کہ جو شراب پیئے ہیں۔ اب رہا یہ امر کہ امراض مصرحہ صدر شراب خواری بلا ضرورت سے پیدا ہونے لازمی امر نہیں ہے۔ سو میں کہتا ہوں کہ امراض مذکورہ پیدا ہو جانا اور حالات مسطورہ سے کوئی حالت نقصان پذیر نہ ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر شراب خواروں کو اُس کا ادراک و شعور نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً معمولی تپ صفراوی کسی شرابی کو لاحق ہوگئی اور وہ اُس سے ہلاک ہو گیا ہے تو عام اشخاص یہی کہیں گے کہ فلاں شخص تپ سے فوت ہوا۔ یہ نہ خیال کریں گے کہ شراب نے اُس کو ایسا کر دیا تھا کہ تپ کے حملہ کی برداشت کے ناقابل ہو گیا تھا حالانکہ عاقل سمجھ جائے گا کہ یہ معمولی تپ اس وجہ سے باعث موت ہوئی کہ شراب کے نقصانات نے اُس کے اعضاء خصوصاً اعضاء ریشہ میں ایسا تسلط کر لیا تھا کہ جس کی وجہ سے طبیعت و رفع تپ صفراوی پر قادر نہیں ہوئی اور کہ اگر شراب کی نقصان رسائی اُس کے اعضاء میں مستحکم نہ ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ یا مثلاً شراب کے نقصان نے اُن اعضاء نقصان پہنچایا ہے کہ جس کے قوت محرکہ کو تعلق ہے چونکہ ایسا نقصان غالباً و قوت ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ زماناً بعد زمان اعضاء میں ارتعاشی حالت ترقی کرتی جاتی ہے لہذا شراب خوار بالوجہ غفلت یا بوجہ عدم شعور اس حالت کو ابتداء محسوس نہیں کرتا ہے حتیٰ کہ بعد استحکام مرض بھی بعض شراب خوار اُسے نتیجہ شراب خواری خیال نہیں کرتے بلکہ اور اسباب پر محمول کرتے ہیں دیگر امراض حالات کا پیدا ہونا بھی اسی طرح سے خیال کرنا چاہئے۔

مثلت

چونکہ ہماری شریعت نے شراب کو قطعی حرام کر دیا ہے بلکہ سکو جس عین (صیح ناپاک) ارشاد فرمایا۔ اس لیے مجھ کو جرات نہیں ملتی کہ میں

شراب کے منافع مثلثکے پیراٹھیں۔

اس کے منافع کو منافع سمجھ کر تشریح کروں آلا چونکہ مثلث کے منافع شراب کے قریب ہیں اور ہمارے علماء نے مثلث کے جواز پر بھی فتوے دیے ہیں لہذا یہاں مثلث کے احکام و فوائد کی تشریح کی جاتی ہے اور اس خاص بحث میں ہم نے مولانا محمد اکبر ارزانی رحمہ اللہ علیہ کی تقلید کی ہے کہ ادھنوں نے مفرح القلوب میں شراب کے منافع کو مثلث کی تصویر میں دکھایا ہے۔

مثلث اب انجور سیریں کے جو شانہ کو کہتے ہیں کہ جو ایک حد خاص تک جوش دیا جائے کہ جس کی تشریح مفرح القلوب وغیرہ کتابوں میں درج ہے یہاں اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے بہر حال یہ بات قابل توجہ ہے کہ مثلث کے منافع قریب شراب کے نفع کی ہیں اور مثلث کا آداب استعمال اور تدارک نقصان اور شراب کا آداب استعمال و تدارک نقصان بھی قریب قریب ہیں لہذا ایک کی حالت اکثر جہات سے دوسرے پر قیاس ہو سکتی ہے۔ پس معلوم کرنا چاہئے کہ مثلث مذکورہ نوری اور صاف خون کے تولید میں طبیعت کی بہت عمدہ اور قوی ردگار ہے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ انسان کے خیالات صاف اور پر نور ہو جائیں گے۔ عام بدن میں اشراقیت (چمک) اور سرخی ظاہر ہوگی اعصاب کے جوہر کو تقویت برگی روح لطیف اور سرخ حرکت ہوگی بدیں وجہ عام بدن میں و خصوصاً قوت باہ میں ایک عجیب قوت پیدا ہوگی مگر تاہم محور المزاج کو نقصان رسانی سے باز نہیں رہتا ہے۔ اگر گرم مزاج انسان کو طبیعت کی رائے میں کسی وجہ سے استعمال کرنا ضروری معلوم ہو تو بقدر ضرورت عرق بید سادہ با عرق کاسنی یا عرق نیلوفر یا عرق کلاب یا عرق بہار وغیرہ عرق بارہ میں شامل کر کے دینا مناسب ہو گا۔

شراب سے ستم رسیدہ
اعضاء کی اصلاح

چونکہ بعض اعضاء انسان کو شراب سے ایک صفت خاص پہنچتی ہے لہذا ان کا تذکرہ اور ان کے تدارک کی تشریح کی جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شراب کی حدت سے طلق اور فرم عمدہ میں سوزش اور التهاب پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے ایک طرح کا قلق اور بے چینی طبیعت کو لاحق ہوتی ہے اس کا علاج دانہ انار محوش رکھٹ مٹھا انار کے چوسنے سے یا شربت فالسہ ترشش یا شربت غورہ (دبسی انور) یا شربت لیمو وغیرہ سے یا زنگرہ یا شربت زنگرہ یا شربت تاج سے لیکن ہے۔ شربت مذکورہ چوس چوس کر سد سے میں پہنچائے جاوے تاکہ ان کا گذر

سکونی حالت سے سردی میں ہوتا ہے اور شربت مذکورہ سے مراد وہ شربت ہے کہ جو مقدار
شکر کے ساتھ قوام کئے جائیں کہ جس سے ترشی اور شیرینی جس ذائقہ رکھنے میں بدرجہ
مساوی محسوس ہو یا شربت مذکورہ سے وہ شربت مراد ہے کہ جو قند یا مصری یا شکر کو پانی
سرد میں محلول کر کے کسی قسم کی ترشی مذکورہ بالا شامل کر کے بنایا جائے۔

اگر شراب اتفاقاً زیادہ پی گئی ہے تو اس کو فوراً بذریعہ قے خارج کر دینا چاہئے۔
اگر معمولی تحریک سے قے نہ ہو تو آب کثیر المقدار پی کرتے کر دینا چاہئے اس کے بعد آدھ پاؤ
عق گلاب قسم اول میں دو تولہ شربت مذکورہ سے جو بہم پہنچ سکے مخلوط کر کے پتیا جاوے
بعد فوراً بقصد نیند آرام کرنا چاہئے تاکہ نیند آجائے اس لئے کہ بقیہ اجزائے شراب
نیند آنے سے ہضم ہو جائیں گے۔ اگر بزم حاصل حصول نیند معز تخم کدو و تخم کاہو پانی میں
پیس کر بالاسے دماغ نیم گرم صناد کریں یا کھوٹی و کدو گھیا و کھیر تازہ کے قطعات سو گئے
جائیں تو نیند جلد آسکتی ہے۔

اگر شراب پینے سے حالت شکر اور بے ہوشی کے پیدا ہو جائے تو ہشیاری اور رخ
شکر کی تدبیریں بہت جلد کرنی چاہئے اس لئے کہ بیہوشی عام اس سے کہ شکر نشہ کی
وجہ سے ہو یا دیگر اسباب سے روح اور حرارت غریزی (اصلی حرارت) کو سخت نقصان
رساں ہے۔ بیہوشی سے افاقہ میں لانے کی تدبیرات مفصلہ ذیل نہایت سریع الاثر
ہیں۔

گلاب قسم اول میں ثلث یعنی تین حصہ سرد کہ خالص ایک حصہ باہم مخلوط کر کے پارچہ
دبیز تر کر کے بالاسے دماغ رکھا جائے اور یہ پارچہ دس دس منٹ کے بعد تبدیل ہوتا
رہے یعنی ایک پارچہ ترکر وہ دس منٹ بعد سرد سے اوتار کر بجائے اس کے جدید پارچہ
ترکر وہ دماغ پر رکھیں یا عرق گلاب یا عرق بیدمشک یا عرق بیدسادہ۔ یا عرق نیلوفر۔
آدھ پاؤ میں دو تولہ شربت مذکورہ بالاسے کوئی شربت جو بہم پہنچ جائے مخلوط
کر کے برف سے سرد کر کے پلانا مناسب ہے اور شیرینی بقدر مناسب شامل کر کے پلانا چاہئے
اور اگر برف یا شربت موجود نہ ہو تو سرد پانی شیریں کر کے پلانا چاہئے۔ یا کشنیز خشک
و تخم کاہو اور براہہ صندل سپید و گل سرخ تازہ و تخم کاسنی آب خورہ کلی آب نارسیدہ
میں یا کسی شیشی میں ڈال کر اس پر بقدر مناسب عرق گلاب و سردی ڈال کر نلغہ بنا کر

سوگھنا چاہئے اور کھت دست و کھت پامیں قلعیات کھیرا یا کھڑی یا کھ و دراز کی مالش کی جائے۔
 یا پاشویہ آب گرم سے کیا جائے یا شاخیں کھجوائی جائیں اور بازو و پنڈلیاں خوب کس کر باندھی
 جاویں اور عطر حس و عطر گلاب و عطر کیوڑہ وغیرہ سوگھلایا جاوے۔ بالجلد تدریات مذکورہ میں
 سے جو ممکن ہو فوراً عمل میں لائی جائیں یا سب کے سب تدریجاً مذکورہ کی جائیں علاوہ ان کے اور
 بہت سی تدریجات افادہ طیبہ علاج کی رائے سے بحسب حالات مستخرج ہو سکتی ہیں اجزاء
 لطیف شراب سے اور کراغلا سے بدن (بدن کے اوپر کے حصہ میں) میں پہنچتے ہیں کہ
 جو باعث سرد و نشاط ہوتے ہیں اور کثیف اجزاء معدے میں غیر منہضم باقی رہ جاتے ہیں
 جب کہ معدہ اپنے عصبان (قصور) سے اوس کے ہضم کرنے میں قاصر ہوگا پس ایسی حالت
 میں اون اجزاء کثیفہ سے جو بخارات کثیفہ اوٹھیں گے اور دماغ و دل کی جانب صعود
 کریں گے تو ضرور ہے کہ اُس سے گرانی تمام اعضا و دردمر و عشیان وقتے و در دعام بدن
 وغیرہم آثار پیدا ہوں گے اور اسی حالت کو کہ جو بعد نشہ و سردی کے پیدا ہوتے ہی خمار
 سے تعبیر کرتے ہیں۔ چونکہ شراب کے اجزاء کثیفہ سے بخارات اوٹھ کر دل میں پہنچتے
 ہیں انہماں سے بذریعہ شراہین تمام بدن میں منتشر ہوتے ہیں اور عام جسم میں سرایت
 کرتے ہیں لہذا حالت خمار میں یہ امر باعث درد و گرانی عام بدن میں ہوتا ہے اور کچھ
 دماغ کے ایذا پانے سے عام بدن کے اعصاب میں استرخاء (ٹھیلان) ہو جاتا
 ہے جس کی وجہ عمل اعضاء اعصاب سے بآسانی نہیں ہوتا ہے پس یہ دونوں سبب گرانی
 اور درد عام بدن کے ہو سکتے ہیں۔ اس کا عمدہ علاج یہ ہے کہ جب ایسی کیفیات محسوس
 ہوں تو آب نیم گرم میں کھجبین سرکہ شامل کر کے ایک بار یا دو بار قے کر اویں اور اگر
 قے سے اعراض خمار کا زوال نہ ہو تو یقین کرنا چاہئے کہ اجزاء غیر منہضم سے عمدہ
 طور سے عمدہ پاک نہیں ہوا ہے اور قوتہ دفعہ کا عمل اجزاء سے باقی ماندہ شراب پر اچھی
 طور سے نہیں ہو سکتا ہے پس ایسی حالت میں اوس کو کسی قدر غذا کھلائی جائے تاکہ
 اجزاء شراب غذا میں مخلوط ہو کر قے میں نکل آئیں کہ جو بخوڑے عرصے کے بعد زانی
 جائے۔ بعد قے معدہ کو قوت دی جائے تاکہ فضلہ شراب اور حرکات قے سے اس کو آسانی
 ہو اور تقویت حاصل ہو مثلاً قے کے بعد شربت لیونٹشس یا شربت عودہ یا رب ائبہ یا رب
 ہی یا رب امرود یا جو رسا یا ربہ وغیرہم کھلانا مناسب ہے۔

اور اگر کیفیت خماری سے دوسر کی شکایت ہو تو اس کے لئے تداویر مناسبہ عمل میں لانا چاہئے مثلاً پاشویہ آب گرم سے دو گر تدریسات کہ جو بے ہوشی سے افاقہ میں لانے کی بیان کی گئی۔

تفہیم دہم

حقہ و چرٹ و سگار کے استعمال کے آفات ح و دلائل بسیطہ

چونکہ حقہ و چرٹ و سگار کی نسبت عرف عام میں بولا جاتا ہے کہ حقہ یا چرٹ یا سگار پیایا گیا جس طرح سے کہ پانی کو کما جاتا ہے کہ وہ پیایا گیا لہذا اس کی بحث کو ہم پانی کے احکام کے ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

حقہ و چرٹ و سگار کی تقریباً ایک ہی اصلیت ہے یعنی بزریر آگ ہر ایک کی ان میں سے اجزائے تماکو منفصل (جدا) ہوتے ہیں۔ پس جس طرح سے کہ تماکو کھانے کے نقصانات بیان ہوئے ہیں کہ جو فی الواقع قیاساً تجربتہ ان کا وقوع میں آنا ہر انسان کے اعضاء پر یقینی ہے اس سے سہ شے زائد (کچھ زیادتی کے ساتھ) حقہ و چرٹ و سگار سے تباہی اعضاء نفیہ بدن انسان کی یقینی ہے۔ قبل اس کے کہ نقصانات کی تشریح کی جائے ایک مقدمہ کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس سے مابعد کے مضامین بہت عمدہ طور سے ہر شخص کے ذہن نشین ہو جائیں گے۔

مقدمہ

بزمین اظہار آفات مذکورہ ایک مقدمہ بطور تمہید

واضح ہو کہ قلب ہر حیوان و انسان کا باطن اور نیز بالضرورت ہمیشہ اس بات کا مشتاق رہتا ہے کہ اس کو عمدہ و صاف دُخنگ ہوا پہنچتی رہے تاکہ وہ خود بھی راحت پائے اور جملہ اعضاء بدنی کی حرارت کو بھی اُس ہوائے حاصلہ کے ذریعے سے ٹھنڈک پہنچائے جب یہ ہوا دل اور اعضاء کو ٹھنڈک پہنچانے کے خود گرم ہو جاتی تب یہ ہوا سے گرم باہر واپس آتی ہے بالجملہ مادام الحیات (جب تک زندگی ہے) یہی سلسلہ آمد و شد ہوا کا قائم رہتا ہے۔ چنانچہ حکیم مطلق نے بہ کمال دانا ئی قلب کے لئے دو اسفنجی پردے اسی غرض سے عنایت کئے ہیں تاکہ ہوا

اول ان دونوں سراپردوں میں نافذ ہو کر اپنی کٹافتوں سے پاک و صاف ہو کر قلب کو پہنچے۔ اور قلب بہ توسط شریانیں اور اعضاء کو پہنچائے ان دو اسفنجی پردوں سے مراد ہماری دونوں پھیپڑے ہیں۔ پس اس تقریر سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ قلب اور اعضاء بدن بدریہ قلب بخرن ترویج (ٹھنڈک پہنچانے) حرارت بدن کے بہت صاف اور لطیف اور سرد ہوا کے جذب کے شائق ہیں۔ اور دماغ بھی بالطبع ہوا سے غیر صاف و بدبو سے متنفر اور خوشبو سے لذت یاب ہوتا ہے۔ پس اب قیاس کر لو کہ تما کو بکجج الوجہ اپنی ماہیت میں قلب اور دماغ کے منافی ہے یا نہیں۔

ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ جن اعضاء کی حیات اور تفریح ہوا سے صاف و سرد اور خشک سے ہوتی ہو ان اعضاء کو پہنچنے (دخان دھواں) اور دخان بھی کیسا تما کو کا دخان کہ جو حقہ و چرٹ و سگار کے پینے کے وقت علی سبیل التناقب (آگے پیچھے) دماغ و ریوہ قلب و معدہ وغیرہ پر گزرتا چلا جاتا ہے اور قلب سے بذریعہ شریانیں تمام بدن اور دماغ سے تمام اعصاب بدن اس سے متاثر ہوتے چلے آئے ہیں پس نسیم بار و صاف اور دخان تما کو کی ماہیت کا مقابلہ کر لو کہ تما کو کا دھواں کس قدر مخالف نسیم بار و مصفے کے ہے پس جو صحت اور استراحت نسیم بار و مصفے سے ہوگی بالیقین تما کو کا دھواں اوس کے خلاف کوشش کرے گا اور جو نافع ہوا سے سرد و لطیف سے حاصل ہوتے ہیں اون کو سلب کرے گا۔

نقصانات مذکورہ جو بطور اصل کلی بیان کئے گئے ہیں عاقل کو تو کفایت کرتے ہیں مگر نا فہموں کے لئے ان کے نقصان کی توضیح مزید کی جاتی ہے تاکہ اوس کے معذات میں کسی کے لئے کوئی خفا اور پریشیدگی باقی نہ رہے۔

پس خیال کرو کہ جو ہر تما کو بالخاصہ و الکلیفۃ قلب و دماغ و معدہ کو مضربے اُس کے اعضاء مذکورہ کے اضرار (نقصان رسانی) کی بدیہی دلیل یہ ہے کہ اگر تما کو کے اجزا ہوا کے ذریعہ سے دماغ میں پہنچتے ہیں تو پے در پے پھینکیں آنے لگتی ہیں اور ناک و آنکھ سے اور دماغ سے پانی آنے لگتا ہے۔ اور اگر معدے میں اجزا سے تما کو پہنچتے ہیں تو غشیان اور تے و ہچکلی وغیرہ یورش کرتی ہے اور قلب بھی معمولی حرکت سے زیادہ سرتع الحرت ہو جاتا ہے بلکہ قلب ردل (میں ایک اختلاجی حرکت پیدا ہوتی ہے خاصہ

حالات مذکورہ اعضاء مذکورہ میں اُس وقت تو ضروری پیدا ہونگے جب کہ ایسا شخص تاکو کھانے پینے کا یا سونگھنے کا معتاد (خوگرتہ) نہو پس مدہ و دماغ و قلب میں ایسے حالات کا پیدا ہونا اور حرکات غیر راویہ یعنی تپے و غشیان و ہچکی و تھپنیک و خفقانیت و اختلاج وغیرہ اعضاء مذکورہ سے سرد ہونا ایک شے موزی کے دفع کی غرض سے ہوتا ہے۔ اور یہاں شے موزی وہی تھا کہ کے اجزا ہیں کہ جو خون کے اجزا ہیں۔ یہ مضر نہیں بتا کہ کی اولاً اولاً محسوس ہوتی ہیں مگر جب چند روز متواتر تھق و چرٹ یا سگار کے پینے سے یہ مظلوم اعضاء نقصانات کی برداشت کرتے کرتے مجبور ہو جاتے ہیں اور ادن کا احساس (حس کرنا) ضعیف ہو جاتا ہے تب اُن میں اس قدر شور و شب تو موقوف ہو جاتا ہے مگر اُس سے زیادہ خوف ناک خطرات بتدریج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ دماغ پر تاکو کے دھوئیں کا عام اثر یہ ہے کہ اوس کی نظارت (ترتازگی) میں نقصان واقع ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے تمام افعال دماغ مشوش (پراگندہ) ہو جاتے ہیں۔

نقصان

خصوصاً قوت حافظہ کے فعل پر سخت برہمی اور تشوش پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قوت حافظہ کو حفظ صور محسوسہ (جو صورتیں جو اس ظاہرہ سے محسوس ہوتی ہیں) اور معانی جزئیہ کی عمدہ طور سے ترتیب کی قدرت نہیں رہے گی اس لئے بہت سے دنیوی معاملات میں اور اکثر عملی مباحث میں بہت رہ جاتا ہے اور زکام ٹھانا ہے علیٰ ہذا القیاس حس مشترک خیال متصرفہ۔ وہم۔ کی پراگندگی سے معنومات جزئیہ کی ترتیب بھی ٹھیک طور سے دماغ میں نہیں ہو سکتی ہے کہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود ذمات و ذکاوت طبعی کے اکثر علوم و دقیقہ مثل منطق و ریاضی وغیرہ کے معنومات پر فہم کی قدرت تارہ حاصل نہیں ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ باتباع دماغ یا مستقل طور سے خاص بصارت کو بھی بہت سا نقصان پہنچے اس لئے کہ تاکو کا دماغ آنکھوں کی رطوبات اور اوس کے طبقات میں جفاف و خشکی پیدا کر سکتا ہے اور نیز روح باصرہ (دیکھنے کی قوت) کی نورانیت میں بھی ظلمت پیدا کرنے کے مواد اس میں موجود ہیں چنانچہ چند مواقع پر یہ قیاس بہت صحیح پایا گیا۔

تاکو کے دماغ کا اثر بدقاب پڑھی بہت جلد پیدا ہوتا ہے قلب کے جوہر کی شادابی میں کمی آجاتی ہے اس لئے کہ جو عضو باطبع بھی نسیم بار و لطیف کا طالب ہو اور اعضاء کو

بھی ایسی سیم کے پھونچنے کا نقل و ذمہ دار ہوا اس کو اور اس کے اتباع اور لواحق کو ایسا دُخان پہنچے کہ جو بیخ جہات اس سیم کے اوصاف ذاتی کے مخالف ہو تو فرمائیے کہ اس کے لئے تیسرتیہ ہے کہ نہیں۔ بالکل دُخان (دھواں) تمباکو کا حرارت قلبی اور عام بدن اور نیز رطوبات بدنی اور نیز ان رطوبات کے لئے کہ جو شل شبنم بدن میں موجود رہتی ہیں۔ وہ کام کر سہے گا کہ جب اس موسم (لوہ) پھول وغیرہ درختوں کے لئے سامان تباہی و بربادی مہیا کرتی ہے۔

معدہ بھی اس کے روح فرسا مجھوں کوں سے سخت اذیت اٹھاتا ہے۔ اگر انسان میں تھوڑا سا بھی اور اکہ ہو تو وہ تیز کر سکتا ہے کہ اشتہائے طعام کی حالت میں اگر حقہ یا چرٹ و سگار پیا جائے تو ضرور ہے کہ مقدار سے کم کھایا جائیگا۔ بہ نسبت اس صورت کے کہ قبل غذا ایک دو گھنٹہ تمباکو نہ پیا گیا ہوتا اس لئے کہ تمباکو کا دُخان فوراً معدہ میں سخت یعنی گرمی پیدا کرتا ہے اور گرمی بھوک کو زایل یا کم کر دیتی ہے۔ حقہ پینے کے بعد اکثر پیاس معلوم ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ حرارت تمباکو کے حصوں میں اثر کرتی ہے اور اس کی رطوبات کو تحلیل کرتی ہے خصوصاً خلوسے معدہ میں اور بعد از افطار یعنی روزہ کے افطار کے بعد قبل غذا حقہ یا چرٹ و سگار نہایت مضرت رساں ہے اس لئے کہ ایسی حالت میں اول تو خلا کے اندر حرارت موجود رہتی ہے۔ دوم خلدائے بدن کی وجہ سے تمام تمباکو کا دُخان عام بدن میں فی الفور سرایت کر جاتا ہے اور رطوبات کو کہ جو شل شبنم بدن میں پھیلے ہوئے ہیں نقصان دینا ہوا چلا جاتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حقہ و چرٹ و سگار ان لوگوں کو جلد اور زیادہ نقصان رساں ہے کہ جن کے دماغ و دل و معدہ کا مزاج گرم و خشک ہے۔ باقی اور مزاج راسے بھی اس سے مضرت اٹھاتے ہیں مگر گری تندر تاخیر سے یا کم نقصان پاتے ہیں۔

عوام بہ ایم سیرت نقصانات نہ کر رہا کو کبھی ایک شان یا تو ہم پر محمول کرتے ہیں۔ سوان کے لئے جواب ان تقریرات سے نکل آئیگا کہ جو نقصان شراب کے اعتراض کے سے میں بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے ایک تمثیل دی جاتی ہے کہ جس سے شاید ایسے اشخاص کا مشہور نہ ہو جائے۔ فرض کرو کہ آج کا درخت بار آور ہوا مگر اس موسم کی ہوا میں معمولی حرارت سے زیادہ حرارت ہے۔ تو یہ گرم ہوا اس کو لوہ کہتے ہیں اس درخت کے پھلوں کو ضرور نقصان پہنچائے گی۔ بعض ثمر درختوں میں بہت نقصان مشاہدہ ہوگا یعنی خشک ہو جائیں گے اور بعض میں کم نقصان ظاہر ہوگا۔ مثلاً واندا ہو جائیں گے۔ بعض ظاہر اگر تندرست معلوم ہونے کے گریاطن ان کا بھی نقصان سے غالی نہ ہوگا۔ کیا سننے تو ام و ذائقہ میں ضرور فرق آجائیگا۔ اور تھوڑی مدت میں پختہ ہو کر غیر طبعی حالت سے پختہ ہو کر درختوں گری جایش گے۔ پس تمثیل نہ اس بدن کو ایک شجر خیال کرو۔ اور اس کے اندر وہی اعضا کو درخت کا ثمرہ خیال کرو۔

لوہ کا جھونکا حقدہ دسگار چرٹ کا وہاں تجھو جس طرح سے بحرب شدت و ضعف ثمرہ متضرر نقصان یاب ہوتا ہے۔
ایسا ہی اس و خان سے اندرونی اعضاء متم زدہ ہوتے ہیں جیسا کہ ٹردوں میں نقصان کی شکلیں مختلف ہیں اسی طرح
اعضاء کا نقصان بھی مختلف قابلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی جن اعضا میں جس قسم اور جس مقدار نقصان قبول کر نیکی
استعداد موجود ہوتی ہے ان کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ لہذا نیش ان نقصانات کی علت کو حقدہ نوشی سمجھیں یا نہ سمجھیں
اکثر لوگ حقدہ و چرٹ و سگار کو ایک سمونی اور رواجی شے خیال کرتے ہیں اور ان کا نقصان پہنچانا ان کے دہم و گمان
میں بھی نہیں آتا ہے۔ پس ایسے اشخاص کو ہمارے اس داستان سمرانی سے عبرت اور خوف پکڑنا چاہئے۔

ہمارے ملک میں اکثر لوگ بنظر پیار و محبت چھوٹے چھوٹے بچوں کو حقدہ و چرٹ و سگار پینے سے ممانعت
نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی ولداری اور دلجوئی کی وجہ سے ان کے لئے جملہ سامان مذکورہ مہیا کر دیتے
ہیں سو ان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ بچوں کے لئے حقدہ۔ چرٹ و سگار وغیرہ تمباکو کے مواد ایک قہر اور
غضب ہے۔ ان کی قوت نامیہ کا فعل اس بلائے بے دربان کے فعل سے ضعیف ہو جاتا ہے۔ لہذا
ذہن و حافظہ و قوت مفکرہ میں ایک احتمال عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے قلب کی استقامت اور
ثبات اور عزم بالجزم میں بالآخر نقصان آ جاتا ہے۔ چونکہ ان اطفال کے بزرگوار بھی بیشتر حقدہ نوش ہوتے ہیں
لہذا حقدہ نوشی کی وجہ سے ان کی قوت مدد کہ ضعیف ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اپنے بچوں کو حقدہ نوشی کی
اہانت کے خطرہ میں ڈال دیتے ہیں پس اپنا بٹے جنس سے عموماً اور اپنے اہل ملک سے خصوصاً اتنا س ہے کہ وہ
اپنے آپ کو اور نیز اولاد کو شراب و تمباکو و دیگر نیشات سے محفوظ رکھیں۔ عند الفحص درتہ ان چیزوں کے استعمال کو
کسی شے دلیق و خفا ترس ملاحظہ کی رائے پر موقوف رکھیں۔ وگرنہ اس شیشے کی پری (شراب) اور کالے دیو (تمباکو) سے یہاں

منشیات عامہ

ہر نشہ والی چیز طبیعت کی ضد اور زندگی کے خلاف ہے	عموماً جملایشائے منشیہ طبیعت کی ضد ہیں لہذا ان کے سرور اور نشا ط پر مغتوں اور دلدادہ نہ ہو۔ ان کا ہر نگارہ نشا ط ایک غیر طبعی حالت نشا ط ہے اور جو غیر طبعی حالت
ہوگی۔ طبیعت اس سے غایت درجہ مغلوب اور مقہور ہوگی۔ بعض طبائع اور مزاج انسانی میں اگر کسی وجہ اتفاقی سے عارضی یا دائمی نفع ایشیا۔ یہ مذکورہ سے دیکھا گیا ہے تو اس کا نفع خاص اس کی حالت تک محدود رہتا ہے ایسے ایک یا چند اشخاص کی حالت پر تمام اشخاص کے لئے نفع کا قیاس ایک قیاس مع الفارق و بے جا قیاس پانی اور اس کے تعلقات کے بارے میں جس قدر بحث کی ضرورت تھی اس کو ختم کر کے اب اللہ کے فضل کے اعتماد پر سونے و بدل گئے کی حالت کو اور اس کے قوانین و احکام کو مفصلاً بیان کرتا ہوں۔	

سونے اور جاگنے کے احکام

طبعی نیند کی حقیقت نفس الامریہ نیند طبعی اس حالت انسانی کا نام ہے کہ جس کی وجہ سے نفس ناطقہ جو اس سے خدمات لینا طبعی طور پر ترک کر دے پس اس تعریف سے نیند غیر طبعی کی بھی تعریف معلوم ہو گئی یعنی غیر طبعی نیند وہ حالت انسانی ہے کہ نفس ناطقہ جو کسی غیر طبعی حالت کے جو اس سے خدمات لینا ترک کر دے۔

چونکہ مقصود اصلی اس مجبور کی ترتیب سے عام لوگوں کی نفع رسانی ہے لہذا مباحثہ دقیقہ مثلاً حقیقت نفس ناطقہ و کیفیت ادراک جو اس ظاہرہ و باطنہ کی توضیح کی یہاں ضرورت نہیں ہے اور جن امور کا بیان ضروری ہے اس کی عمدہ طور سے تفصیل ہوگی۔

طبعی نیند کی ضروریات
پراکھ مفضل اور پرستے
تقریر

یہ بات تو ظاہر ہے کہ حرکات بدنی سے کہ جو امر معیشت اور جذب نفع و دفع ضرر کے لئے ضروری ہے کوئی انسان خالی نہیں ہے۔ فرق اس قدر ہے کہ بعض لوگ مفلوک الحال مزدوری پیشہ یا ارباب ریاضت و صنعت کو مثلاً بڑھئی دلہا و جمائی و پہلوان و چابک سوار وغیرہ یا بعض اہل خدمات مثلاً جو اشخاص کہ ملازمت فوجی پر مامور ہیں اور ان کو بموجب قوانین فوجی روزمرہ قواعد جنگی کے مشق کرنا پڑتی ہے۔ یا چھٹی رمان کہ جو خطوط کے تقسیم پر مامور ہے یا آئین ڈرائیور ریل گاڑی کا چلانے والا کو سخت حرکات برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بخلاف ان لوگوں کے جو بوجہ تنعم و تمول یا کسی اور وجہ سے امر معاش وغیرہ سے فارغ ہیں کہ ان کو حرکات قویہ کا اتفاق تو نہیں ہوتا ہے۔ مگر حرکات بوجہ ماد کسی وجہ کے سے وہ بھی خالی نہیں ہے۔ بالکل جس قدر حرکات قوی اور سخت ہونگی۔ اسی قدر عام بدن میں حرارت کا اشتعال ہوگا اور حرارت کے اشتعال سے روح کے بیرونی جانب حرکات ہوتی رہیں گی اس وجہ سے روح اور رطوبات بدنی کو صدمہ پہنچتا رہے گا پس بدیں غرض حکیم مطلق نے انسان پر حالت نیند مسلط کر دی ہے تاکہ حرکات بدنی و نفسانی ایک مدت عینہ تک معطل رہیں تاکہ اس عرصے میں طبیعت بوجہ سکون روح و قواے نفسانی غذا سے تدارک ان فنا شدہ ارواح و رطوبات کا کرے کہ جو عالم پیداری میں روح و رطوبت بدنی کو حرکات کے قہر سے حاصل ہوا ہے۔

دیکھو مزدور و ارباب ریاضت شاعر (سخت دشوار) میں چونکہ تحلیل روح و رطوبت بدن کی

زیادہ ہوتی ہے لہذا طبیعت ان کے لئے بجز تکمیل روح و رطوبات خواب گراں اور طویل ان پر مسلط کرتی ہے۔ کیا سنے وہ لوگ اپنے کام سے فارغ ہو کر اور کھانے کھانے کے ایسے بے خبر سوتے ہیں کہ جیسے ان کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ بخلاف آرام طلب اور امراء کے کہ آٹھ رات کا اکثر حصہ اختر شماری میں ان کی آنکھوں میں گزرتا ہے اور نیند لانے کے لئے طرح طرح کی حیلہ سازی مثل قصہ خوانی و نغمات و لہراء کا جھگڑا کیا جاتا ہے۔ اور اگر ایسے امراء اور آسائش پسند لوگوں کو نیند کا غلبہ ہو گا تو میرے نزدیک ان کی نیند طبعی نہیں ہوگی بلکہ ان کو یہ نیند غیر طبعی ہوگی جس کی ماہیت آگے چل کر معلوم ہوگی اور جس کو ہم بہت تشریح کے ساتھ بیان کریں گے۔

نیند طبعی پیدا ہو جانے کے اسباب کی شرح

چونکہ حسب تقریر یا سبق طبعی نیند طبیعت کی نزدیک نہایت درجہ اہم اور ضروری ہے لہذا عند الضرورت طبیعت بعض رطوبات لائقہ سے معتدل بخارات اڑاتی ہے اور یہ بخارات سبائی رگوں میں ہو کر دماغ میں پہنچتے ہیں اور دماغ میں پہنچ کر بخاری حالت بدل کر بہت لطیف صورت رطوبت کی پیدا کر لیتے ہیں پس یہ رطوبت حاصلہ فی الدماغ اعصاب بدن کو ڈھیلا اور ان کے منافذ میں تنگی کا باعث ہوتی ہے اور روح نفسانی میں نے الجملہ غلطت بھی پیدا کر دیتی ہے بدیں وجود روح نفسانی کا نفوذ اور سیر اعصاب میں نہیں ہو سکتا ہے اور دماغ ہی میں اس کو سکون رہتا ہے چونکہ اس قوی کی روح محرک ہے لہذا اس اور قونے بھی دفعہ سکونی حالت میں آجاتے ہیں اور حرکات میں اور جو اس کے ادراک میں سکوت ہو جاتا ہے۔ مگر نے الجملہ قوت محرکہ کا فعل چلتا رہتا ہے تاکہ تنفس و تمدد و تہنم وغیرہ کا کام جو بقائے حیات کے لئے ضروری ہے چلتا رہے۔

عجیب لطیفہ

طبیعت کے اقتضا کو جانچ کر

بام حکیم مطلق بدن کے کارخانہ کا انتظام تمام تر طبیعت کے اہتمام پر چلتا ہے پس یہ تمام خواہشات انسانی اور حرکت و سکون خواب و بیداری طلب و تقاضا دفع و قرار وغیرہ یا تو طبیعت کا اقتضا و تحریک ہے یا اور اسباب غیر طبعی ان امور کے محرک ہیں۔ پس اگر طبیعت کی تحریک سے امور مذکورہ کی تکمیل ہوگی۔ تو

انسان کی تندرستی کا عمدہ وسیلہ ہوگا اور اگر غیر طبعی اسباب ان امور کے محرک ہونگے۔ تو ان کی تعمیل مضر صحت یا غیر مفید صحت ہوگی۔ طبعی اور غیر طبعی طلب و تقاضا میں امتیاز کرنا معمولی آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ طبیعت کے اقتضا کے دریافت کے لئے غایت درجہ کی فہم و فراست چاہئے۔ اگر کسی معالج کو امر علاج میں اللہ تعالیٰ ایسی بصیرت عطا فرماتا ہے تو اس سے علاج کے بارے میں ایسے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں کہ عوام تو عرقی عادت یا کرامت خیال کرتے ہیں مگر معمولی طبیب بھی ان کے حاجات میں نہایت مستحضر ہو جاتے ہیں جب کہ وہ معالجہ طبیعت کے اقتضا کا پہچاننے والے معالج سے ظہور میں آتا ہے ایسا معالج پھر نہ قال الشیخ رشیح نے کہا) کا پابند ہوگا اور نہ قال القرشی کا (قرشی نے کہا) اور نہ مقرر کل معالج یعالج بالصد کا (ہر ایک علاج کرنے والا صد کے ساتھ علاج کرتا ہے) وغیرہ امر علاج میں طبیعت کے تقاضے کا دیکھنا ایک امر مہتمم بالشان ہے۔

نیند غیر طبعی کن کن وجوہ سے پیدا ہوتی ہے	طبعی نیند تو طبیعت کی تدبیر سے پیدا ہوتی ہے مگر غیر طبعی نیند طبیعت کی عجوبہ سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ طبعی نیند کی حالت پیدا ہونے کے وجوہات بالترتیب بیان کئے ہیں اس بیان کو اس تقریر مفصلہ ذیل سے ملا کر پڑھنا چاہئے۔
--	---

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دماغ پر بردت (سردی) اصلی حالت سے زیادہ غالب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے روح نفسانی کی اصلی رفتار سست ہو جائے گی چونکہ اس روح کا مستقر (قرار گاہ) دماغ ہی ہے لہذا سست رفتار ہونے کی صورت میں اپنے مقام یعنی دماغ سے اعضاء کے جانب سیر کرنے اور روانہ ہونے میں اس کو بہت ہی کسل عارض ہوگا پس نئے الامکان اس کو اپنے قیام گاہ سے یعنی دماغ سے باہر جانا گوارا ہوگا۔ جس طرح سے سست رفتار گھوڑا دشواری سے قطع سفر اور سستی سے منزلوں کو طے کرتا ہے اسی طرح سے یہاں بھی خیال کرو۔ سردی کی وجہ سے روح کی رفتار کا ضعیف ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے اس لئے کہ سردی طبعاً جامد و مخلد (جمادے والی) و غلیظ کرنے والی) ہے پس روح میں کہ جو خون کا لطیف بخار ہے کثافت کا آ جانا ضرور ہے۔

گاہے بوجہ استعمال ادویہ شدیدۃ البرودت (زہایت سرد) یا ادویہ مخدرہ (سست کرنے والی) مثلاً صنگ و ایون و دھتورہ وغیرہ بھی بوجہ مذکورہ بالا غیر طبعی نیند پیدا

ہوتی ہے۔ اس طرح سے مجملہ اسباب نیند غیر طبعی دماغ پر رطوبت کا غالب ہونا بھی ایک سبب غیر طبعی نیند کا ہو جاتا ہے کیا معنی جس طرح سے سردی روح کو سست رفتار کر دیتی ہے۔ اسی طرح سے رطوبت بھی جو ہر روح کو مکر اور بلیہ کر دیتی ہے بایں ہمہ اعصاب کے جوہر میں رخاوت (ڈھیلا پن) پیدا ہو جاتی ہے پس ایسی حالت میں روح کو کہ جو قوت کی محرک ہے بدن کے کوپچوں میں گشت کرنا سخت دشوار ہو جائے گا۔ اس وقت کی وجہ سے روح اور قوت کو اپنے گد ام یعنی دماغ میں ہی ٹھکانا پسند ہو گا اور روح نفسانی کا دماغ میں قیام کرنا یہی نیند ہے۔

گاہے بوجہ صعود بخارات اعضا سے تحت الدماغ (جو اعضاء دماغ کے نیچے ہیں) سے بھی نیند غیر طبعی پیدا ہوتی ہے۔ اعضاء مذکورہ میں جب کہ بعض مواد ناقص جمع ہوتے ہیں تب طبیعت بقصد تخلیل حرارت کو متوجہ کرتی ہے بدین وجہ اس مادہ سے اجزائے لطیف بخاری صورت حاصل کر کے صعود کریں گے اور دماغ میں پہنچ کر لطیف رطوبت بن کر بطریق مصرعہ صدر غیر طبعی نیند پیدا کریں گے چنانچہ اسی طور سے نیند غیر طبعی اس صورت میں پیدا ہوگی۔

ایک طور کی غیر طبعی نیند اور بھی کثیرا لوقوع ہے اس غیر طبعی نیند کے سبب میں اکثر ناہم اطباء دھوکا کھا کر مریض کو ہلاک کرتے ہیں۔ اس نیند غیر طبعی کی صورت یہ ہے کہ اکثر اوقات بوجہ ضعف دل و دماغ یا بوجہ افراط رنج و غم و وزن و تاسف یا بوجہ امراض طویل المدۃ یا بوجہ نقصان یا حرارت قلب و دماغ روح نفسانی حیوانی ضعیف ہو جاتی ہے کیا معنی روح مذکور اپنے متانت طبعی سے بہت ہی ضعیف بخار کے مثل ہو جاتی ہے پس ایسی حالت میں ارواح مذکورہ کا جوہر مستعمل انبساط (بھیلاؤ) کافی نہ ہو گا اندر میں صورت ارواح مذکورہ اعضاء کی جانب روانگی میں بطنی السیر درست رفتار ہونگے لہذا ایسے آدمیوں کی بیداری بھی نیم خواب ہوگی۔ ممکن ہے کہ ان میں مشی و خرام (چلنے پھرنے) کی قوت بھی اچھی طرح سے ہو مگر جب ان کو حرکات سے سکون ہوگا تو ان کی روح بوجہ قلیل الانبساط ہونے کے پھر اپنے مقام پر عود کرے گی کیا معنی نیند آجائے گی۔

اکثر اطباء اس نیند غیر طبعی کا سبب اجزہ افراط و مواد مختلف حاصلہ فی الدماغ

یا عام بدن خیال کرتے ہیں اور بذریعہ استفراغ یعنی بذریعہ سہلات یا قے یا قفسہ جس بیچارے پر عیش برپا کرتے ہیں۔ فخلیم ایہا المعالجون فیہ ذی مثل ہذا الامر بالاستقراء۔ یعنی اسے طبیعو۔ اس حالت میں اور مثل میں ان حالات کے علاج کے بارے میں تماش اور جستجو سے سبب مرض کی تماش کا طریقہ اختیار کرو۔ ارباب صناعات شدیدہ رسخت کام کے کاریگر یا مزدوروں کو جو گہری نیند آتی ہے وہ بھی ایک شاخ نیند غیر طبعی کی ہے۔ کیا سنے دن بھر کی مشقت اور حرکات سے ان کی بوج تحلیل ہوتی ہے شام کو جب کھانا کھا کے پڑتے ہیں تو فوراً ان کے ارواح اپنے بڈے کی جانب یعنی دماغ میں مجتمع ہو جاتے ہیں اور سکونی حالت کی وجہ سے طبیعت بدل مایحلل یعنی فنا شدہ رطوبات کی تلافی میں اہتمام کرتی ہے۔

علاوہ اقسام نیند غیر طبعی کہ جو بطور نمونہ کے بیان کی گئیں اور بہت سے اقسام خواب غیر طبعی کے ہیں کہ جو بالاستقراء (تماش) دریافت ہو سکتے ہیں ذی فہم کے لئے یہ تھوڑے کافی ہیں۔

تنبیہ

جس روح سے طیب بحث کرتے ہیں اس روح کی ماہیت کا بیان

اس کتاب میں عموماً اور نیند کے بحث میں خصوصاً جا بجا لفظ روح یا ارواح کا آیا ہے سو اس سے مراد وہ روح نہیں ہے کہ جس سے علماء متکلمین بحث کرتے ہیں اور جس کے آثار و لطائف امکاناً عالم قدس تک پہنچ سکتے ہیں بلکہ بحث عند جس سے بحث کی جائے ہماری وہ روح ہے کہ جو لطیف اخلاط کے بخار سے وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی رہتی ہے اور حرکات جسمانیہ وغیرہ سے فنا ہوتی رہتی ہے۔ غرض کہ روح ماہیہ بحث (جس سے بحث ہو رہی ہے) کا مادہ غذا ہے۔ اور روح اول الذکر کا مبداء امر ربی ہے۔

باجملہ یہ تمام تشریحات نیند طبعی اور غیر طبعی کی جو بیاں کی گئی ہیں تھوڑے عجز و فکر کے بعد اس کے خلاف حالت یعنی بیداری کی ماہیت بھی معلوم ہو جائے گی مگر تاہم بالاختصار بیداری کی ماہیت آئندہ تحریر ہوگی۔ اور یہ بات بھی مجملاً بیان کر دینے کے قابل ہے کہ کثرت حرکات و محنت شاقہ بالکل بیداری کے مشابہ ہے۔

نیند سے کیا آثار ظاہر ہوتے ہیں

قبل اس کے ثابت ہو چکا ہے کہ نیند کی حالت میں جملہ

جملہ قوتے وارواح اپنے آشیانوں میں ساکن و آرمیدہ ہو جاتے ہیں پس ارواح و قوتے کے سکون سے اور ان کے آرمیدہ ہونے سے یقیناً خون کی حرکت اے الخارج یعنی خون کی روانی خارج بدن کی جانب بھی کم ہو جائے گی پس حالت مصرحہ کا نتیجہ لازمی یہ ہے کہ حالت فیندہ میں ظاہر بدن سرد ہو جاتا ہے اور داخل بدن گرم ہو جائے گا۔ اور زمانہ قبیل خواب یعنی فیندہ کا باطن میں تری پیدا کرے گا۔ قبیل کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر زمانہ فیندہ کا بہت دراز ہوگا تو باطن میں سردی و خشکی کا اثر ظاہر ہوگا۔ اس لئے کہ زمانہ خواب دراز جب کہ ہضم غذا سے فارغ ہو جاتا ہے تب طوبات بدنی کو تحلیل کرنا شروع کرتا ہے لہذا حرارت بدن درود کی بھی تحلیل شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ جس قدر فیندہ طویل ہوگی اسی قدر حرارت و رطوبات کی تحلیل ہوتی رہے گی۔ اور حرارت و رطوبات اصلہ بدن کا تحلیل ہونا مستلزم خشکی اور جفاف بدن ہے۔ جس طرح سے کثرت حرکات اور مشقت شاقہ سے بدن میں خشکی اور لاغری پیدا ہوتی ہے۔

کون سی فیندہ صحت
ہے اور کون سی فیندہ مفید
صحت ہے

صحت بخش وہ فیندہ ہے کہ جو ایک گھنٹہ غذا کھانے کے بعد حاصل کی جائے اس عرصے میں غالباً غذا نم معدہ سے وسط معدہ میں اتر آئے گی اس کا مستقر مقام مذکور ہوگا جس کی وجہ سے معدہ کے

اجزاء معدہ طور سے غذا پر حاوی ہونگے اور ہضم میں آسانی ہوگی وگرنہ شاید بوجہ عدم شمول اجزاء سے معدہ ہضم کامل نہ ہوگا اور نفع وغیرہ آثار قصور ہضم ظاہر ہونگے اور معدہ میں ریح کے انتشار کی وجہ سے قلق ہوگا اور اجزہ غذا کی وجہ سے فیندہ میں تشویش ہوگی۔

علیٰ ہذہ القیاس باعتبار زمانہ کے بھی فیندہ معتدل المقدار ہونا چاہئے یعنی کم سے کم چھ گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ دس گھنٹہ۔ اس سے کم زیادہ مدت کی فیندہ غیر معتدل فیندہ ہے۔ بالجلد شرائط مذکورہ بالا کی فیندہ صحت بخش ہے کہ جو قوتہ کو اس کے افعال پر قادر کرتی ہے اور جو ہر روح میں انبساط (پھیلاؤ) پیدا کرتی ہے جس کے نتائج عاقل خود سمجھ سکتا ہے کہ تندرستی پر کیسی عمدہ اور خوشتر آثار پیدا کریں گے اور تو اسے بدنی کو ایک عجیب تقویت اور قلب کو عجیب انبساط ہوگا۔ بھوک اور خلوص معدہ کے وقت

نیند نہایت بدتر ہے۔ اس لئے کہ قبل اس کے ثابت ہو چکا ہے کہ اگر نیند کو ہضم غذا کا مثل نہ ملے گا تو ضرور ہے کہ حرارت و رطوبت و روح کی تحلیل پر اس کو متوجہ ہونا پڑے گا اور تحلیل رطوبات بدنی و روح و حرارت علت تامہ (پورا سبب) صنعت قوت و لاغری بدن کی ہے۔

علیٰ ہذہ القیاس دن کی نیند طویل المدت (زمانہ دراز) نہایت ہی مضر ہے خصوصاً دماغ کو نہایت ہی مضر ہے اور طرح طرح کے امراض و ماعنی مثل نزلہ و زکام و درد سر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ دن کی نورا نیت اور حرارت پر بالطبع ارواح و قوتے دماغ انسان کی فریضہ و شیداہیں اور اپنے اپنے مبادی (مقامات) سے اعضاء کی جانب سیر اور روانگی میں نہایت ہی سبک سیر اور شائق ہیں اور نیند میں اون کو خلاف شوق جانب باطن کے رجوع کرنا پڑتا ہے جس سے دن کو بھی اور دماغ کو بھی صدمہ پہنچتا ہے۔ بخلاف تاریکی کے کہ شب کی تاریکی میں بالطبع ارواح و قوتے اپنے مقام کا قیام پسند کرتے ہیں بدین وجہات کا وقت نیند کے لئے مناسب وقت ہے۔

گر اس قاعدے سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں کہ جو برسبیل عادت دن کے سونے کے عادی ہیں ایسے اشخاص کو ضرور ہے کہ بتدریج عادت کو ترک کریں و فقاً ترک عادت سے طبیعت کو نہایت ہی پریشانی ہوتی ہے اور جب طبیعت کو صدمہ پریشانی سے اضمحلال ہوگا تو اسکی تعمیر اور ترقف میں فرق آئے گا مگر رات کے نہ سونے کا معاوضہ دن کی نیند سے حاصل کرنا مضر صحت نہیں ہے بلکہ مفید ہے اس لئے ضرور معاوضہ حاصل کرنا چاہئے۔

کس وضع کی نیند بشرطیکہ کسی خاص وضع پر سونے کا سحت درج عادی نہ ہو یا کوئی اور امر مانع مفید صحت ہے

نہ تو غذا کھا کر داہنے پہلو پر بیٹے داہنے کروٹ پر آرام کرنا مناسب ہے مگر اس کروٹ پر سونا چاہئے۔ تخمیناً ایک گھنٹہ بعد بائیں کروٹ پر نیند حاصل کرنا چاہئے اور جب کہ غذا کمال طور سے ہضم ہو جائے تو پھر داہنے کروٹ پر رجوع ہونا چاہئے یعنی تخمیناً چار گھنٹہ بعد۔

سے الامکان مجدد اغت پائخانہ و پیشاب کے سونا چاہئے۔ اور پیٹ کے بل کی نیند نہایت ہی مضر ہے اس لئے اس وضع کی نیند سے احتراز چاہئے۔ علیٰ ہذہ القیاس پشت پر سونا جو چت لیٹنا کہتے ہیں سحت مضر ہے۔ اس لئے کہ اس سہیت کی نیند سے دماغ سے رطوبات طبعی اور غیر طبعی راستوں سے اعضاء پر گرنے شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے

امراض خوف ناک پیدا ہونے کا احتمال قوی ہوتا ہے چنانچہ بارہا ایسا مشاہدہ بھی ہوا ہے خصوصاً موسمِ گریم میں ایسی وضع پر سونا سخت مضر ہے۔

بڑھوں کو زیادہ نیند چوتھ بڑھاپے میں رطوبت و حرارتِ غریزی یعنی حرارت و رطوبتِ اصلی کم ہوتی جاتی ہے اور رطوبت اور حرارتِ غیرِ طبعی کی رفتار زیادہ تیز ہوتی جاتی ہے لہذا کثرتِ نیند بڑھوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔

ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر بوڑھے نیند کی کثرت کریں تو ان کی صحت و تندرستی کے لئے اس سے بہتر کوئی اور تدبیر نہیں ہے میرے اس خیال کی تائید جالیئوس کے قول سے بھی ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ انی الآن حریص یعنی النوم یعنی میں اب عالمِ پیری میں نیند پر حریص ہوں۔ بوڑھوں کو اپنی نیند بڑھانا ان تدبیرات سے کہ جن کو ہم اجمالی طور سے ابھی آگے چل کر بیان کریں گے امرِ حفظِ صحت کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔

صد سے زیادہ بیداری بیداری انسان کے لئے ایک طبعی حالت ہے کہ جس میں انسان و حیوان کے نقصانات آلات یعنی اوزارِ حس و حرکت کو بذریعہ روحِ نفسانی استعمال میں لائے۔ اس لئے کہ اجزاء اکثر حواسِ زندگی کا حرکات پر موقوف ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام حواس و قوائے نفسانیہ کا اشتیاق و مانع ہے اور قوائے مذکورہ کی حرکت روحِ نفسانی اور انکے اگلا نگاہِ عصاب کی سڑک پس جب کہ روحِ نفسانی اور قوائے نفسانی و مانع سے باہر نکل کے اعصاب کی سڑکوں پر ادھر ادھر اجزائے جسم میں جاری و ساری ہونگے تو ایسی حالت کو بیداری سے تعبیر کریں گے۔

چوتھ یہ امر معلوم ہو چکا ہے کہ قوائے نفسانیہ اور روحِ نفسانی حالتِ بیداری میں اپنے آرام گاہ سے باہر نکل کر بدن کے کوچوں میں اور اعصاب کی سڑکوں پر خزاں ہوتے ہیں اور یہ بھی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بیداری میں رطوباتِ بدنی اور حرارتِ غریزی کا تحلیل یعنی فنا ہونا ضروری ہے پس اگر صد سے زیادہ یہ عالم انسان اپنے اوپر قائم رہنے دے گا تو ضرور ہے کہ عام بدن میں لاغری کا ظہور بہت صاف طور سے ظاہر ہوگا اور دماغ کی انتظامی حالت میں برہمی ہوگی اور اگر حالتِ بیداری اگس پر بھی زیادہ ہوگی تو اور بھی بہت سی آفاتِ دماغی وغیرہ کا پیدا ہو جانا یقینی ہوگا۔ مثلاً مانیوٹیا و جزن و صراع و خفقان و ضعفِ بصارت بلکہ اگر کوئی استعداد موجود ہے تو عجب نہیں ہے کہ کثرتِ بیداری سے کسی قسم کی تپ شروع

ہو کر تپ و ق پر ختم ہو۔

میںد لانے کی تدبیروں کا بیان یہاں بظاہر ہمارے مقصود کے خلاف ہے اس لئے
تدبیرات کہ اس حصہ مجموعہ میں جہاں تک ہمارا بیان محدود ہے اور جہاں تک ہم کو بیان کرنا
مقصود ہے اس کی انتہا موجودہ صحت کے قائم رکھنے کی تدبیروں تک ہے اس حصہ میں یہ بیان کرنا
مقصود نہیں ہے کہ اگر صحت موجودہ زائل ہو جائے تو کون سی تدبیریں عمل میں لانا چاہئے الا یہ
آوردت بیرات چونکہ بوڑھوں کی صحت قائم رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا
گیا ہے اس لئے میںد آوردت بیرات کا بیان بے موقع نہیں ہے۔

میںد لانے کے بارے میں یونانی طبیب جو تدبیرات منورہ (میںد لانے والی) استعمال کراتے وہ اصولاً
یونانی طبیوں کا طریقہ عمل واضحاً و خارجاً ایسی دوا میں استعمال کراتے ہیں کہ جس سے وہ رطوبت
دماغ میں پیدا ہو یا ان سے اس رطوبت حاصلہ نے الدماغ کو مدد پہنچے کہ جو میںد کا باعث
ہوتی ہیں اور جن کی تشریح اوپر گزر چکی ہے اور اگر یہ تدبیریں کافی نہیں ہوتی ہیں اور
کوئی اضطرابی حالت تقاضا کر رہی ہے تب ادویہ مخدرہ خفیفہ و قویہ سے سبب حرارت تدریج
کام نکالتے ہیں مگر ادویہ مخدرہ کی اصلاح کا لحاظ ہر وقت پیش نظر ہوتا ہے چنانچہ سبب استمراء
جہاں تک میں میں اس وقت خیال کر رہا ہوں۔ طریقہ تنویم (میںد
لانے کا) یونانی طبیوں کے نزدیک طریقہ دماغ مفصلہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔
تنطیل دماغ۔ مناسب دواؤں کو پانی میں جوش دے کر اس پانی کو دماغ پر ٹریٹ کرنا۔
تشمیم۔ تریا خشک خواب آور دواؤں کا سونگھنا۔

ولک اطراف۔ ماتھے پیروں کی مالش پارچہ خشن (گھردرا) سے یا دواؤں سے۔

تبدیل ہوائے سکون۔ جس مکان میں مریض کی آرام گاہ ہے اس کی ہوائی تبدیلی کرنا۔

طلائے دماغ۔ دماغ پر رقیق چیزوں کی مالش مثلاً آب برگ کا سخی سبز یا آب کدو۔

تدبیریں۔ دماغ یا مقلد کار و عن مرطوب سے چرب کرنا۔

تعلیق۔ بعض چیزوں کا مریض کے گلے میں آویزاں کرنا کہ جو بالخاصہ خواب آور ہیں۔

سودا۔ تر چیزوں کا اوپر کے سانس کے ذریعہ سے دماغ میں چڑھانا۔

قطور۔ ناک یا کان میں تر رقیق چیز کا ٹپکانا۔

ترجم۔ ملائم آواز کے ذریعے سے بعض راگ گانا۔

تقصص - نرم آواز سے قصہ خوانی کرنا۔

تزییر - بعض بابے ملائم آواز کے بجلا۔

تفریق دماغ - سر کے گرد غیر وغیرہ سے حلقہ کر کے اشیاء رقیقہ منومہ پر کرنا۔

تہہین اطراف - بعض روغن منومہ (خواب آور) کی ماتھے کی ہتھیلیوں اور ٹکوں میں مالش کرنا۔
تنظیم مسکن - مریض کی خواب گاہ کو تار یک کرنا۔

تصفیہ اطراف - ماتھے پیروں پر بعض ادویہ منومہ سے لپ کرنا۔

ٹھنڈے - منومہ (خواب آور) دواؤں کو شیشی یا کسی اور ظرف میں رکھ کر اس میں عرق گلاب یا عرق
بید مشک یا عرق بید سادو یا عرق نیلوفر وغیرہ ڈال کر سو گھنٹا۔

تصویت - یعنی ایسی بعض آوازیں سنائی جائیں کہ جو خواب آور ہیں مثلاً بعض اشخاص چکی کی آواز
سے سو جاتے ہیں۔

حمامِ رطب - شیریں اور نیم گرم پانی سے غسل کرنا۔

آیزن - نیم گرم پانی سے جو شیریں ہو یا اس پانی میں مناسب دواؤں کو جوش دے کر کسی ظرف
وسیع میں پر کر کے اس میں جلوس کرنا مگر کھارے پانی میں آیزن بیداری کا باعث ہوگا۔

یہ جملہ تدبیریں خارجی جو بہ غرض نیند پیدا کرنے کے بیان کی گئی ہیں کچھ انہیں میں ان کا
حصہ نہیں ہے بلکہ طبیب وانا حسب وقت و حاجت اور بہت سی تدبیرات کرنے پر قادر ہو سکتا
ہے یا ایسی ہمہ ماکولات و مشروبات (کھانے پینے) اشیاء منومہ کو ہم نے ذکر نہیں کیا ہے اسلئے
کہ یہ موقع اوں کے ذکر کا نہیں ہے مگر عاقل و فہمیدہ ان تدبیرات منومہ مذکورہ سے بہت سے
امور کہ جو نیند لانے کے لئے اصولاً مفید ہونگے استخراج کر سکتا ہے۔

اس لئے کہ ادویہ و اغذیہ منومہ جو کھانے میں استعمال کرائی جاتی ہیں ان میں بھی بھی اصل
شہو ندر کھے جاتے ہیں کہ جو اوپر بیان کئے گئے یعنی ایسی ادویہ و اغذیہ استعمال کرائی جاتی
ہیں کہ جو مادہ تولید رطوبات مذکورہ ہوں یا مخدرہ ہوں یا بافنا حصہ خواب آور ہوں۔ تدبیرات خواب
مذکورہ کو میں بطور نمونہ پیش کر کے ظاہر کرتا ہوں کہ طبیب یونانی کے پاس بشرطیکہ وہ رموز و
غوامض فن طب سے پوری واقفیت رکھتا ہو اور ساتھ ہی اس کے انتقال ذہنی بھی آسکو
مائل ہو ہر امر صحت کے لئے بہت سی وسیع تدبیرات موجود ہیں۔

یونانی طبابت کا تشریحی نصاب کیوں ہوں۔ یونانی طبابت کا تشریح کی حالت میں آجانا بالکل کچھ اس

وجہ سے نہیں ہے کہ اولی الامر یعنی حکمران ہمارے اس طریقے علاج پر نہیں چلتے ہیں بلکہ دوسرے اسباب تنزل کچھ اس سے بھی زیادہ قوی ہیں اگر ان کے دور کرنے کی فکر اور کوشش کی جاتی اور چند وجودی امور اپنے زمانے کے حالات کے لحاظ سے اپنے رقیبوں کو دیکھ کر اور ان کی علمی اور عملی کارروائی پر استفادہ نظر ڈال کر اور کچھ استقرائے تئیل سے مدد لے کر امر علاج طریقہ یونانی میں ترقی حاصل کرتے تو یہ امر ترقے فن مذکور کے لئے ایک قوی سبب ہو جاتا اور کہیں کہیں بجائے استدلال قال شیخ و شیخ نے کہا) قال القرشی (ترقی نے کہا) صرح یہ جالینوس (جالینوس نے تصریح کی) ان بزرگواروں کے قول سے اگر استبراء (علحدگی) کہا جاتا تو فن طبابت مذکور کا اچھا زمانہ ہو جاتا۔ بالکل یہ قصہ کوتاہ کر کے میں اپنی داستان کی جانب رجوع کرتا ہوں۔

چونکہ یہاں فیند اور بیداری کے بیان کا سلسلہ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حالات مکاشفہ اور خواب کہ جس کو رویا بھی کہتے ہیں اور یہ دونوں حالتیں فیند و بیداری کے لطائف میں بیان کئے جائیں لہذا اس موقع پر ان کا بیان کیا جاتا ہے۔

ہر چیز بالطبع اپنی حیز اور سہادی یعنی مقامات ابتدائی کی جانب کھلی اتصال کی خواہاں ہوتی ہے بشرطیکہ کوئی مجبوری اس کو اپنے ابتدائی مقام پر بازگشت کرنے سے مانع نہ ہو مگر مجبوری کی حالت میں بھی اس کو تعلق بوجہ (تا کسی حد تک) یعنی نے الجملہ یا میلان اپنے مبداء کی جانب رہے گا چنانچہ یہ مسئلہ حکماء کا ہے اس بناء پر نفس ناطقہ یعنی نفس انسانی کو بھی تعلق بوجہ تا اپنے مبداء یعنی ابتدائی مقام سے جس کو عالم برزخ یا عالم ارواح یا عالم مثال سے تعبیر کیجئے ہونا ضرور ہے گو بالفعل جبر جابر کی وجہ سے یعنی بوجہ تعلقات جسمانیہ و ملکات رویہ جس کو اخلاق ذمیمہ کہتے ہیں اس کے اور عالم موصوف کے درمیان میں بہت سے حجاب واقع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کو اپنے مقام سے جدائی ہو جاتی ہے لیکن گاہے بوجہ ریاضت و مجاہدہ اس کو صفاتی حاصل ہو جاتی ہے لہذا وہ اس عالم میں باریاب ہو جاتا ہے کہ جہاں سے وہ بھور ہو کے اس قالب خاکی میں مضئد ہوا ہے چنانچہ یہ حالت باریابی بندگان صالح و پاک و متواضعین (اہل ریاضت) کو اور نفوس قدسی انبیاء کو بیداری میں نصیب ہو جاتی ہے کیا سنے کہ ان کے نفوس پاک اس عالم میں باریاب ہو کر ان چیزوں کو کہ جو آئندہ ہونے والی ہیں یا ان کا وقوع ہو گیا ہے اور وہ چیزیں بصورت

مکاشفہ اور اس سے
واقع آئندہ کا معلوم
ہو جانا

خاص اس عالم میں متشکل ہیں دریافت کر لیتے ہیں اور ان کی اطلاع دیتے ہیں لیکن امور مذکورہ کا ادراک ان کی قدرت اور اختیار میں نہیں ہے یعنی یہ بات نہیں ہے کہ جب چاہیں وہ اپنے ارادی اختیارات سے فائزات کا ادراک کر لیں بلکہ ان کے نفوس میں اس قسم کے ملکات اور استعدادیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ گاہے بغیر ان کے ارادے و اختیارات کے ان پر نکشات و قاتح گزشتہ اور آئندہ کا ہو جاتا ہے دیکھو ہمارے پیغمبر محمد اللہ للعالمین کو زہر دیا گیا اور حالیکہ آپ اس زہر آمیز کھانے کو تناول فرمانے کے وقت بے خبر تھے باوجود اس کے آپ کو بہت سے آئندہ و قاتح گزشتہ کا علم دیا گیا تھا۔

یا حضرت یعقوب شہر کفخان میں بے خبر رہے حالانکہ حضرت یوسف اسی شہر کے جنگل میں کنوئیں میں ڈالے گئے جو کفخان سے چند میل کے فاصلے پر تھا لیکن بااخر آپ نے مصر سے جو کفخان سے صد میل کے فاصلے پر ہے پہنچ کر یوسف کی بوسونگھی اور اپنے گم شدہ ذرہ دیدہ یعنی حضرت یوسف کی زندگی کی خبر دی چنانچہ شیخ سعدی نے اس معنوم کو اشار ذیل میں بہت ہی خوب ادا کیا ہے۔

بچے پر سید زان گم کردہ سسر زند	کہ اے روشن گھر پر حسر دہند
زمرش بوسے پیرا بن شنیدی	چرا در چاہ کفانش نہ دیدی
گفت احوال بابر ق جہان ست	دے پیدا و دیگر دم نہان ست
اگر درویش بر حالے بماندے	بیر دست از دو عالم بر نشاندے

روایے صادقہ

سچے خواب کی حقیقت اور اس سے وقوع آئندہ کا معلوم ہو جانا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس ناطقہ (نفس انسانی) کو بوجہ نفل (سبکاری) جو اس ظاہرہ کے یعنی بیند کی حالت میں ... عالم مادی سے خلاصی اور آزادی حاصل ہوتی ہے اور اس کا دوسرے عالم سے جس کا اوپر مذکور ہوا ہے اتصال اور قریب ہوتا ہے لہذا بعض وقائع اور امور کہ جو عالم مذکور میں محفوظ اور ثابت ہیں اطلاع پاکر قوتہ تخیلہ کو ان امور سے آگاہ کرتا ہے چنانچہ قوتہ مذکورہ فوراً ان کو کسی صورت میں متصور یا کسی مثال کے قالب میں سے متشکل کر لیتی ہے پس یہ صورت یا مثال وہاں سے جس مشترک میں آتی ہے بعدہ جس مشترک اپنے میگزین یعنی خیال میں محفوظ رکھتی

ہے چنانچہ خیال اس کی حفاظت کرتا ہے اور بیداری کی حالت میں اس صورت محفوظ رکھ دیتا ہے۔
 دلانا ہے پس اگر اس صورت یا مثال حاصل فی جس مشترک (جو جس مشترک میں آگئی ہے)
 اور محفوظ نے الجیال (جو خیال میں محفوظ ہے) میں اور دنیا کی صورتوں میں مماثلت تاہم پوری
 پوری ہمزگی ہے تو ایسے خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی ہے وہ مثال بعینہ اپنے مثال
 واقعہ سے متشکل ہو کر بیداری کی حالت میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

اور اگر اس صورت یا مثال حاصل فی جس مشترک (جو جس مشترک میں آگئی ہے) اور
 محفوظ نے الجیال (جو خیال میں محفوظ ہے) ہیں اور دنیا کی چیزوں میں مناسبت کامل نہیں ہے تو
 اس وقت اس کی تعبیر کی ضرورت ہوگی مثلاً سانپ اگر خواب میں دیکھا جائے تو معتبر تعبیر
 کرنے والا مال کے ساتھ تعبیر کرے گا اس لئے کہ مال اور سانپ میں نے الجملہ مناسبت موجود
 ہے یعنی جیسے سانپ آدمی کا قاتل ہے ایسا ہی مال بھی اکثر اوقات انسان کا ہلک ہو جانا
 ہے۔ علیٰ ہذا انقیاس دودھ کو علم کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اس لئے کہ جس طرح سے دودھ
 انسان کے جسم کی پرورش کرتا ہے اسی طرح سے علم سے روح کو فائدہ پہنچتا ہے۔
 بالجملہ اس قسم کے خواب یعنی جن کی تشریح اور پرہو چکی ہے سچے ہوتے ہیں اور روپا
 صادقہ کہلاتے ہیں۔ اس خواب کے خواص سے ہے کہ اول جس شخص سے بیان کیا جائے اور
 وہ شخص جو تعبیر کرے تو غالباً وہی ظہور ہو جاتا ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں منع فرمایا ہے
 کہ نامان اور جاہل سے کہ جو رموز اور اسرار تعبیر سے واقف نہ ہو خواب کے حالات بیان نہ کئے
 جائیں۔

خیالی خواب

خیالی خواب اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بوجہ مباشرت اعمال و افعال حالت بیداری کسی عمل یا فعل کی
 تصویر خیال میں رستم ہو جاتی ہے بعد وہی صورت خواب کی حالت میں جس مشترک مشاہدہ
 کرتی ہے۔

یا کوئی معنی معانی جزیرہ سے قوت حافظہ میں جاگزیں ہو جاتے ہیں پس قوت متخیلہ اس کو
 کسی شکل کی تصویر میں مصور کر کے جس مشترک کے روبرو پیش کرتی ہے پس یہ خواب خیالی خواب
 کے اقسام ہے۔

بدنی خواب

خواب متعلق عوارض
بن کی اصلیت

گاہے ایسا ہوتا ہے کہ بعض اسباب خواب دیکھنے کے بدن میں موجود رہتے ہیں جس کی وجہ سے مختلف خواب دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کے مزاج میں حرارت کا غلبہ ہے تو اس حرارت حاصلہ سے روح میں اشتعال پیدا ہوگا اور توجہ متخیلہ روح مذکورہ کو بوجہ مناسبت کسی چیز گرم سے کہ جو بیماری کی حالت میں وجود خارجی رکھتی ہے تمثیل کر لیتی ہے مثلاً کوہ آتش نشاں یا شعلہ یا آتشکدہ وغیرہ۔

یا اگر خواب دیکھنے والے کے بدن میں سردی کا غلبہ ہے تو بوجہ سردی روح میں سستی آجائیگی پس توجہ متخیلہ روح مذکورہ کو بوجہ مناسبت فوراً کسی ایسی سرد چیز کے ساتھ تمثیل کرے گی کہ جو بیماری میں خارجاً دیکھی جاتی مثلاً برف یا اولایا یا پالا وغیرہ۔

اور اگر بدن میں حرارت مادی کی یورش ہے پس اگر یہ حرارت مادی صفا دی ہے پس لامحالہ اس مادی حرارت سے روح مشتعل ہوگی اور اس سے بخارات زرد رنگ اٹھیں گے۔ پس توجہ متخیلہ روح کو کسی صورت مناسب سے مصور کر کے حس مشترک کے آگے پیش کرے گی لہذا خواب میں گرمی و زردی و آتش بازی وغیرہ معلوم ہوگی۔ اور اگر حرارت مادی خون کی ترقی کی وجہ سے ہے تو بہ طریق مذکورہ بالا قتل اور خونریزی اور اشکال سرخ خواب میں نظر آئیں گے۔

اور اگر خواب کے دیکھنے والے کے بدن میں برودت کا غلبہ ہے پس اگر بلغم کا غلبہ ہے تو بہ نظر تشریح مذکورہ بالا آب سرد و موسم سرد و برف و باران و دریا سے تواج و سپیدی وغیرہ کیفیات خواب میں دیکھی جائے گی اور اگر مادہ سودا کا بدن میں ہجوم ہے تو سیاہی و تیرگی و پارچہ سیاہ و کبل سیاہ وغیرہ و خوف و وحشت کا غلبہ خواب کے عالم میں ہوگا۔

سچے خواب کی حکایت

مولوی ظہور الحسن صاحب سب رجسٹرار تحصیل کیرانہ کو ایک واقعہ ہم پیش آیا جس کی وجہ سے ان کو نہایت پریشانی تھی چنانچہ انہوں نے حافظ عبد الرحیم صاحب ساکن کیرانہ سے دعا کی اسذعا کی حافظ صاحب موصوف ایک عابد اور تارک الدنیا شخص ہیں کہ جو ایک مسجد کے حجرے

میں چالیس سال سے تعلقات دنیا سے آزادانہ زندگی بسر کرتے ہیں غرضکہ حافظ صاحب موصوف نے بعد نماز عشا واقعہ مذکورہ کے لئے استخارہ کیا چنانچہ اسی شب کو انہوں نے خواب کے عالم میں دیکھا کہ جناب مستطاب حضرت قاضی مولوی حافظ محمد خلیل الدین صاحب مرحوم والد بزرگوار راقم جن کو رحلت فرمائے ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ گزرا تھا ایک مجلس ابرار و اخیار میں موجود ہیں اور نہایت سپید و تابندہ لباس پہنے ہوئے ہیں اور ایک عجیب حالت فرحت و سرور میں ہیں۔ حافظ صاحب نے پوچھا کہ یا حضرت آپ اس مقام رحمت میں کیسے تشریف لائے ہیں اور یہ مجمع کیسا ہے اور کس لئے ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے مخصوص بندوں میں داخل فرمایا اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائی اور یہ صالحین کی جماعت حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے انتظار میں ہے۔ حافظ صاحب نے اتنا سس کیا کہ یا حضرت کچھ آپ مولوی ظہور الحسن کے واقعہ کے متعلق بھی مدد کر سکتے ہیں جناب عرفان مآب نے فرمایا کہ میری اس مقام پر باریابی اول مرتبہ کی ہے اور انوار جمال محمدی سے پہلے ہی رتبہ مشرف ہو گا لہذا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھ سے کیونکر مدد ہو سکتی ہے۔ حافظ عبدالرحیم صاحب نے صبح کی نماز کے بعد یہ واقعہ خواب کا مولوی ظہور الحسن سے بیان کیا۔

اسی شب کو قاضی حکیم نصیر الدین احمد میرے چھوٹے بھائی نے بھی خواب کی حالت میں والد بزرگوار یعنی قاضی صاحب مدوح کو اسی سپید و تابندہ لباس میں نہایت شاد و سرور جماعت صالحین میں دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ صبح کی نماز کے بعد مجھ سے بیان کیا اُس کے بعد یہ خاکسار اور عزیز قاضی نصیر الدین احمد مولوی ظہور الحسن کی ملاقات کے لئے اُن کے مکان پر گئے مولوی صاحب نے ہم دونوں کو دیکھتے ہی کہا کہ میں آپ صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ قاضی صاحب مرحوم کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمائی چنانچہ انہوں نے حافظ صاحب کا واقعہ بیان کیا حالانکہ جب میرے بھائی نے مجھ سے ماجرا سے خواب شبینہ بیان کیا تھا بجز میرے اور اُن کے کوئی تیسرا آدمی موجود نہ تھا جس سے شبہ ہوتا کہ واقعہ خواب لیکر دوسرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔

حافظ صاحب کے خوش اوقات ہونے کا حال تو پہلے بیان ہوا اب حضرت والد ماجد مرحوم کے مختصر حالات زندگی گزارش کرتا ہوں۔

حضرت مدوح علوم عربی کے اہر تھے۔ علم الفرائض یعنی علم میراث میں وعلوم ہیئت و ہندسہ و علم ریاضی میں ایک محققانہ درجہ رکھتے تھے حضرت مدوح نے کتب عربیہ اپنے خاندان کے علماء سے حاصل کی تھی بعدہ علوم مذکورہ کو خدمت میں مولانا رحمت اللہ صاحب کیراٹھی ہماجر مکہ سے سبقتاً سبقتاً تجدید کیا اور مولانا مدوح کا علماً وفضلاً مرتبہ علمائے زمانہ میں سلمہ ہے۔ کلام پاک قاضی صاحب مدوح کو ایسا حفظ تھا کہ حافظوں کو حیرت ہوتی تھی۔ مدۃ العمر تک ایک منزل قرآن مجید کی بجز شاذ و نادر صورتوں کے ناغہ نہیں ہوتی تھی۔ صوم و صلوة کے نہ محض پابند تھے بلکہ نہایت ارتباط و اخلاص سے بجالاتے تھے۔ شش غید کے روزے بھی شاید کسی سال ناغہ ہوئے ہوں۔ خدام اور عزیزوں پر اور ہمسایہ پر نہایت شفیق و مہربان تھے اور ایک ایسا دردمند دل پایا تھا کہ کسی کی مصیبت اور تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے اور حق الامکان ہمدردی میں کوئی دقیقہ اٹھانہیں رکھتے تھے۔ حقوق عباد میں نہایت محتاط تھے۔ عزیزوں کے ساتھ میں محض اللہ کے واسطے سلوک کرتے تھے ان لوگوں کی ناشکر گزاری سے رنجیدہ و ملول نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ان سے بڑی بڑی اذیتیں اٹھائیں مگر کبھی آزرہ نہیں ہوتے تھے۔ اہل ہندو اس قدسی صفات کو دیکھتا صفت اور مسلمان فرشتہ خصال جانتے تھے۔ علی ہذا القیاس میرے چھوٹے بھائی حکیم نصیر الدین احمد بہ مقتضائے الولد لہ لاپیر رہیٹا اپنے باپ کا راز دار ہوتا ہے اکثر اوصاف مذکورہ سے موصوف ہیں ان کے اکثر خواب بلا کم و کاست مطابق واقعات نفس الامریہ ظاہر ہوتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حکایت مذکورہ درباب سچے خواب کے غافلین کے نزدیک تو ایک تمثیل ناتمام معلوم ہوگی اس لئے کہ کسی شخص کی معرفت ایسا واقعہ نہیں ہے کہ جو اس عالم مادی میں بیداری کی حالت میں کسی حواس سے محسوس ہو لیکن عاقلوں کے نزدیک اس حکایت کا مفہوم ایک مرتبہ قی الیقین کار کھیگا۔

غرض کہ بہت سے وقائع گذشتہ و آئندہ کا انکشاف بذریعہ خواب مذکور ہو جاتا ہے جس کی شہادت بخبر برسانی ہے اور جس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے گو منکرین ایسے خوابوں کی اصلیت میں تاویلات کرتے ہیں اس مقام پر جو شہ ولی اس امر کا تقاضا کر رہا ہے کہ میں منکرین کو یقین دلاؤں کہ اس شہنشاہ حقیقی کی قدرت کاملہ ایسی فراخ و وسیع ہے کہ اس نے اپنی قدرت و اختیارات سے بہت سے اور ایسے عالم پیدا کئے ہیں۔

کہ جس کی دست کے مقابلے میں یہ عالم مادی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا ہے اور جس کی ماہیت تفصیلی ہمارے حواسوں کے ادراک سے باہر ہے مگر ان کے موجود ہونے کے دلائل ہمارے پاس موجود ہیں چنانچہ منجملہ ان دلائل کے ایک رویاے صادقہ یعنی سچے خواب کا واقعہ بھی ہے مگر اس معاملہ میں کلام کو طول دینا اور اس مرحلہ کو طے کرنا ہماری اس کتاب کے مطالب سے بہت بعید اور فاصلہ پر ہے لہذا اس حکایت سے عاقلوں کے لئے استلزاماً جو امر یقینیہ پیدا ہو گئے وہ حسب تفصیل ذیل ہیں۔

اول یہ کہ نیکو کاری اور پرہیزگاری باعث نجات ابدی ہے۔

دوم یہ کہ اس عالم مادی کے علاوہ اور بھی عالم ہے کہ جو نے الواقع جزا و سزا کا منظر ہے۔

سوم یہ کہ صالحین کے خواب اکثر رویاے صادقہ یعنی سچے خواب ہوتے ہیں۔

جب کہ نوم و بیداری کی ضروریات اور ان کے احکام کی تشریح ہو چکی تو اب حرکت و سکون کے احکام اور اس کی ضرورت کی تشریح کی جاتی ہے۔

حرکات و سکون کے احکام

حرکات بدن کی ضرورت کی بحث

چونکہ حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن انسان کا یہ کام ہے کہ جو چیز بدن انسان میں از قسم اغذیہ وغیرہ خارج سے یا از قسم رطوبات و مواد و خلاط داخل بدن سے کسی بے محل جگہ یا غیر طبعی حالت سے کسی جزو بدن میں وارد ہو۔ اس میں اپنا فعل کرتی رہے چونکہ اس دوام نعل سے اور دوام محنت سے حرارت مذکور کو کسل اور ضعف پیدا ہو جانا یقینی امر ہے اور ضعف و کسل وغیرہ انفعالات کے لاحق ہونے سے اس کو فضلات کی تخلیل سے عاجز و قصور ہو گا بدیں وجہ موقوفہ و موقوفہ افضلہ مجتمع ہو کر ایک مقدار کافی ہو کر حرارت غریزی کو مغلوب کرے گا بدیں وجہ حرکات کی جانب احتیاج ضروری ہوتی تاکہ حرکت سے ایک دوسری گرمی پیدا ہو اور اس حرارت حاصلہ کی مدد سے طبیعت بقیہ فضلات کو تخلیل کر دے۔ گویہ فضلات تھے اور اسہال کے ذریعہ سے بھی خارج ہو سکتے ہیں مگر اس طریقے سے ان کا اخراج ایک خوف ناک امر ہے جس کی تشریح استفراغ سے احتراز کرنے کے بارے میں آئندہ بہت تفصیل کے ساتھ بیان کی جائے گی۔

حرکات کی قسمیں اور حرکت کی تعریف

حرکت کی دو قسمیں ہیں ایک حرکت بدنی دوسرے حرکت نفسانی حرکت بدنی سے مراد ہے کل یا جزو بدن کا انتقال ایک جگہ یا مکان سے دوسری جگہ

جگہ یا دوسرے مکان پر سکون کی تعریف حرکت کے خلاف ہے یعنی قیام کل و جزو بدن کا ایک مقام پر۔

حرکات نفسانی سے حرکات قوی و ارواح کے مراد ہیں۔

سکون نفسانی سے قوتے و ارواح کا سکون مراد ہے۔

حرکات نفسانی کے اسباب

اکثر عوارض و کیفیات جو بوسیلہ قوتے نفس کو لاحق ہوتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں ہیں یا تو وہ عوارض و کیفیات نفس کے لئے نافع اور لذیذ ہونگے یا اوس کے لئے مضر اور ناگوار ہونگے پس جو عوارض و کیفیات اُس کے لئے نافع و بہتر ہونگے ان کا وہ طالب ہوگا اور جو کیفیت اُس کے لئے مضر اور ایزاد ہندہ ہونگی ان سے وہ مفرد ہوگا پس اُس کو اس طلب یا فزاک کی وجہ سے بالفرد حرکات ہوتے رہیں گے۔ اور کیفیات اور عوارض مذکورہ کی عدمی حالت کا نام سکون نفسانی ہے۔

گو بالذات نفس کو حرکت نہیں ہوتی ہے بلکہ ابتداءً حرکات قوتے کو لاحق ہوتی ہے اور قوتے کے حرکات بھی بذریعہ ارواح ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لئے کہ قوتے متحرک (حرکت دئے گئے) ہیں اور ارواح محرک و حرکت دینے والے ہیں مگر ارواح کو حرکت بالذات نہیں ہوتی ہے بلکہ بہ اقتضا سے و ارادہ قوا سے بدنی و فیضان نفس ناطقہ ہوتی ہے۔ جس طرح سے اجن یا با شکل خود بخود متحرک نہیں ہوتا ہے تا وقتے کہ کوئی اُس کا حرکت دہندہ نہ ہو۔

مگر اس مقام پر مجازاً ان حرکات کو روح نفسانی کی جانب منسوب کیا ہے یعنی حرکات نفسانی کہا گیا ہے۔

تنبیہ

لفظ نفس کا مفہوم

اس مقام پر نفس سے مراد نفس انسانی ہے جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں اور جس کا تعلق اور ارتباط کلی انسان کے قلب سے ہے اور جو معانی جزئیہ اور معنومات کلیہ کو بذریعہ مختلف قوتوں سے انسانی ادراک کرتا ہے اور بعد فنا سے بدن یا ہیئت شخصی باقی رہتا ہے اور جب وہ مادہ سے یعنی انسان کے جسمانی تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے تو عالم مجردات میں رہتا ہے پھر اس عالم مادی میں بازگشت نہیں کرتا تا ایں کہ خداوند عالم اُس کو عالم آخرت میں کسی خاص طرح کے جسم سے متعلق کرے۔

حرکت بدن کی	حرکت بدن کے دو صنف ہیں ایک صنف ریاضت دوسری صنف ولک یعنی
ستہیں	مالش بدن۔

ریاضت کی تعریف ریاضت انسان کی ایک حرکت اختیاری کا نام ہے کہ جو بدن میں حرارت کو مشعل کرتی ہے اور اس اشتعال حرارت کی وجہ سے انسان کو تنفس عظیم یا متواتر لینے لینے یا پے در پے سانس لینے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔

ریاضت کے فوائد بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو اور اعتدال سے زیادہ نہ ہو اور شرائط مفصلہ اجمالیہ کا بیان آئندہ کا لحاظ رکھا جائے تو ریاضت ان امراض کو دفع کرتی ہے یا ان سے محفوظ رکھتی ہے کہ جو مختلف اخلاط اور مادوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نیز یہ کہ حرارت غریزی راصلی حرارت کو رطوبات اور فضلات سے پاک کر کے صاف و مصفے کرتی ہے اور اعصاب بدن اور مفاصل کو مستحکم اور مسامات بدن کو کشادہ اور فراخ کرتی ہے۔

ریاضت کے فوائد بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو ویرعایت شرائط مفصلہ آئندہ ریاضت تفصیلیہ کا بیان فضلات کو تحلیل کرتی ہے اور اکثر ان امراض کو زائل کرتی ہے کہ جو اخلاط رویہ کے منہگامہ آرائی سے پیدا ہوتے ہیں لہذا اکثر اوقات استفراغ یعنی مہل وقتے و نصد وغیرہ سے امر علاج میں استثنائی اور بے نیازی ہوتی ہے اور استفراغ سے انسان کا محفوظ رہنا اس کی تندرستی اور طوالت عمر بقائے قوت جملہ قوا سے بدنی کے لئے ایک لطیفہ عجیبہ ہے جس کی صراحت ایک تقریر بسیط میں کی جائے گی۔

جب حرارت غریزی بدن کی رطوبات فضلیہ (زائدہ) سے صاف ہوگی تو ظاہر ہے کہ تمام قوا سے کی حرکات بھی بہت سرسبز ہونگے جس کی وجہ سے عام بدن میں قوت ہوگی اور اشتہا سے طعام بھی زائد اور مضہم بھی جید اور کامل ہوگا۔ اعصاب اور مفاصل بدن فضلوں کے رطوبات سے محفوظ رہیں گے لہذا اعصاب و مفاصل میں بھی نہایت ہی تقویت پیدا ہو جائے گی جس کی وجہ سے انسان کو کسی کام کرنے میں کسل و اضمحلال نہ ہوگا۔

نفع کی طلب اور ضرر و نقصان کے دفع میں حست و چالاک ہوگا۔ اور ترک ریاضت کی صورت میں چونکہ اعصاب و مفاصل بدن رطوبات فضلیہ کی وجہ سے نم ناک یعنی چر رطوبت ہوتے ہیں لہذا اوصاف مذکورہ بالا کی عدھی حالت خیال کرار۔

علیٰ ہذا القیاس ریاضت سے مسامات بدن میں کشادگی ہوتی ہے لہذا اجزہ ناقصہ

کہ جو اکثر اوقات اخلاط روہیہ سے طبیعت برسیل تجیر بھاپ بنا کر) دفع کرتی جاتی ہے عمدہ طور سے دفع ہوں گے۔ اور اگر تنقیح مسامات بخوبی نہ ہوگی تو بخارات مذکورہ بدن میں پس جائیں گے پس اس رحمت قہقری رادلے ڈاپس جانا سے نقصان بدن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

ریاضت کے اقسام | ریاضت کی دو قسمیں ہیں ایک عام بدن کی ریاضت ہے اور دوسری کے تفصیلی بیانات خاص عضو کی ریاضت ہے۔

تشریح

اول درجہ کی ریاضت عام بدن کے لئے کشتی یعنی لڑت ہے اگرچہ اس ریاضت کو ثقہ لوگ کچھ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر فی الواقع اگر بہ نظر حفظ تندرستی و اغراض مطلوبہ خوش عزوانی سے اور ہنہ بانہ طریقے سے کی جائے تو اس سے بہتر کوئی اور ریاضت نہیں ہے اس لئے کہ کشتی کی ریاضت میں جملہ اغراض ریاضت کا ایفا کافی اور قوی طور سے ممکن ہے بلکہ یقینی ہے بشرطیکہ ریاضت معتدلہ کے دائرے اعتدال سے باہر نہ ہو۔ دوم درجہ ریاضت عام بدن کی دوڑنا یا گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑا دوڑانا ہے۔ سوم درجہ ریاضت عام بدن کی گھیرا کر کٹ یا فٹ بال کھیلنا۔ چہارم درجہ ریاضت عام بدن جلد جلد چلنا یعنی نہ دوڑنا اور نہ آہستہ چلنا یا گھوڑے کو بطریق مذکورہ چلانا۔

پانچویں درجہ ریاضت عام بدن مشی و فرام ہے یعنی آہستہ آہستہ پیادہ چلنا یا گھوڑے پر سوار ہو کر آہستہ آہستہ چلنا۔

چھٹیں - درجہ ریاضت عام بدن فنن یا ٹم ٹم یا کسی اور سواری پر سوار ہو کر چلنا۔ ساتویں - درجہ ریاضت عام بدن مختلف طریقوں سے جھولنا جھولنا۔ آٹھویں - درجہ ریاضت عام بدن کشتی کے ذریعے سے پانی میں سیر کرنا۔

مدارج ریاضت

ریاضت مذکورہ کے مدارج بہ لحاظ سن و سال بشرطیکہ جمیع شرائط ریاضت موجود ہوں اور موانع مذکورہ

آئندہ مفقود ہوں تو ریاضت درجہ اول و دوم ان اشخاص کی انتہا سے ریاضت ہے کہ جو ضعیف خلقت
 ہو اور عمر میں بارہ سال سے کم اور چالیس سال سے زیادہ نہ ہوں۔ ضعیف خلقت سے مراد وہ
 اشخاص ہیں کہ جن کے قوے ضعیف ہوں و اگر نہ بعض اشخاص کو ضعیف الجبہ (لاغر اندام) ہوتے
 ہیں مگر قوے ادا کے خلقت قوی ہوتے ہیں۔ بالکل ایسی ریاضت اشخاص مذکورہ کو بعد اجتماع شرائط تمام
 کا موجود ہونا و ارتفاع موانع (رکاوٹوں کا رفع ہونا) مذکورہ نہایت ہی مفید
 ہوگی۔ اس لئے کہ وہی فضلات مجتمہہ (جمع شدہ) جو باعث امراض مختلف ہوتے ہیں تحلیل ہونگے
 جس کی وجہ سے حرارت اصلی کہ درتوں سے صاف ہوگی ہضم جید اور اعصاب و مفاصل میں
 قوت اور تصلیب (سختی) پیدا ہوگی اور امور مذکورہ سے کمال تندرستی کا ہوتا ہے۔

کم سے کم بارہ سال کی عمر کی قید اس غرض سے لگائی گئی ہے کہ یہ سن رماق یعنی
 بالغ ہونے کے قریب کا ہے اس میں اعصاب و مفاصل بدن میں سختی اور استواری آنا شروع
 ہو جاتی ہے۔ اس عمر کے ماقبل کا زمانہ اس قابل نہیں ہوتا ہے کہ ریاضت قسم اول و دوم کا
 طبعی طور سے تحمل ہو سکے اس لئے کہ بارہ سال سے کم عمر میں تو رطوبات کا غلبہ ہوتا ہے۔
 اعصاب و مفاصل وغیرہ میں تصلیب (سختی) کامل نہیں ہوتی ہے۔ چالیس سال کے مابعد کی عمر
 میں رطوبت غریزیہ کی (اصلی رطوبات) بدن میں کمی شروع ہو جاتی ہے لہذا جملہ اعضاء میں
 ضعف آنا شروع ہو جاتا ہے اس وجہ سے ریاضت مذکورہ سے ایسے وقت میں رطوبات اصلہ
 میں نقصان پیدا ہوگا۔

تیسرے درجہ کی ریاضت بارہ سے کم عمر لغایت پانچ سال اور چالیس سال سے زائد
 لغایت ساٹھ سال کی عہدوں کے لئے انتہا سے ریاضت ہے مگر ان کے لئے مابقیہ دیگر
 درجات ماتحت کے جو اس سے پیچھے کے درجے باقی ہیں) ریاضت بھی مفید ہوگی۔
 چوتھے درجہ کی ریاضت آٹھویں درجہ تک پانچ سال سے کم عمر اور ساٹھ سال سے زائد
 عمر کے لئے مناسب ہے مگر اوروں کے لئے بھی اس کی حماقت نہیں ہے۔

تبدیل ریاضت

نوعیت ریاضت جو باعتبار عمر بیان کی گئی ہے وہ باعتبار قلت
 و کثرت رطوبات اصلہ بدن و صلابت و عدم صلابت اعصاب و مفاصل

ریاضت مذکورہ کی تبدیلی بہ لحاظ
 ضرورت وقت

و تقسیم حصص عمر بیان کی گئی ہے۔ یعنی سن طفولیت و سن صبا و سن نوجوانی و سن کمالت و سن
 یتیمت۔ لیکن گاہے با اعتبار قوت و ضعف و دیگر عوارض بدنی قطع نظر لحاظ عمر ریاضت معینہ
 نہ کرہ کو تبدیل کرنا مناسب ہوتا ہے مثلاً زید کی عمر اگرچہ بارہ سال سے زائد اور چالیس سال
 سے کم ہے مگر اس کو بہ لحاظ ضعف و دیگر عوارض بدنی یا عوارض نفسانی یا دیگر اسباب
 خارجی ریاضت قسم اول و دوم کا عمل میں لانا مناسب نہیں ہے تو اس کے لئے دیگر اقسام
 نہ کرہ میں سے کوئی ریاضت ادنیٰ درجہ کی مناسب حال تجویز کرنا چاہئے۔ علیٰ ہذا لقیاس
 اور عمر والوں کی ریاضت مخصوصہ کو اسباب مذکورہ کے پیدا ہو جانے سے تبدیل کر دینا
 ضروری ہے مگر کسی حالت میں ایسی تبدیلی نہونی چاہئے کہ جو انتہا سے ریاضت عمر کی نسبت
 سے تجویز ہو چکی ہے اس سے بڑھ جائے مثلاً بارہ برس سے کم اور چالیس سال سے زائد عمر
 والوں کی ریاضت کو قسم اول اور دوم کی ریاضت سے کسی حالت میں تبدیل نہ کرنا چاہئے۔
 بلکہ تبدیلی ریاضت جب ہوگی تو درجات ماتحت کی جانب ہوگی اس لئے کہ ممکن ہے کہ بوجہ
 موانع کے ایک نوجوان انسان کے لئے کہ جو ریاضت درجہ اول عمل میں لاسکتا ہے ریاضت
 درجہ ادنیٰ تجویز کیا جائے۔

عجیب حکمت

پروردگار کے عجیب حکمتوں میں سے ایک یہ بھی حکمت ہے کہ ہر ضرورت بدن انسان کے
 لئے ایک تخریب پیدا کی ہے مثلاً غذا کے لئے بھوک۔ پانی کے لئے پیاس۔ میند کے لئے
 غنودگی (داتگھ) چونکہ انسان کی طبیعت بخندید پسند ہے لہذا ماکولات و مشروبات و سکن وغیرہ
 کی تجدید و تبدیل کی ضرورت کے لئے حرکت پیدا کی گئی۔ پس اگر یہ محرکات پیدا نہ کئے
 جاتے تو اکثر اوقات انسان اپنی مطلوبات ضروریہ مذکورہ سے غافل ہوتا جس کا نتیجہ لازمی
 یہ تھا کہ امر بدن کا مختل (خلل پذیر) ہو کر ہلاکت کی نوبت پہنچتی۔ جس طرح سے امر علاج میں
 غفلت کرنے سے بعض اوقات مر جاتا ہے۔

سے طفل و صبی ۱۲ سال تک سمجھا جاتا ہے اور سن نوجوانی ۲۰ سال و شباب ۲۵ تک اس کے بعد ساٹھ تک کمالت

ہے پھر یتیمت۔

خاص اعضاء کی ریاضت کی تشریح

سجده خاص اعضاء کی ریاضت کے موگدر ہلانا یا یزیم کھینچنا یا کمان سخت کھینچنا یا بھاری چیز کو اٹھانا ہے۔ پس یہ ریاضتیں دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اور سینہ و پشت کو نہایت درجہ قوی کرتی ہے اور ان خاص اعضاء میں وہی نفع دیتی ہے کہ جو عام ریاضت عام بدن میں ڈنڑا اور میٹھک کی ریاضت کا اثر سے مشہور ہیں ان کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈنڑا کا اثر صدر پر زیادہ ہوتا ہے کیا معنی اجڑائے صدر فضول سے پاک ہو کر غذا کا حصہ زیادہ ہضم کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے سینہ وسیع اور خوب صورت ہو جاتا ہے۔

میٹھک کا اثر ساقین (دونوں پنڈلیاں) پر بہت قوی ہوتا ہے یعنی پنڈلیوں کے اجڑاؤ کو زیادہ جذب کر کے ہضم کرنے لگتے ہیں حتیٰ کہ پنڈلیاں مضبوط اور قوی ہو جاتی ہیں۔ جو ریاضت خاص اعضاء کے لئے بیان کی گئی ہے اس سے عام اعضا کو بھی نفع پہنچتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ اعضاء خاص زیادہ منتفع (فائدہ پزیر) ہوتے ہیں۔

جماع عن وجہ (ایک صورت سے) عام بدن کی ریاضت ہے اور من وجہ (ایک صورت سے) خاص عضو کی۔ بہر حال یہ ریاضت ریاضت قوی سے خالی نہیں ہے اس کے احکام و تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ بطور مستقل بہت تفریح کے ساتھ آئندہ موقع پر بیان ہونگے۔

بلند آواز سے پڑھنا
مقوی دماغ ہے
زیادہ پہنچے گا لندادہ عضو قوی ہوگا پس دماغ بھی قوی ہوگا۔

قوة باصرہ قوتہ سامرہ
کی ریاضت
باریک خطوط گاہ گاہ پڑھنا یا اشیاء باریک پر باصرہ کو کام میں لانا قوتہ باصرہ کے فعل کو قوی کرتا ہے مگر ہمیشہ خطوط باریک یا اشیاء باریک پر باصرہ کو کام میں لانا باعث ضعف ہے اس لئے کہ ایسی حالت میں روح باصرہ تحلیل ہو کر حقیقت ہو جاتے گی۔ علیٰ ہذا القیاس اشیاء جمید عام اس سے کہ صورت انسانی ہو یا پیکر حیوانی یا نباتی اشیاء مصنوعی باصرہ کی تقویت میں اعانت کریں گے۔

قوتہ سامرہ کو ٹھنڈا سے لذیذ اور بعض مزایر (باجے) خوش آئند سے تقویت حاصل ہوتی

کلیہ

بشرطیکہ دائرہ اعتدال سے خارج نہ ہو تو ہر عضو اور ہر قوتہ بوجہ ریاضت مخصوصہ اس قوتہ یا عضو سے قوی ہوتا ہے چنانچہ متکثرین جماع (جماع کی کثرت کرنے والے) اور رخصتہ (دورہ پلائی) کی قوتہ مولدہ سخی اور قوتہ مولدہ شیر قوی ہوتی ہے اس لئے کہ طبیعت کو اس چیز کی ترقی میں نہایت اہتمام ہوتا ہے کہ جو زیادہ صرف ہوتی رہتی ہے۔

قوتہ حافظہ قوتہ مفکرہ
قوتہ متینہ کی ریاضت

اگر کوئی شخص اپنے قوتہ حافظہ سے زیادہ کام لے گا یعنی اکثر معاملات و مکالمات و علوم وغیرہ کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گا تو ضرور ہے کہ اس کی قوت حافظہ میں ترقی ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس جو علوم و قیقتہ میں زیادہ غور و فکر کرے گا یا معاملات میں زیادہ خوشن کی عادات ڈالے گا تو لامحالہ اس کی قوتہ مفکرہ میں تقویت اور ترقی ہوگی اس لئے کہ قوتہ باطن کو تکرار فعل سے اس فعل میں قوی ملے ہوتا ہے۔

ریاضت کے احکام عامہ

ریاضت کا تاویل
بوجہ امور عارضی

اگر کوئی فصل امراض و بائیسہ کے تحت حکومت ہو یعنی وہاں سے مہینہ یا طاعون وغیرہ اس فصل میں جاری ہوں یا اور امراض کا فصل مذکور میں عام حدوث اور ظہور ہو تو ایسے اوقات میں ریاضت ترک کر دینا چاہئے یا درجات مذکورہ ریاضت میں تنزل کر کے کوئی اونے درجہ کی ریاضت اختیار کی جائے۔

اندرونی یا بیرونی اعضاء میں اگر ورم وغیرہ لاحق ہیں تو اس وقت میں بھی ریاضت سخت مضر ہوگی اور سکون نہایت بہتر ہوگا۔

جملہ اقسام صدام (دورہ) میں ترک ریاضت مناسب ہوگا کیا معنی سکون مفید ہوگا۔ جو لوگ بوجہ قہر امراض یا بوجہ استفراغات بے محل یعنی مسہلات و تھے و فصد وغیرہ یا بوجہ کثرت جماع یا بوجہ کثرت مزاج خون ضعیف ہو گئے ہیں ان کو بھی ریاضت مفرم ہوگی مگر رفتہ رفتہ تا وقت حصول قوتہ ایک درجہ ریاضت سے دو درجہ پر ترقی کرنا مناسب ہوگا۔

درجات ماتحت سے کسی درجے کی ریاضت عمل میں لانے کے بعد اس سے اعلیٰ درجے کی ریاضت پرگز عمل میں نہ لانا چاہئے۔

روزمرہ کے حالات تندرستی و ضعف و قوت بدن وغیرہ کے ملاحظہ سے اور نیزہ لحاظ حالات فصل و ملک ہر شخص اپنے لئے درجات ریاضت میں سے کوئی درجہ ریاضت مقرر کر سکتا ہے۔ فرض کرو زید باعتبار عمر اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ درجہ اول کی ریاضت کو عمل میں لاوے مگر وہ ایسے مقام پر ہے کہ جہاں کی ہوا نہایت گرم ہے تو اس کو لازم ہے کہ وہ درجات ماتحت سے کوئی ریاضت مناسب اپنے لئے تجویز کرے۔

یا بجز باعتبار عمر اس بات کی استعداد رکھتا ہے کہ وہ درجہ اول کی ریاضت کو عمل میں لاوے۔ مگر ضعف بدن جو کسی وجہ سے اس کو پیدا ہو گیا ہے اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ درجہ اول کی ریاضت عمل میں لاوے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ درجات ماتحت سے کوئی ریاضت مناسب حال کے تجویز کرے۔

یا خالد درجہ اول کی ریاضت پر اعتبار سن و سال کرنے کا مستحق ہے مگر سختی فصل گرمی یا فصل برسات کے روائت (خرابی) کہ جو باطن محل قوت ہے اس کو درجہ اول کی ریاضت کے کرنے سے مانع ہے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ درجات ماتحت سے کسی درجہ کی ریاضت کو اختیار کرے۔

حتم الامکان مقام ریاضت وہ جگہ ہونا چاہئے کہ جس مقام کی ہوا کدورتوں سے صاف ہو اور آدمیوں کا ہجوم و کثافت وغیرہ لوازم محذب ہوں۔

حرکات نفسانی کی ضرورت

حرکات نفسانی کی ضرورت اور اس کے جذبات

حال عقلی ہے کہ نفوس انسان کو اس عالم میں احساس یا فکر اولاد یا حبیب کے وصل یا محبوب۔ کہ ہجر یا موزی کے خوف یا قاہر کے تر یاد دشمن سے نفرت یا مرغوبات سے رغبت وغیرہ کیفیات و عوارض سے انفعالات عارض نہ ہوں چنانچہ یہی تقاضاے نفسانی انسان کی ضروریات کے حصول کی غرض سے باعث حرکت بدن ہوتے ہیں۔ ہر گاہ عوارض مذکورہ کا عارض ہونا ضروری ہے تو نفس انسان بالضرور کسی کیفیات مذکورہ سے متاثر ہوگا اور روح قلبی کو تحریک کرے گا اور روح قلبی حرکت نہیں کرے گی۔

تا وقتے کہ اپنے حافی اور مددگار کو اپنے ہمراہ نہ لے گی۔ اُس کا عامی و مددگار وہ خون لطیف اور نورانی ہے جس کی وجہ سے روح میں روانی ہی محض پیدا نہیں ہوتی ہے بلکہ حرکت کی وجہ سے جس قدر تکلیل ہوتی ہے اُس تکلیل شدہ روح کا وہ خون لطیف و نورانی تدارک بھی کرتا جاتا ہے۔ دیکھو غم و غصہ و خوشی و خجالت وغیرہ عوارض نفسانی کے لاحق ہونے سے بدن انسان کا خصوصاً چہرے کا رنگ کیسا مختلف ہو جاتا ہے۔ یعنی گاہے سرخ و گاہے سپید و زرد وغیرہ۔ پس یہ اختلاف رنگ چہرہ خون مذکور کے حرکات اندرونی اور بیرونی سے ہوتا ہے کہ جس کی تفصیل تحریر کی جاتی ہے۔

حرکات نفسانی کی تفصیل

حرکات نفس حسب طریقہ مفصلہ ذیل ہوں گی۔

بعض عوارض نفسانی روح و خون کو دفعتاً خارج بدن یعنی جلد بدن کے نیچے متحرک کر دیتے ہیں جس طرح سے کہ خوشی اور غصے کی حالت میں ہوتا ہے۔

بعض عوارض نفسانی روح و خون کو آہستہ آہستہ داخل بدن سے خارج بدن کے جانب حرکت دیتے ہیں جس طرح سے کہ لذت کی حالت میں عام اس سے کہ لذت متعلق کسی حس کے ہو یعنی آنکھ کے متعلق مثلاً اشیائے جمیلہ کے دیکھنے کی لذت یا کان کے متعلق مثلاً نغمات و مزامیر (راگ اور باجے) و اجارہ خوشی کی لذت و مسرت یا تانک کے متعلق مثلاً پاکیزہ و خوشبودار اشیاء کا سونگھنا۔ یا لباس کے متعلق جیسے کہ شے مرغوب کا لمس (چھونا) یا جماع کی لذت۔

بعض عوارض نفسانیہ روح و خون کو داخل بدن کی جانب دفعتاً متحرک کر دیتے ہیں مثلاً خوف و ہراس کی حالت میں۔

بعض عوارض نفسانی روح و خون کو گاہے داخل بدن اور گاہے خارج بدن کی جانب بلا انتظام متحرک کرتے ہیں جس طرح سے حالت غصہ میں جب کہ غصہ کسی قدر خوف کے ساتھ

ہو

غصے کی	غصہ ایک کیفیت نفسانی ہے کہ اس کے ساتھ روح بہت جلد خارج بدن کی جانب
حقیقت	موزی سے معاوضہ لینے کی غرض سے حرکت کرتی ہے لہذا بلکہ غصے کی کیفیت قوی

ہو اگر نہ آہستہ آہستہ روح کا بہ وقت باہر آنا شروع ہوگا۔ چونکہ حسب تقریر سابق غصہ کی حالت

میں بھی روح کے ساتھ خون ہوگا اس وجہ سے عضو کے وقت بدن اور بالخصوص چہرہ عضو درکا سرخ ہو جاتا ہے۔

خوشی کی حقیقت خوشی اس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ جس کی تحریک سے روح پر غرضن وصل شے مرغوب قلب سے خارج بدن کے جانب اندک اندک متحرک ہو جاتی ہے بشرطیکہ بے انتہا خوشی کی کیفیت نہ ہو کہ اس صورت میں بہت جلد ایک دم سے روح خارج بدن کی جانب جاتی ہے۔ چونکہ روح کے ساتھ حسب قاعدہ مذکورہ بالا خون بھی ہوتا ہے لہذا خوشی کی حالت میں بھی عام بدن خضروں کا چہرہ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔

خوف کی کیفیت خوف اس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ روح قلبی و خون لطیف و نورانی بہ اتباع کیفیت خوف کے موذی کے مقابلے سے ناامید ہو کر خارج بدن سے داخل بدن یعنی قلب کی جانب بازگشت کرتی ہے یہ وجہ ہے کہ چہرہ خوف کے وقت زعفرانی (زررد) ہوتا ہے۔

غم کی حقیقت غم اس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ روح و خون بہ اتباع کیفیت غم کے موذی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے داخل بدن میں یعنی دل کی جانب اندک اندک حرکت کرتی ہے لہذا غم میں بھی چہرہ بہ تدریج یعنی آہستہ آہستہ زرد ہو جاتا ہے۔

خجالت کی حقیقت خجالت یعنی شرمندگی اس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ جو بوجہ ار خجالت کے روح و خون گاہے داخل بدن میں اور گاہے خارج بدن میں غیر منتظم طور سے آتا جاتا ہے۔ گویا خجالت مرکب ہے کیفیت غم اور کیفیت خوشی سے۔ کیا یعنی خجالت زدہ کی روح اور خون گاہے ار خجالت سے خائف ہو کر داخل بدن میں متوجہ ہوتی ہے اور گاہے خجالت زدہ کو اس کی عقل شے مغل (خجالت و ہندہ) کی حقارت کر کے اس کو شجاع کرتی ہے لہذا اس کو اس کیفیت آخر الذکر سے خوشی حاصل ہوتی ہے پس روح و خون اس خوشی کی کیفیت سے خارج بدن کی جانب حرکت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ خجالت زدہ کا چہرہ گاہے زرد گاہے سرخ ہو جاتا ہے یعنی ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے جیسا کہ خجالت زدہ کے پرے کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔

کیفیات نفسانیہ کی حوادث

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کی حرکت خواہ بدن یعنی قلب کی جانب ہو یا خارج بدن اس کے ساتھ ہی خون صاف و لطیف و نورانی بھی حرکت کرے گا اور جس جانب روح کو حرکت ہوگی اس جانب حرارت کو بھی حرکت ہوگی اور جس جانب روح و خون و حرارت کو حرکت ہوگی اسکی خلاف جانب برودت کا غلبہ ہوگا۔ بہر حال بے انتہا حرکت روح کی عام اس سے کہ داخل کی جانب ہو یا خارج کی جانب ہٹک رہے۔

شادی مرگ غصہ مرگ
دگر غم واقع ہو جانے
کی وجہ

لیکن خارج کی طرف روح کی بے انتہا حرکت کرنے سے جیسا کہ خوشی کی حالت میں ہوتی ہے ہلاکت اس وجہ سے وقوع میں آتی ہے کہ جب اکثر حصہ روح کا بیرونی جانب متوجہ ہوگا تو اندک مقدار حصہ روح اندرونی جانب باقی رہ جائے گا پس وہ تھوڑا حصہ بھی بضرورت رفع خلا باطن میں پھیلے گا اس لئے وہ حصہ قلیل روح کو جو بضرورت پھیل گیا ہے بھانپ سے نحیف ہو جائے گا لہذا نہایت ہی ضعیف اور کم طاقت ہوگا اور اپنے ضعیف و کم طاقت ہونے کی وجہ سے باطن بدن کی تدبیر میں عاصی اور قاصر ہوگا پس لامحالہ باطن بدن سرد ہو جائے گا اور جس قدر روح خارج بدن میں حرکت کرے آیا ہے وہ حصہ حرارت مزاج کی وجہ سے تحلیل ہو جائے گا چونکہ بوجہ مذکورہ بالا باطن بدن سے اس بیرونی حصہ روح کی مدد قطع اور موقوف ہو جاتی ہے پس ظاہر بدن میں بھی برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس واقعہ سے یا تو غشی پیدا ہوگی یا موت۔ جس طرح سے افراط خوشی میں شادی مرگ واقع ہو جاتی ہے۔

گاہے افراط غصہ بھی باعث موت ہو سکتا ہے مگر برسبیل قلت۔ یعنی ایسے واقعہ کہ ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ افراط غصہ کی حالت میں روح کو خارج بدن کی جانب حرکت تو ہوتی ہے مگر خون کا جوش بوجہ طلب انتقام بغیر حصول قوتہ ممکن نہیں ہے اور جب کہ قوتہ کافی ہے تو غشی اور موت کا وقوع نہایت ہی نادر بلکہ بعید معلوم ہوتا ہے الا ماشاء اللہ قائلے۔

جس طرح سے روح کا خارج کی جانب افراط سے حرکت کرنا باعث ہلاکت و موت ہوتا ہے اسی طرح سے روح کا خارج سے داخل بدن کی جانب افراط سے حرکت کرنے سے بھی موت کا

حادثہ پیدا ہو جانے ممکن ہے۔ اس لئے کہ جب روح و خون باطن کے جانب بہ شدت متوجہ ہوں گے تاہیں کہ مجاری (مقامات سیر) روح بوجہ اجتماع روح و خون گھٹ جائے گی پس اس حالت میں بالضرور حرارت غریزی (اصلی حرارت) سمجھ جائے گی اور حرارت غریزی کا بچہ جانا بھی موت ہے۔

سکون نفسانی کی تشریح - اس تمام حرکات نفسانی کے بیان سے بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ سکون نفسانی کس حالت کا نام ہے۔ یعنی حرکات نفسانی مذکورہ کی عدم حالت

کو سکون نفسانی کہتے ہیں جس طرح سے افراط حرکات نفسانی طرح طرح کے بلاؤں میں مبتلا کرتے ہیں تاہیں کہ ہلاکت کی نوبت پہنچاتی ہے اسی طور سے افراط سکون نفسانی سے بھی نقصان پہنچتا ہے اس لئے کہ افراط سکون نفسانی عام بدن میں برودت اور ذہن میں بلاوت اور عقل میں ظلمت پیدا کرتا ہے۔ پس اس تقریر سے ثابت ہوا کہ حرکات نفسانی بھی صحت کے لئے ضروری ہیں جیسا کہ حرکات بدنی تندرستی کے لئے ضرور ہیں۔

مالش بدن

حرکت کی دوسری صنف (قسم) دلک ہے یعنی مالش کرنا۔ عام اس سے کہ مالش کل بدن کی ہو یا کسی عضو خاص کی اور عام اس سے کہ ہاتھوں سے ہو یا پارچہ ملائم و خشک (گھردے) سے اور عام اس سے کہ خشک ادویہ سائیدہ سے ہو یا اقسام روغن سے غرض جس طرح سے ہو۔ اس عمل کے فوائد بھی مثل ریاضت کے فوائد کے ہیں بلکہ بعض اوقات و حالات میں دلک (مالش) سے بر نسبت ریاضت زیادہ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

دلک یعنی مالش بدن کے فوائد عام - دلک کے دو قسم ہیں ایک دلک سخت (سخت مالش) دوسرے دلک نرم (ملاہم مالش) چنانچہ مالش شدت اور سمجھتی سے کرنا بوجہ تحلیل

رطوبات زائدہ جس کا تذکرہ حرکت و ریاضت کے بیان میں کیا گیا ہے عضو کو قوی اور سخت کرتی ہے۔ دوسرے قسم کی دلک یعنی دلک ملاہم اعضا کو سست کرتی ہے اس لئے کہ اس مالش سے عضو مدلولک (مالش) کیا گیا ہے رطوبات جذب ہوتے ہیں۔

بہت دیر تک کسی عضو کا دلک کرنا اس عضو کو لاغر کرتا ہے اس لئے کہ کسی عضو کا دلک

یعنی مالش مدت دراز کی اس عضو کے عمدہ رطوبات بھی تحلیل کرتی ہے کہ جو سرسبزی جسم کے باعث ہیں۔

مگر معتدل مالش بدن کو بالضرورت فرہ کرتی ہے اس لئے کہ معتدل دلک سے خون بھی جذب ہوگا اور تحلیل بھی نہیں ہوگا۔

خشن پارچہ (کھکھڑے کپڑا) سے مالش کرنا خون کو جذب کرتا ہے بشرطیکہ یہ مالش دیر تک نہ ہوتی رہے کیونکہ دیر تک مالش ہونے سے رطوباتِ مجذوبہ کا تحلیل شروع ہوگا۔ ملائم کف دست یا ملائم پارچہ سے مالش کرنا خون کو جذب کرتا ہے اور جس خون بھی اس مقام پر ہوتا ہے کہ جہاں جذب ہو کر آیا ہے۔

دلک یعنی مالش بدن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دلک قدیم (دو نوں پیروں کی مالش) کے فوائد خاص اور دلک کفین (دو نوں ہتھیوں کی مالش) بہت سے امراضِ دماغی

کو نفع کرتی ہے عام اس سے کہ امراضِ مادی ہوں یا متعین بخارات مادی۔ خواہ بجلات مادہ حاصلہ فی الدماغ (دماغ میں پہنچے ہوئے) یا مادون الدماغ (دماغ سے علاوہ) سے ہوں یعنی اور اعضا کے موادِ مجتمہ کے بخارات اٹھ کر دماغ میں پہنچتے ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس قلب کو بھی دلک قدیم اور سابقین سے اور دلک کفین سے نہایت درجہ راحت پہنچگی۔ میرے نزدیک اگر بغیر ضرورت بھی تلووں اور کف دست کی بالمرہ (درونماہ) مالش کرائی جائے تو یہ عمل حفظِ بصارت و حفظِ دیگر افعالِ دماغی کے لئے نہایت ہی مناسب ہوگا۔ اور قلب کو بھی نہایت ہی اطمینان اور تفریح ہوگی۔ اس لئے کہ مالشِ اعضا سے مذکورہ سے بخارات ناقص کہ جن سے عادتاً کسی انسان کا عمدہ و جگر یا انتڑیاں وغیرہ خالی نہیں ہو سکتے دماغ و قلب وغیرہ کے جانب سے قدیم اور کفین کی جانب آنا شروع ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بخارات اپنی کیفیت سے قلب و دماغ وغیرہ اعضا ریشہ و شریفہ کو سخت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اگر نفسِ دماغ میں کوئی مرض مادی ہوگا تو عملِ دلک یعنی مالش سے مادہ مرض بھی جذب ہونا شروع ہوگا۔ اس بنا پر جملہ اقسامِ صداغ (دوسر) و دوسر سام و مایخولیا و عشق و دیگر امراضِ دماغی کو دلک نہ کر رہتے ہی نفع دے گی۔

بعض اوقات غذا سے ردی یا کسی اور بے اعتدالی کی وجہ سے عمدہ میں نفع و قرار

وغیرہ لاحق ہوتا ہے ایسے وقت میں سطح شکم پر مالش کرنے سے فوائد ظاہر طور سے محسوس ہوتے ہیں۔

اگر کسی خاص عضو میں کوئی مادہ غلیظ یا چکیتا ہوا قائم ہو گیا ہے اور اس کا اخراج ظاہراً اور طور سے دشوار معلوم ہوتا ہے تو ایسے موقع پر دلک یعنی مالش اس دشواری کی کفیل ہوگی۔

اگر کوئی عضو خاص بنسبت دیگر اعضاء کے خلقتہ لاغر اور کوتاہ پیدا ہوا ہے یا کسی عارضے کی وجہ سے لاغر یا ضعیف ہو گیا ہے تو اس کو فریبہ و توانا کرنے کی تدبیر دلک سے بہتر اور کوئی نہیں ہے اس لئے کہ عام بدن یا کسی خاص عضو کی فریبی اور دمازی ممکن نہیں ہے تا وقتہ کہ اس عضو میں غذا عمدہ ذریعہ سے آزادانہ نافذ نہ ہو اور نفوذ کا مل غذا کا نہ ہو گا تا وقتہ کہ حرارت کو اس عضو میں پوری جگہ نہ ملے کیونکہ تغذیہ (غذا پہنچانے) کی مہتم حرارت ہے اور حرارت کو وسیع جگہ ملنا بدن یا عضو کے مجاری (جاناے گرم) کی وسعت سے ہوتا ہے پس حرارت کو وسیع جگہ ملنا دلک یعنی مالش کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔
حصن حرکت بلا دلک اس کام کی تکمیل نہیں کر سکتی ہے۔ بالجمہ جس عضو کو فریبہ کرنے کی ضرورت ہو اور لا اس میں سخت دلک سے کام لیں بعدہ اس پر گرم پانی کا نطول (تربڑا) کریں من بعد دیگر نائقی تدبیریں عمل میں لادیں تاکہ رطوبات مجذوبہ اپنی جگہ پر قائم رہیں۔
اگر کسی عضو میں مادہ ریچی یا سردی کا غالب ہو تو اس مقام پر بھی دلک سے بہت اچھا کام نکلتا ہے۔

اگر کسی فوقانی (بالائی) حصہ بدن سے کسی مادہ کا جذب کرنا منظور ہو اور ایسے وقت میں اور نذیرات جذب مادہ کی دشواریوں تو یہاں عمل دلک نہایت کافی ہوگا۔

فائدہ عظیمہ

چونکہ قبل اس کے بہت تشریح کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ عندالریاضت (ریاضت کے وقت) روح و خزانہ و حرارت کو حرکات ہوتے رہتے ہیں لہذا قبل ریاضت کے دلک (مالش) بدن نہایت ہی مناسب ہو گا تاکہ دلک اعضاء کو آمادہ و مستعد ریاضت کے حرکات پر کرے۔
قبل ریاضت جو دلک کی جائے وہ ابتداءً بجلاہت ہونا چاہئے بعدہ بتدریج ریاضت کے شروع

کے وقت تک سختی کی جانب بڑھائی جائے۔

علیٰ ہذا القیاس بعد ختم ریاضت بھی دلک بدن بہ ملائمت ضروری ہے اس لئے کہ یہ دلک انسان کے تھکے ہوئے اعضا کو راحت پہنچاتی ہے اور رطوبات بدن کے تحلیل کو مانع ہوگی۔ اور روح و خون کو اعضاء کے جانب جذب کرے گی اور نیز روح و خون مجذوبہ کی حفاظت بھی کرے گی اور ان مواد ناقصہ کو تحلیل کرے گی کہ جو بعد ریاضت عضلات و اعصاب میں کسی قدر باقی رہ گئے ہیں۔

غسل اور حمام کے احکام

غسل و حمام کے ضروری ہونے پر ایک لیبیہ تقریر جس طرح سے ریاضت و دلک انسان کی تندرستی کے لئے ضروری ہے اسی طرح سے غسل و حمام بھی انسان کی بقاے صحت کے لئے ضروری ہے بلکہ اکثر مواقع پر صحت زائلہ کو واپس لانا ہے۔

حکیم مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے بدن انسان میں مختلف طرق (راستے) مناسب واسطے دفع فضول ناقصہ مقرر فرمائے ہیں عوام کی فہم کے غرض سے ہم ان کو مشروحاً بیان کرتے ہیں سب سے بڑا فضلہ معدہ کے تصرفات سے ہوتا ہے جس کو براز اور ہمارے محاورے میں مجازاً پائینی کہتے ہیں۔ کیا معنی معدہ شے ماکول رکھائی ہوئی چیز کی دو تفریق کرتا ہے۔ ایک حصہ کہ جس میں صلاحیت تغذیہ (غذا دینے کی) ہے جگر کی قوتہ جاذبہ سے جگر میں جذب ہو جاتا ہے دوسرا حصہ کہ جو غذا سے خالی ہو جاتا ہے بذریعہ قوتہ جاذبہ امعاء (آنتیں) میں جذب ہو جاتا ہے یہاں اس کو اس قدر توقف ہوتا ہے کہ قدرے قلیل بقیہ اجزائے اغذیہ جگر اپنی قوتہ جاذبہ سے جذب کر لے پس اب یہ فضلہ بجمیع الوجہ بیکار ہو جاتا لہذا طبیعت باسئداد و صفا جو رارہ (پتے) سے قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے اس فضلہ کو پیچیدہ انتڑیوں سے بہ خط استقیم ہمارے مستقیم کی سڑک پر لاکر مبرزہ پائینی کا مقام سے دفع کرتی ہے۔ چونکہ یہ فضلہ مقداراً جملہ فضلات سے زیادہ ہوتا ہے اور دیگر فضلات سے گاڑھا اور سنگین بھی ہوتا ہے لہذا اس کے لئے مخزن رجاسے (خروج) بھی بہ نسبت دیگر فضلات وسیع بنایا گیا ہے

اب وہ حصہ غذا جو جگر میں گیا ہے اس میں جگر بھی اپنے تصرفات اور فرائض ادا کر کے دو تفریق کرے گا ایک حصہ سے اخلاط تیار ہونگے اور بدن کی عمارت کی ترمیم کرتے رہینگے دوسرا حصہ

کردہ کی قوتہ جاذبہ سے جذب ہو کر گردے میں آئے گا جس میں سے گردہ اپنے قابل اجزاء
 اپنی غذا کے لئے حاصل کر کے بذریعہ اس کی قوتہ دافضہ یا وسیلہ قوتہ جاذبہ مشانہ کے مشانہ میں
 آدے گا یہاں اس فضلہ کو اس قدر توقف ہوگا کہ مشانہ اپنے مزاج کے موافق اس میں
 سے اجزاء غذائیہ حاصل کرے جب مشانہ اپنی غذا لے لے گا تب وہ حصہ مجذوبہ باطل اجزاء
 غذائیہ سے خالی ہو جائے گا وقت مشانہ کی قوتہ دافضہ براہ حلیل (سوراخ) فکر اس کو دفع کر دیگی۔
 جس کو پیشاب کہتے ہیں۔ چونکہ یہ فضلہ بہ نسبت فضلہ اول الذکر کے مقدار کم اور قوتہ مارقیق ہوتا
 ہے لہذا اس کا مخرج دیکھنے کا راستہ بہ نسبت مخرج فضلہ مذکورہ الصدر تنگ اور بہ نسبت دیگر
 مخرج وسیع بنایا گیا ہے۔ اب اس غذا میں سے جس کو جگر نے اپنی نالیوں کے ذریعے سے
 جنہیں طبیب وریدین کہتے ہیں بدن کے چمن کی آب پاشی کی ہے بغرض پرورش بدن
 میں آئے گا جس سے گل بدن کی جلد بھی غذا حاصل کرے گی جب کہ جلد غذا حاصل کرے گی تو
 اس فضلہ کو کہ جس میں صلاحیت تغذیہ نہیں رہی ہے دفع ہو نا ضروری ہے لہذا طبیعت اس
 فضلہ کو بخارات (بھاپ) بنا کر مسامات بدن کے راستے سے باہر نکالتی ہے کہ جو فوراً ہوا کے
 ملاقات سے پانی کی شکل بدل کر بدن پر بہ نکلتا ہے جس کو پسینہ یا عرق کہتے ہیں۔ پس
 غور کر کہ اگر مجاری (گزر گاہیں) بول و براز کی کسی وقت بند ہو جائیں یا بول و براز دپائخانہ و
 پیشاب کے راستے نامہوار اور غیر مصفے ہو جائیں جس کی وجہ سے بول و براز کا آنا بند ہو جائے۔
 یا بول و براز کے خارج ہونے میں دشواری ہو تو انسان پر کیسی ناگفتہ بہ بلائیں اور مصیبتیں
 پیدا ہونگی۔ پس اسی حالت پر قیاس کر لو پسینہ یا عرق کی حالت کو کہ وہ بھی ایک قسم کا
 فضلہ ہے اور اس کے مخرج مسامات جلد بدن ہیں اور جلد بدن چونکہ ہر وقت خارجی ہوا سے
 کہ جو بخار سے خالی نہیں ہوتی ہے ملاقات کرتی رہتی ہے اور اکثر اوقات بخارات
 روہ خارجیہ کا بدن سے اتصال رہتا ہے بدیں وجہ جلد بدن منفعیل ہو کر اس کے مسامات
 سد و یا ناصاف ہو جاتے ہیں۔ یا مسامات کے قعر (گہرائی) میں رطوبات متعفنہ جمع ہو جاتی
 ہے اور فضلات مذکورہ کا مخرج موقوف ہو جاتا ہے یا اس کے خارج ہونے میں کمی آ جاتی ہے
 لہذا بیرونی ہوا کہ جو ترویج (ٹھنڈک پہنچانے) حرارت غریزی کے لئے مسامات کے ذریعہ
 سے داخل بدن میں پہنچتی ہے آزادانہ نہیں پہنچ سکتی اور نیز دیگر اغراض کی وجہ سے بھی
 نفع مسامات جلد کی اشد ضرورت ہوتی ہے لہذا یہ جملہ ضروریات غسل اور حمام سے تکمیل پاتے

ہیں

بعد غسل و حمام طبیعت میں تفریح کیوں پیدا ہوتی ہے۔

غور کرو کہ بعد غسل و الحمام از حمام اور غسل کے بعد طبیعت میں نہایت درجہ تفریح ہوتی ہے اور طبیعت کا انقباض دفع ہو جاتا ہے عام اس سے کہ انقباض طبیعت بوجہ عوارض نفسانیہ یعنی غم دالم و فکر وغیرہ ہو یا بوجہ عوارض برقی۔

اس تفریح و انبساط کی وجہ یہ ہے کہ غسل سے مسامات بدن اندرونی اور بیرونی کشافوں سے پاک ہو جاتے ہیں نسیم بار و قلب و حرارت غریزی کو خود مختار اندر بلا مزاحمت کشافت محبت نے المسامات (جو مسامات میں جمع ہو گئی ہے) کے پھونچنے لگتی ہے جس کی وجہ سے قلب میں اور روح حیوانی میں انبساط رکٹ و گئی ہوتا ہے اور رنج و غم دالم و عزن میں قلب کو حالت انقباضی لاحق ہوتی ہے اور حالت انبساطی قلب کے انقباضی حالت کے خلاف ہے۔ پس اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کیا جائے تو سرد پانی بالذات ترویج حرارت غریزی و حرارت اصلی کہ ہوا ہونچانا اور قلب کے انبساط میں چارہ گر ہو گا اور آب گرم یا نیم گرم سے غسل کیا جائے گا تو مسامات جلد بدن کی تفتیح (کشادگی) کی وجہ سے نتیجہ کے طور پر وہی بات حاصل ہوگی کہ جو آب سرد میں۔

غسل کے فوائد و تشریحات مفیدہ بشرطیکہ کوئی امر عارضی مانع موجود نہ ہو تو کم سے کم روزمرہ ایک بار غسل کرنا مناسب ہے اور بہترین وقت غسل صبح کا وقت ہے اس لئے کہ تمام دن اور تمام رات کے فضائل جو مسامات میں جمع ہیں یا اجزائے ادویہ خارجیہ فوق الجلد (جلد کے باہر جو چرک یا میل وغیرہ ہوتی ہے) کا تصفیہ بخوبی ہو جائے گا۔ اور محل و مقام غسل کوئی ایسا مقام پاک و صاف اور محفوظ ہو کہ جہاں سرد ہوا کا گزر نہ ہو اور مقام غسل نجاست و کثافت سے صاف اور صاف ہو۔

جس پانی سے غسل کیا جائے وہ پانی بھی اون عیوب اور نقصانات سے پاک ہو کہ جن کا تذکرہ پانی کے احکام میں گزر چکا ہے اور جتنے الامکان غسل کا پانی شیرین اور صاف و رسبک ہو کھاری اور مکرر پانی سے غسل کرنا باعث سعادت ہوگا۔

جس پارچے سے مثلاً تولیہ وغیرہ سے بعد غسل بدن پوشا جائے وہ پارچہ صاف و صاف ہونا بہت ضرور ہے وگرنہ پارچہ کثیف کی کثافت سے پھر مسامات جلد کثیف

ہو جائیں گے اور امر مطلوب فوت ہو جائے گا۔

حتی الامکان بعد غسل کیفیت لباس بھی ناہیننا چاہئے اس لئے کہ ایسے لباس سے منافع غسل بہت کم ہو جاتے ہیں۔

تا وقتے کہ غسل کرنے والے کا جسم بالکل خشک نہ ہو جائے اس وقت تک سرد ہوا سے عام بدن خصوصاً سر کی حفاظت بہت ہی فردری ہے اس بنا پر سر کے بالوں کو خشک کرنے میں بہت جلدی اور مبالغہ کیا جائے اس لئے کہ پانی کی برودت سے دماغ کو سونت نقصان پہنچتا ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ سرد پانی سے نفع پانے کے دماغ کے لئے موجود نہ ہو غسل کے وقت حتی الامکان عام بدن خصوصاً زیر بغل اور کینچ ران وغیرہ کی مالش میں زیادہ سرگرمی کرنا چاہئے تاکہ سہہ دیگر فوائد و ملکین کار مالش بدن (بھی فائدہ ہو کہ جس کی صراحت قبل اس کے کی گئی۔

جاڑوں کے غسل کی ہدایت بہ لحاظ اصول مذکورہ بالا جاڑوں کے فصل میں عموماً تندرست ہر عمر والے کو گرم پانی سے غسل کرنا چاہئے اس لئے کہ اس موسم میں مسامات جلد بدن خارجی سردی کی وجہ سے بند رہتے ہیں اور گرم پانی سے مسامات جلد بدن کشادہ ہو جاتے ہیں گرم پانی سے ایسا تیز گرم پانی مراد نہیں ہے کہ اس کی حرارت کی برداشت مشکل سے ہو اس لئے کہ ایسا تیز گرم پانی بھی مسامات کو بند کر دیتا ہے اور رطوبات بدن کو خشک کرتا ہے۔

گرمیوں کے غسل کی ہدایت جب تک بارش کا اثر عام طور سے ہوا زمین وغیرہ میں محسوس نہ ہو اس وقت تک برعایت اصول مذکورہ بالا بارہ برس سے زیادہ اور چالیس برس سے کم عمر والوں کو تازہ پانی میں غسل مناسب ہے اس سے کم یا زیادہ عمر والوں کو نیم گرم پانی سے غسل بہتر ہوگا۔

برسات کا غسل جب بارش ہو جائے اور رطوبات و تری کا زمین و ہوا وغیرہ میں اثر محسوس ہو تو اس وقت میں ہر عمر کے اعتبار سے آب نیم گرم سے غسل مناسب ہوگا اس لئے کہ اس موسم میں ہوا کی کیفیات کیساں نہیں رہتے ہیں گاہے گرمی کی کیفیت غالب ہوتی ہے اور گاہے سردی کے لہذا دونوں حالتوں کے لحاظ سے آب نیم گرم بہتر ہوگا۔

جنابت زانی کی (کے غسل کی ضرورت) جنابت کا غسل خواہ بذریعہ اختلام (حالت خواب میں انزال ہونے)

واقع ہوئی تو یا بذریعہ جی سمت وغیرہ۔ اس حالت کا غسل قطع نظر احکام تاکید ہی ہرگز ہے۔
 خصوصاً مذہب اسلام کے عقلی طور سے بھی نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ دلیل عقلی ضرورت
 غسل مختصر طور سے بیان کی جاتی ہے غالباً ارباب فہم ہماری اس دلیل کو تسلیم کریں گے۔
 یہ امر تو محققین اور ماہرین فن طب کے نزدیک قریب بدیہات کی ہے کہ انزال
 جماع سے ہو یا احتلام سے بلکہ محض جماع بغیر حرکات بدنی و نفسانی نہیں ہو سکتی
 ہے اور ہر حرکت قوی حرارت بدن اور اخلاط و رطوبات بدن کی مشورہ و جوش دہندہ
 ہیں پس انزال بلکہ جماع میں دو قوی حرکتیں موجود ہیں یعنی حرکات بدنی و حرکت
 نفسانی پس دونوں حرکتیں بدرجہ اولیٰ مشورہ و جوش دہندہ) اخلاط و رطوبات ہونگی
 جب کہ اخلاط و رطوبات میں بہ توسط حرارت جوش اور نظام عظیم برپا ہوگا تو ضرور ہے
 کہ یہ رطوبات و اخلاط بدن کے اوپر کے طرف رجوع ہوں گے اور وقت انزال چونکہ
 دفعۃً مسامات بدن کشادہ ہو جاتی ہیں لہذا بوجہ قرب و اتصال رطوبات و اخلاط جڑھ
 میں سے کسی قدر فتح مسامات (کھلنے) کی وجہ سے مسامات کی گہرائی میں خارج
 جلد پر رہ جائیں گی پس اگر یہ رطوبات بذریعہ غسل صاف نہ کی جائیں گی تو بالضرور غیر
 مقام میں ہونے کی وجہ سے متعفن ہو جائیں گی اور باعث نقصان تندرستی ہوں گی۔
 و کعبہ جب تک غسل جنابت کا نہیں کیا جاتا ہے طبیعت میں کیلا انقباض رہتا ہے۔
 اس کی علت بجز اس کے اور کوئی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ مسامات بدن کے راہ سے
 جو ہوا تڑو تڑو حرارت و قلب و اصلی حرارت اور دل کے ٹھنڈک) پہنچانے کے لئے
 جاتی ہے وہ انہیں رطوبات متعفنہ سے ملاقات کرتے ہوئی اور ان کی کیفیات رویہ
 سے متاثر ہوتے ہوئی بدن میں جاتی ہے لہذا ایسی ہوا سے حرارت غریزی اور دل کو
 ایذا پہنچتی ہے بدیں وجہ دل میں کما بینتی انبساط نہیں ہوتا ہے اور انبساط ضروری
 کے عدنی حالت انقباضی حالت ہے مگر ان امور کا ادراک اون لوگوں کو ہوتا ہے۔
 جن پر لفظ انسانیت صادق آسکتا ہے نہ بہایم سیرت اور کثیف طبع انسانوں پر۔

توضیح

بہ لحاظ اقسام حرکت کے خواب میں بھی تصورات جماع سے بدن میں حرکت ہوتی رہتی

ہے اور خواب کی حالت میں بھی تصورات و ہیمیہ باعث حرکات نفسانی ہو سکتے ہیں اس مسئلے کی تشریح اہل علم کے نزدیک تو محض نہیں ہے اور عام اشخاص کو اس کے تشریح کی حاجت نہیں ہے۔

حمام

حمام کی مختصر ماہیت اور اس کے غسل کے مختصر احکام

حمام اس مکان کا نام ہے کہ جو واسطے غسل کے بنایا جاوے عام اس سے کہ غسل تندرستی کی حفاظت کی غرض سے کیا جائے یا تندرستی کی واپسی کی غرض سے کیا جائے۔ حمام عموماً چار درجہ کا ہوتا ہے۔ اول درجہ جامہ خانہ کے نام سے موسوم ہوتا ہے یہ وہ درجہ ہے کہ جس مقام پر غسل کرنے والوں کو بجز غسل اپنا لباس اوتارنا چاہئے اس درجہ میں گرمی و سردی اسی حالت پر ہوتی ہے کہ جیسی عام مکانات میں ہوگی۔

اس کے بعد دوسرا درجہ ہوتا ہے اس درجے میں گرمی عمدہ طور سے محسوس ہونے لگتی ہے اس کے بعد تیسرا درجہ ہے اس درجے میں گرمی دوسری درجہ سے بھی زیادہ محسوس ہوگی اس کے بعد چوتھا درجہ ہے کہ جو آتش خانہ کی سطح بالائی اور اس کی زمین ہے یہ مقام نہایت گرم ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر زیادہ توقف ہو تو عجب نہیں ہے کہ غشی وغیرہ آثار صنوف قوت کی نوبت پہنچے۔ اس لئے کہ کچھ تو رطوبت بدن کا اس مقام میں متخلل ہوتا ہے اور کچھ اس درجہ آفرین حمام کی ہوا سے گرم سے قلب کو ایذا پہنچتی ہے۔ بالجلد اس چوتھے درجے میں غسل و مشت مال وغیرہ کی جاتی ہے۔

حاصل مقصود یہ ہے کہ حمام کی تاثیرات انسان کے بدن میں ایک قوی موثرات ہیں۔ اور حمام بعض بعض امراض کو نہایت ہی حیرت ناک نفع دیتا ہے اور بدن میں بہت صاف اور آشکارا طور سے تغیرات اور آثار پیدا کرتا ہے۔

حمام کی عمدگی کی تفصیل اور اس کے غسل کے آداب و احکام بالتفصیل کتب طبیبہ میں درج ہیں لہذا مجھ کو ان کی تشریح اور تزییم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس مجموعہ میں ادون اسور کے بیان کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے کہ جو اور کتب طبیبہ میں مشروح نہیں ہیں۔ یا فروگذاشت ہو گئے ہیں بایں ہمہ ملک ہند کے چند شہروں کے سوا اور کسی مقام پر حمام

نہیں ہیں لہذا عمام لوگ حمام کی ماہیت سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں اوپر طے ہوئے دیار دہلی شاہ جہان آباد کے حمام اپنی قدامت اور پاکیزگی عمارت و تکلفات وغیرہ کے اعتبار سے اب تک شاہان مغلیہ کی یادگار ہیں۔

تبدیل فصل کے احکام

انسان کا ایک فصل سے دوسرے فصل میں آنا
چونکہ تغیرات فصل و موسم کے انسان کی حالت بدن کے لئے قوی تغیرات ہیں اور ہر تغیر فصل باطبع کھانے و پینے و مکانات سکونت و لباس وغیرہ کے تغیرات کا مقتضی ہے لہذا تغیرات فصل کے احکام عام فہم بیان کرنا ضروری ہیں اور ان کی تشریح مناسب معلوم ہوتی ہے۔

موسموں کی تقسیم میں کسی قدر اطباء سلف کی تقسیم سے اختلاف کیا جاتا ہے مگر اس تقسیم میں وہ جملہ احکام شامل ہو جاویں گے کہ جو اطباء سلف کی تقسیم پر حاوی ہو کر چاروں فصلوں کو ایک دوسرے سے تیز و سست دیں گے۔

تقسیم پارینہ سے جو بیان گریز کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اطباء سے موصوف نے موسموں کو چار فصلوں پر تقسیم کیا ہے اور اس تقسیم کے اعتبار سے اونہوں نے ہر موسم کی تدبیر بتائی ہے۔ مگر چونکہ اکثر عمودے و آبادیاں باعتبار خط استوا مختلف اقلیموں میں واقع ہیں لہذا باعتبار حرارت و سردت (گرمی و سردی) ہر مقام کے فصلوں میں نہایت ہی اختلاف ہوتا ہے اور چاروں فصل کا تحقق جملہ آبادیوں میں یکساں نہیں ہوتا ہے۔ پس جس طور سے کہ خاکسار موسموں کی تفصیل کرتا ہے۔ غالباً اس سے اس قدر بالغزور مدلل سمجھتی ہے کہ ہر زمانہ موسم ہر عمودہ کا دریافت ہو جائے اگر کسی عمودہ میں موسم کی ایک ہی حالت رہتی۔ اور دوسرے موسم کی بہت ہی خفیف کیفیت محسوس ہوتی ہے یا اس دوسرے موسم کا زمانہ بہت ہی کوتاہ ہے تاہم اس تقسیم سے پتہ چل سکتا ہے۔

فصل کی
تعریف
ہوا کے مختلف تغیر طبعی اور اس کی مختلف تاثیرات نے البدن و بدن کے اندر الگ الگ اثرات کی تیز ہونے سے فصل کی تعریف حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہوا کے تغیرات مختلفہ کا پیمانہ نہ کیا جائے۔ اور بدن کے تغیرات متنوع (رنگارنگ) کا اعتبار ملحوظ نہ ہو تو موسم لاوجود نہ رہے گا کوئی وجود نہ ہو) میں شمار ہوگا۔

فصل با موسم

طبی کے حدود

بشرطیکہ کوئی امر خاص من قبیل اسباب و اسباب کی قسم میں سے) ارضی و سماوی یا
ہوا وغیرہ کی قربت نہ ہو تو ہوا پر ایک زمانہ خاص میں اگر کیفیت حرارت و برودت

و رطوبت کا یکساں اور برابر مستلظ رہے گا تو اس زمانے کو فصل ربيع و بہار سے تعبیر کریں گے۔
اور اگر ہوا میں کیفیات حرارت و خشکی نہایت درجہ غالب رہے تو اس زمانے کو فصل صیف
(گر میان) یا اگر بیاکھڑا سا کے زمانہ سے تعبیر کریں گے۔ اور اگر ہوا کے کیفیات غیر منتظم ہونگے یعنی
کسی وقت گرمی کا اور کسی وقت سردی اور کبھی کسی وقت سردی و تری کا اور کسی وقت گرمی
و تری کا ایسا دن کو سردی دن کو گرمی کا غلبہ رہے جس طرح سے برسات کے زمانے کی ٹیل و نہار
ہوتی ہے تو ایسے موسم کو موسم خریف کہیں گے جس کو ہماری زبان میں برسات کہتے
ہیں۔

فصل ربيع کے بشرطیکہ آئندہ موسموں میں خوف و احتمال حدوث مختلف امراض کا نہ تو ربيع
لازم کی موسم جملہ استفرغات کے لئے مناسب ہے۔ یعنی فصد یا اسہال یا تھکے وغیرہ کے
لئے۔ اس لئے کہ مزاج اس فصل کا گرم و تر ہے لہذا اودا اخلاط و مواد کہ جو اس کے ماقبل زمانے
میں یعنی سردی کے زمانے میں سردی کے غلبے سے نے الجملہ غلط پذیر (گاڑھاپن قبول کرنے والے)
ہو گئے تھے اب ان میں اس فصل کے مزاج کی تاثیر سے سیلان ہوتا ہے لہذا طبیعت کو
اچھے اخلاط کے روکنے اور ناقص اخلاط کو دفع کرنے کا عمدہ موقع اور عمدہ قدرت ملتی ہے۔
اور ہر استفرغ سے یہی بات مطلوب ہوتی ہے۔

غذا اس موسم کے لحاظ صندیت مزاج موسم سبز ترکاریاں اور ساگ وغیرہ جو مزاج میں زیادہ
سرد نہ ہوں ہی اچھے الامکان گوشت میں سبز ترکاریاں و ساگ مذکورہ شامل کر کے پکا کر کھانا
چاہئے اور ان اشیاء کے کھانے سے سخت پرہیز کرنا چاہئے کہ جو مزاج میں گرم ہیں۔ غالباً
وال سور و مونگ اس موسم میں ایک غذا ہے علاج اور مناسب طبیعت ہوگی۔ اور کچنال کی
کلیاں موسم ربيع میں ایک نہایت مفید اور لذیذ ترکاری ہے۔

اس موسم میں اقسام ریاضت سے وہی ریاضت بہتر ہوگی کہ جو درجہ اعتدال کی ہو۔

باس اس موسم کا بلکا اونی پارچہ کا یا بہت ہی خفیف پنہ دار مناسب حال ہوگا۔

فصل صیف یعنی فصل گرما بعد ختم زمانہ ربيع شروع ہوتی ہے اور گرمی کی یوگا فوجا ترقی ہوتی
موسم گرما کے لازم جاتی ہے۔ حتیٰ کہ تندرست انسان کو کسی وقت میں سردی کے دفع کے لئے

لباس سرمائی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اس موسم میں اکثر ہمارے ملک کے تموروں میں
لوہ چلتی ہے بلکہ بعض مقامات پر تو اس شدت کے ساتھ لوہ چلتی ہے کہ بعض اوقات انسان
اور حیوان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس فصل کا مزاج گرم و خشک ہے لہذا ایسے امراض پیدا
ہوتے ہیں کہ جو غایت درجہ حاد (اور تیز) اور گرم ہیں مثلاً سرسام و تپ صفراوی و ذات الصدہ
و سینہ کا درد و ذات الریہ (پھپھڑے کا درد) وغیرہ)

اس موسم میں چونکہ فصل کی تاثیرات سے بدن انسان میں حرارت و ہیوست کا غلبہ ہوتا
ہے لہذا جملہ قواے بدن ضعیف ہو جاتے ہیں اس بنا پر غذا میں بھی قلت کرنا چاہئے اور
ریاضت و جماع میں بھی نہایت تقبیل ضروری ہے اور ایسے مکانات میں سکونت ضروری
ہے کہ جہاں آفتاب کی تمازت کا اثر نہ ہو یا ایسی تدبیریں کرنا چاہئے کہ جس سے ہواے گرم کی
قربت و اتصال بدن میں نہ ہونے پاوے۔ اس زمانے میں خس و جوالنسہ کی ٹٹیاں مکانات کے
دروازوں پر لگائی جاویں اور ان پر صاف و سرد و شیریں پانی کی بو چھاڑ متواتر کرنا چاہئے۔

حتی الامکان درو دیوار اندرونی مکانات پر سرد و شیریں پانی کی آب پاشی ہوتی رہے۔
اور اگر خوف نزلہ و زکام نہ ہو تو پانی میں صندل سپید و کافور محلول کر کے آب پاشی کی جاوے
سبز ترکاریاں و سبز ساگ برگ کیلا و گلہاے تر وغیرہ اشیائے بارد کی سلیقہ کے ساتھ گلدرتہ
مرتب کر کے طاقون اور میزوں وغیرہ پر چنے جاویں۔

برسبیل تفریح شربت نارنج و شربت فالسہ یا شربت لیمو یا شربت انار ترش یا شربت انگور
خام یا شربت آلوے بخلایا شربت املی سرد پانی میں محلول کر کے عرق بید سادہ یا عرق نیلو فریا
عرق کاسنی یا عرق بہار یا عرق بید مشک یا عرق کیوڈہ یا عرق گلاب شامل کر کے پینا چاہئے۔
جماد اقسام کے دودھ خصوصاً گائے کا دودھ و خشک و برنج کہنہ حسب رغبت طبیعت زیادہ استعمال
کیا جائے۔ سبز ترکاریاں و ساگ سرد تنہا یا گوشت میں ڈال کر زیادہ کھائی جاویں۔ مرچ سرخ
اس موسم میں ترک یا نہایت درجہ کم کر دینا چاہئے۔

لباس اس موسم میں ایسا پہننا چاہئے کہ جس سے لوہ و ہواے گرم سے تحفظ ہو مثلاً سوتی
و بیز کپڑا۔ اس موسم میں حتی الامکان فصرد اسہال سے بوجہ مذکورہ بالا نہایت ہی احتراز چاہئے
مگر عند الضرورت تھے کرنے میں چنداں ہرج نہیں ہے باقی دیگر استفراغ و سخت ضرورت کے
وقت مجبوراً مباح ہو سکتے ہیں ۛ

مجبوراً مباح ہو سکتے ہیں۔

فصل غریب یعنی بشرطیکہ کوئی امر عارضی نہ ہو تو موسم برسات میں ہر تندرست کو لازم ہے کہ کثرت ریاضت و مشقت موسم برسات کے لوازم شاقہ و حرکات نفسانی اور جمیع وغیرہ جن امور سے رطوبات بدنی تخلیل ہوتے ہیں احتراز کرے اس لئے کہ یہ موسم گونا گوا ہر موسم رطوبتی معلوم ہوتا ہے مگر اختلافات گرمی و سردی ہل و نہار کے اعتبار سے اور کثرت تفتیح بدن کی وجہ سے یہ موسم انسان کے مزاج میں تحیف (خشکی) پیدا کرتا ہے لہذا قوائے بدن بھی اس موسم میں بہ نسبت دیگر موسموں کے ضعیف ہو جاتے ہیں۔

اس موسم میں برف سے سرد کیا ہوا پانی خصوصاً برف ڈال کر پانی پینا نہایت مضر ہے اس لئے کہ بوجہ متذکرہ بالا بشمول عام بدن کے ساتھ دماغ و آلات صد بھی موسم مذکور میں ضعیف ہوتے ہیں لہذا اعضاے مذکورہ کو ایسے پانی سے یقیناً صدمہ پہنچے گا۔ حتی المقدور موسم مذکور میں خواجگاہ ایسے مقام پر رہنا چاہئے کہ جہاں کی آب ہولہ اور زمین دور و دیوار نساک نہ ہوں یعنی وہاں تری کا غلبہ نہ ہو۔ اگر اس فصل میں نشست برخواست کی جگہ اور مقام خواجگاہ کو ایک بار عود یا لوبان یا بالچھڑ یا سعد کوئی (ناگرموختقا) یا دیگر شیار خوشبو کی بذریعہ آگ و صوفی دجائے تو ایسا مکان تندرستی کے لئے اس موسم میں ایک عمدہ ماں کی جگہ ہو جائیگا۔

اس موسم میں دن کی گرمی اور رات کی سردی سے نہایت درجہ پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ گرمی سے سردی کی جانب فوراً تغیر ہونا طبیعت کو نہایت درجہ پریشان اور حیران کرتے ہیں لہذا طبیعت اطمینان کے ساتھ امر تبریر بدن کا انتظام نہیں کر سکتی ہے۔

اس موسم کی شبینم سے نہایت ہی گریز چاہئے حتی الامکان شبینم کی رات میں سایہ میں سونا چاہئے جسے کہ شبینمی تان کر تحت آسمان سونے سے کلی تحفظ شبینم سے نہیں ہو سکتا ہے۔

چونکہ برسات کی شبینم کا مادہ وہی بخارات ہیں کہ جو موسم برسات میں زمین کے ظاہر و باطن کے رطوبات متعفنہ سے صعود کر کے (یعنی بلند ہو کر) شبینم ہو کر رات کو نازل ہوتے ہیں۔ لہذا ایسی شبینم کے نقصان رسائی میں کیا شک باقی رہا۔

اس موسم میں بقدر امکان ترکاریوں اور نوا کہ موجودہ فصل (موسمی سیودوں) کو بھی بہت ہی قلت کے ساتھ کھانا چاہئے اس لئے کہ فصل مذکور میں چونکہ عام طور سے حرارت غریزی بدن کی ضعیف اور قاصر ہو جاتی ہے لہذا حرارت قاصرہ ماکولات رطوبتی کے ہضم سے قاصر ہوگی جس نہ محض معدہ ہی کی صعوبت تکلیف کا احتمال ہے بلکہ ان چیزوں کے کھانے سے بدن میں اکثر مواد ناقص پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ جس کی وجہ سے عجیب عجیب امراض کی ہنگامہ پروازی کا خوف ہے۔

اس موسم میں لباس و پوشاک مختلف اوقات میں مختلف ہونا چاہیے کیا معنی جبکہ ہوائے گرم و نازک چلے تو اس وقت لباس لطیف و باریک و ڈھیلہ پہننا چاہئے اور ہر گاہ کہ ہوائے سرد چلے تو اس وقت صدر وغیرہ اعضاء کے تحفظ کے لئے دبیز کپڑا پہننا چاہئے۔

اس موسم میں غسل اور پاکیزگی لباس اور اقسام عطریات کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے اس لئے کہ انسان اور ہر جاندار اس فصل کی ہوائے ایک مخلوط و خوفناک حالت میں ہوتا ہے عطریات میں عطرس و کیوڑہ و گلاب و عطر مٹی کا استعمال سب سے بہتر ہوگا۔ اگر دماغ متخلل ہو یعنی نوازل و زکام وغیرہ سے اس پرکھتا ہو تو کہہ نہ صندل سپید و کافور سے رنگ کر اکثر اوقات پہننا مفید ہوگا۔ اور اکثر امور نقصان آہے ہوئے ایک پیر ہوگا۔

احکام مذکورہ اس وقت میں زیادہ تاکید ہو جائیں گے جبکہ برسات میں کسی قسم کا مرض بانی یا دیگر امراض کی کٹھن ہو اس موسم میں ایک مقام پر زیادہ انسان یا حیوان کل جمع ہونا ایک خوفناک امر ہے اس لئے کہ ہر قسم کی روح کے موسم برسات میں مسامات کشادہ رہتے ہیں جس کی ماہ سے فضلات روئیہ شکل بجزارات آزاد آسکتے رہتے ہیں۔ اور یہ فضلات روئیہ ہوا میں مخلوط ہو جائیں گے اور ہوا کا جوہر بھی فی حد ذاتہ (اپنے آپ میں اس موسم میں خراب رہتا ہے پس تندرستی کے لئے ایسا مجمع اس موسم میں مجمع ناجائز ہو جائے گا۔ اور نہایت شرمناک ہو جائے گا۔ بدیں لحاظ فصل برسات میں مجالس وغیرہ یا شادی کی محفل یا دیگر ہجوم سے حتی الامکان پرہیز ضروری ہے۔ کم سے کم دن میں ایک بار غسل کیا جائے تو بہت ہی مناسب ہوگا اس لئے کہ فضلات بدن مسامات کی تفتیح (کھلنے) سے جلد جلد ظاہر بدن پر آتے رہتے ہیں لہذا فضلات مذکورہ سے بدن کا صاف ہونا ضروری ہے اس موسم میں اگر نمکن ہو سکے تو چوب صندل سپید پانی میں سائندہ کر کے بالائے شکم و پشت و زیر نعل صبح کے غسل کے بعد ضماد (لیپ) کر لینا چاہئے۔

اس موسم میں فصد سہل تھے وغیرہ استفرغات اپنے آپ کو خطرہ ہیں نہ ڈالنا چاہئے اگر کوئی ضرورت سہل وغیرہ خیال کی جائے تو کسی دانا طیب سے عرض حال کرے تاکہ طیب ہو صوف سہل یا فصد وغیرہ بیچنے کے لئے اور توبیر مناسب نکال دے۔

فصل جاڑوں کے اس موسم میں جملہ حرکات بدن فی مثل ریاضت و جمیع اور نیز غذا کی کثرت بہ نسبت دیگر موسموں کی ضروری لوازم بہت ہی مناسب ہے اس لئے کہ جاڑوں کے موسم میں سردی کی وجہ سے اخلاط بدن میں دیگر موسموں کی نسبت انجماد ہوتا ہے اور جب اخلاط میں انجماد ہوگا تو ضرور ہے کہ ان کا حجم بھی کم ہو جائیگا۔ اور جب ان کا حجم کم ہوگا تو بالضرور بدن کے عروق میں کچھ خلا بھی ہوگا۔ یعنی عروق اور فصدائے بدن اخلاط کے

بہتر نہ ہونگے۔ اور یہاں باعث اضطراب و انتشار طبیعت کا ہوگا پس یہی ضرورت اس موسم میں غذا زیادہ کھانا چاہئے تاکہ اس خلا کا تدارک ہو تا رہے کہ جو جاڑوں کی سردی کی وجہ سے رگوں میں پیدا ہوا ہے۔ یاں ہمیں اس موسم میں بوجہ اجتماع حرارت فی الباطن (اندر گرمی کا جمع ہونا) جملہ تو اسے بدن کے افعال بھی قوی ہوتے ہیں۔ لہذا ہضم بھی جلد ہوگا جبکہ جاڑوں کے فصل میں غذا کی زیادتی کی ضرورت ثابت ہوئی تو ریاضت کی بھی کثرت کی ضرورت اس سے ثابت ہوتی ہے کیلئے جاڑوں میں چونکہ حسب تصریح صدر اخلاط و رطوبات میں انجماد ہوتا ہے لہذا ریاضت کے ان میں سیلان مطلوب پیدا ہوگا کہ جو خلا کو بھر سکتا ہے۔

اس موسم میں اگر غذا میں مقویہ مثلاً اقسام گوشت چرندہ و پرندہ و مرغ و تیر و لوہ و بیہ و اقسام حلوہ جات یعنی حلوائے سادہ و حلوائے لوزیات (مغز بادام وغیرہ) و پولاد و بریانی زیادہ مناسب ہیں اس لئے کہ ان چیزوں کے ہضم کرنے کے لئے اس موسم میں قوت ہاضمہ میں کافی قوت موجود ہوتی ہے۔

اس موسم میں ہر قسم کی مجالس وغیرہ جہاں آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے صحت کے لئے چنداں مضر نہیں ہیں اس لئے کہ ہوا میں سردی کی وجہ سے استعداد نقصان قبول کر لینے کی نہیں ہوتی ہے اور نہ انسان کے رطوبات اخلاط میں قابلیت نساہ موجود ہوتی ہے۔

اس موسم میں مکانات سکونت کی ہوا کو سردی کے وقت گرم رکھنا مناسب ہے جس طریقہ سے کہ برسات کے موسم میں مکانات کو بذریعہ بخیر عود و لوبان و بالچتر وغیرہ خشک رکھنا بیان کیا گیا ہے اسلئے کہ جاڑوں میں ہوا کی سردی اعصاب اور دماغ اور صدر کو مضرت پہنچاتی ہے لہذا امراض عصبانیہ (پچھوں) پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یا جو دایں کے ہوائے سکن کے گرم رکھنے سے انجماد اخلاط میں کسی قدر اصلاح بھی ہوگی۔ اور عود و لوبان و بالچتر وغیرہ کی بخیر سے ہوا میں ایک قسم کی ایسی تاثیر پیدا ہو جائیگی کہ جو اعصاب کی تقویت کا باعث ہوگی۔

اس موسم میں سردی سے بذریعہ لباس پتینہ یا پنبہ دار عام بدن کا تحفظ بہت ہی ضرور ہے اسلئے کہ اعضائے مذکورہ گرم رکھنے سے نوازل وغیرہ کا انصباب (رگنا) حلق اور صدر پر نہیں ہوتا ہے۔ اور اعضائے مذکورہ پر نوازل کے گرنے سے امراض خود ناک پیدا ہوتے ہیں

اس موسم میں چاہئے پنا خصوصاً اوقات زیادتی سردی میں تقریباً ہر ایک انسان کو نافع ہوگی۔ اسلئے کہ چلے سخن (گرم کنندہ) اعصاب بھی ہے۔ اور مقوی روح قلبی بھی یاں ہمہ اخلاط و رطوبات بدن میں اپنی حرارت و لطافت کی وجہ سے اس قدر سیلان بھی پیدا کرتی ہے کہ جس کی جاڑوں میں ضرورت ہوتی ہے اور اپنی عطرت (خوشبو) کی وجہ سے قلب اور دماغ کو بھی قوی کرتی ہے اور خون و روح میں نوازیت اور اشراق (چمک) و روانی کا باعث ہوتی ہے۔ چلے پتینے کے بعد بدن میں چستی اور غام میں ہضت جزن

واندوہ میں قلت ماندگی خشکی کا زوال وغیرہ امور جو صاف طور سے ظاہر ہوتے ہیں یہ جملہ امور قوت قلب نورانیت روح و خون کے آثار ہیں۔ حتیٰ کہ چمٹے کے خواص کا اثر جب تک بدن میں قائم رہتا ہے اُس وقت تک غم و بیخ وغیرہ عوارض نفسانیہ کا اثر بہت کم محسوس ہوتا ہے چونکہ چمٹے کے استعمال سے روح و خون میں جودت پیدا ہو جاتی ہے ایسے روح خارج بدن کی جانب روانی میں میرج الحکمت (جلد حرکت کرنیوالی) ہو جاتی ہے۔ لہذا نیند بھی کم آتی ہے اور اس طور سے نیند کا کم آنا مضر صحت نہیں ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو بوجہ امور سرت و خوشی نیند آئے تو اُس کو اس حالت کی بیداری نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

بالجملہ چمٹے کے منافع تغلیباً ہر مزاج کے انسان کو پہنچ سکتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ مگر اس بات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ چمٹے کا استعمال خلوے معدہ میں نہ ہونے پاوے اس لئے کہ خلوے معدہ کی حالت میں چمٹے کے پینے سے استرخار ڈھیلاپن پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اشتہائے طعام کم ہو جاتی ہے بعض مزاج میں چمٹے سادہ بلادودھ خشکی و حرارت پیدا کرتی ہے پس ایسی صورت میں دودھ کے ملانے سے خشکی کا تدارک کر لینا چاہئے۔

مگر حد سے زائد چمٹے کا استعمال بالآخر حرارت و بیخ (خشکی) کا باعث ہو کر خطرناک امراض میں گرفتار کرتا ہے لہذا اُس کے استعمال میں ایک معقول سبیل طبیعت کے حالات کو دیکھ کر اختیار کرنا چاہئے۔

چاروں فصلوں کے متعلق جو امور بالتصریح بیان کئے گئے ہیں وہ اسی وقت تک اور اسی حد تک لازم ہر چار فصل کا آمادہ ہوئے جبکہ چاروں فصل اپنی حالت طبعی سے تغیر نہ ہونگی۔ اور اگر کوئی فصل اپنے مزاج طبعی سے کسی اسباب ارضی و سماوی وغیرہ کی وجہ سے تغیر پذیر ہے تو اُس وقت میں یہ جملہ تدابیر مذکورہ فصول اربعہ (چاروں موسم) انسان کے مزاج پر پوری پوری حاوی نہ ہونگی۔ بلکہ ایسے وقت میں حافظہ صحت کو چاہئے کہ طبیعت عاقل سے مشورہ حاصل کر کے تبدیلات حفظہ صحت کا کار بند ہو۔

سفر کے احکام

انسان کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر سفر کرنا ہے ایسے طرح سے اکثر ایک مقام سے دوسرے مقام پر سفر کرنے سے بوجہ تبدیل آئے ہوا و اختلافات غذا وغیرہ انسان کے جسم میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے۔

پس اگر یہ سفر کسی ایسے مقام پر ختم ہوا ہے کہ جو مسافر کے مسکن سے باعتبار آئے ہوا مماثل اور مختلف ہے۔ تو اُس حالت میں بھی تغیر بوجہ (کسی طرح کا) سفر کرنے والے کی حالت میں پیدا ہو گا گو وہ تغیر محسوس ہو یا نہ ہو۔

سفر کنندہ کا سفر کسی ایسے مقام پر ختم ہو کہ جو بوجہ بعد کثیر و اختلاف فضول وقت بہار و دیر یا و گیتان وغیرہ سفر کنندہ کے مقام سکونت سے مختلف ہے تو ایسی حالت میں انسان کے بدن میں ایک تغیر عظیم آجانا ممکن بلکہ یقینی ہے۔ چونکہ ہمارے زمانہ میں طے سفر کے وسائل آسان اور غیر مفلور ہو گئے۔ اور اگلے زمانہ کے سفر کے صعوبات (تکالیف) مفقود ہو گئے ہیں کیا منے یلوے دو دخانی جہاز قطع سفر بجز وہ بر کے لئے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں لہذا بحفاظت و وسائل مذکورہ مسافر کی حفظ صحت کی تدبیریں بحال صراحت بیان کی جاتی ہیں۔

ریلوے سفر اگر قطع سفر نزدیک ریلوے کیا جائے تو مسافر کو چاہئے کہ حتی الامکان مختلف اسٹیشنوں پر پانی نہ پوے کی تدبیرات علیٰ ہذا القیاس کی ہوئی اشیاء ماکولہ جو اسٹیشنوں پر عموماً ملتی ہیں نہ کھائے اور ہنترامیہ سے کہ صراحیوں میں یا کسی اور ظرف میں پانی اُس مقام کا کہ جہاں وہ رہتا ہے یا کسی اور مقام کا کہ جہاں پانی کی کمی کا یقین ہو ریل کے سفر میں اپنے ہمراہ رکھے۔ اس طرح سے ناشتہ و دیگر کھانے کی چیزوں میں اہتمام ضروری ہے۔ ان امور کی پابندی اُس وقت بہت ضروری ہوگی جبکہ موسم کے بگڑ جانے کی وجہ سے جا بجا امراض شروع ہوں۔ موسم برسات کا بھی ان احتیاط کے لئے زیادہ تر مخصوص ہے۔

سفر کرنے کی حالت میں صفائی اور پاکیزگی لباس و بدن کی اور عمدگی غذا کی جانب زیادہ اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔ کثیف لباس اور نیز کثیف بدن مسافر کی حالت میں نہ ہونا چاہئے علیٰ ہذا القیاس روٹی غذائیں اور دوی و طبی الاضام (دیر ہضم ہاشیما سے بھی سفر میں پرہیز کرنا چاہئے۔

جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے کلاس (درجہ) ریلوے میں سفر کرنا مناسب نہیں ہے کہ جس میں مسافروں کی کثرت اور ایسے مسافر ہوں کہ جن کے لباس و بدن کثیف ہوں یا کوئی اُن میں سے ریض ہو یا اس لئے کہ ریل کی سرعت حرکت کی وجہ سے مسافروں کے اخلاط و رطوبات بدن میں ایک قسم کا شوران و جوش ہوتا ہے۔ اور معمولی حالت سے زیادہ اُن کے اخلاط و رطوبات بدن سے بخارات اٹھتے رہتے ہیں اور مسامات بدن سے بخارات مذکورہ کا سلسلہ خروج (نکلنے کا سلسلہ) جاری رہتا ہے پس فیال کوئے کی بات ہے کہ ایسی حالت میں مسافروں کی کثرت سے یا بیماری مسافر کی قربت سے یا اُن کی کثافت جسم و لباس سے صحیح آدمیوں کو کما حقہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

چونکہ ریل کی حرکت و قیام مسافر و کی رضی کے تابع نہیں ہے لہذا حوائج ضروریہ یعنی پانیخانہ و پیتاب سے قلع ہو کر ریل پر سوار ہونا چاہئے یا کسی ایسے کلاس (درجہ) میں بیٹھنا چاہئے کہ جس میں حوائج مذکورہ کے لئے جگہ بنی ہوئی ہو یا اثنائے راہ میں اطمینانی حالت سے کسی اسٹیشن پر حوائج مذکورہ سے فراغت حاصل کر لے اس لئے کہ جس بول و بارز (پانیخانہ و پیتاب کا بند کرنا) نہایت ہی مضر اور باعث امراض مکلفہ (تکلیف دہ) ہو جائے

اگر اثنائے راہ میں کسی ایسے مقام پر ریلوے کا توقف ہو کہ جہاں امراض و بائیٹہ شروع ہوں تو طبیعت نام
 (چھوڑ کر متصل ریلوے) پر گزرنے اترے۔ بلکہ ایسے مقام پر بیٹھا ہے اسلئے کہ اثنائے سفر میں ہوائے ناقص قبول کر سکی
 استعداد بدن انسان میں زیادہ موجود رہتی ہے لہذا امراض و بائیٹہ سے جلد متاثر ہو نیکا اندیشہ قوی ہے۔

گرمیوں میں اگر ریلوے کے ذریعے سے سفر کا اتفاق ہو تو بلحاظ قواعد مذکورہ لپے ہمراہ لیمو یا نارنگی یا اور کوئی چیز
 لطیف ترش و عرق کیوڑہ و عرق گلاب و سید شاک و عرق بیدر سادہ و قند و صبری و شکر رکھنا ضروری ہے تاکہ عند الحاجة
 شربت مرتب کر کے پیتا رہے۔ اس لئے کہ ایسے شربت کہ جس میں ترشی و عرق و خوشبو وغیرہ داخل ہوں حالت سفر
 میں مختلف مقامات کی ردی ہواؤں سے سفر کرنے والے کو محفوظ رکھتے ہیں۔

اور اگر تحریک نوازل یا دیگر کوئی اندیشہ نہ ہو تو کوئی لباس مثلاً کرتیا تھیں وغیرہ صندل و کافور سے رنگین
 کر کے پہننا چاہئے اسلئے کہ ایسا پیراہن باذن خالق مطلق مختلف مقامات کی ردی ہواؤں سے محفوظ رکھیگا۔
 حتی الامکان موسم گرم میں ان اوقات میں سفر کرنا نہ چاہئے کہ جو اوقات ہوائے گرم و لوہ کے ہوں۔

جاڑوں میں بجائے سفر ایسے لباس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ جاڑے کے صدر سے حفاظت کر کے
 خصوصاً سر و رقبہ یعنی گردن و صدر و پشت جاڑے سے حفاظت کی زیادہ سخت ہے اور اس موسم میں بجائے
 سفر بجائے شربت چائے کا پینا جملہ اغراض صحت کے لئے سخت مفید ہوگا۔

برسات کا زمانہ سفر کے لئے زیادہ اہتمام طلب ہے اس موسم میں بجائے سفر صفائی اور پاکیزگی لباس
 و عطریات وغیرہ کا ہمراہ رکھنا نہایت ہی ضروری اور لیمو وغیرہ ایسے شربت کا بھی ساتھ رکھنا بہت ہی
 ضرور ہے اور بجائے امکان پیراہن کرتیا تھیں صندل و کافور سے رنگ کر پہننا بہت ضروری ہے۔
 کثیف لباس و کثیف جسم یا کثرت مسافروں کے ساتھ سفر کرنا خاصتہ موسم برسات میں نہایت درجہ خوف ناک
 امر ہے۔

عام سفر کی مسافروں کوئی زمانہ قطع سفر کا بذریعہ ریلوے زیادہ اتفاق پڑتا ہے اور غالباً بانقضاء مدت
 تہذیرات کوئی شاذ و نادر گنت ایسا مقام باقی رہ جائیگا جہاں ریل کا گذر نہ ہو لہذا کسی قدر صراحت کے ساتھ قواعد
 سفر ریلوے تحریر ہوئے۔

عام سفر کے قواعد بلحاظ فصل و موسم تشریح مذکورہ بالا سے مستنبط ہو سکتے ہیں کیما معنی بلحاظ سردی و گرمی
 و اغذیہ وغیرہ جس طرح سے کہ اوپر تشریح ہو چکی ہے یہاں بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہئے اور اس میں کچھ شک نہیں
 ہے کہ سفر کیسا ہی آرام کا ہو مگر احتیاط (گھٹانا) قوت و تحمیل روح سے خالی نہیں ہونا ہے۔ اسلئے کہ بن ختم سفر
 حالت قیام میں ایک معقول زمانہ تک وہ تدبیریں عمل میں لانا چاہئیں کہ جن کی وجہ سے ارواح و قوائے بدن میں

تعب (ماندگی) سفر سے تسکین حاصل ہو۔ اور جس قدر طوبات بدن میں سفر کی معمولی باتوں کی وجہ سے تحلیل واقع ہوئی ہے اس کا بوجہ اسن تدارک ہو جائے۔

مقام مقصود بالفرض جہاں پہنچنا مقصود ہو) میں پہنچ کر کیا کرنا چاہئے۔

مقام مقصود پر پہنچ کر اس بات کو دریافت کرنا چاہئے کہ آیا اس مقام کے باشندے باعتبار صحت و مرض کس حالت میں ہیں آیا وہاں کے باشندوں میں کوئی علامات مرض باوی النظر میں عموماً پائی جاتی ہیں یا نہیں مثلاً فتنق و فیل یا یہ یا عرق بدنی جس کو رشتہ اور نارویا نہر داکتے ہیں یا صنعت باہ وغرہ یا اس مقام کے وار و صادر آنے والے (انسان کو کہی خاص مرض سے مقابلہ ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر یہ امور پائے جائیں تو پھر ان امراض کے اسباب کو وہاں کے حالات سے مقابلہ کر کے استقرائے تماثل کرنا چاہئے۔ آیا باعث امراض مذکورہ وہاں کا پانی سے یا ہوا یا وہاں کے باشندوں کی اغذیہ یا وہاں کے فواکہ (پھل) و ترکاریاں وغیرہ یا وہاں کے لوگوں کی بے اعتدالیوں ہیں۔ بالجملة امراض مذکورہ کے اسباب بفرست یا تجربہ یا قیاس یا اسس مقام کے عقلاء اور دانشمندیوں سے دریافت کر کے واقفیت حاصل کر کے اسوقت ان اسباب مرض سے کلینتہ حفاظت کی تدبیر کرے اور جن قسموں کی اغذیہ یا وہاں اور جن قسم کی اصلاحات اور جس نوع کی ریاضت ان امراض سے بچاؤ کے لئے ضروری ہوں اسے اختیار کرے اسلئے کہ تندرستی کو کہ جو اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے (ایگان اور مثل نکرنا سفہا ریو تو فوں) کا کام ہے۔ اور حفظ تندرستی عقلاء کی شان سے ہے۔

حکایت

راقم ۱۹۶۷ء میں تفریحاً بطور سیر بمقام ریاست بھوپال حفظاً عن الشر والنکال (خدا اسے شر و مصیبت سے محفوظ رکھے) گیا تھا وہاں پہنچ کر خاکسار کو بوجہ عدالت و علل ج قاضی نور الدین علی خان صاحب بہادر موہانی نایب وزیر مال توقف کرنا پڑا۔ اشلئے قیام میں دفعۃً مجھ کو قلع (منہ کا آجانا) عارض ہوا۔ چنانچہ اس مرض کی نکایت (سختی) یہاں تک بڑھ گئی کہ تمام زبان اور سطح زبان وغیرہ میں سخت ورم پیدا ہو گیا جسے کہ تکلم (کلام کرنا) وغیرہ بھی دشوار ہو گیا۔ قصہ مختصر ثابت ہوا کہ بانی وہاں کا باعث مرض تھا۔ آخر کار اسکی اصلاح عمل میں لائی گئی تب مرض مذکور بلا علاج دفعہ ہو گیا حالانکہ سینکڑوں کی اصلاح نہیں کی گئی تھی کوئی (دوا) تدبیر فائدہ مند نہیں ہوئی تھی۔

تبدیل مکان کے احکام

انسان کا ایک مکان سے دوسرے مکان میں تبدیل مقام کرنا جس طرح سے ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک مقام سے

دوسرے مقام پر سفر کرنے سے انسان کے جسم پر باعتبار صحت و مرض تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور جس طرح سے ایک شہر یا ایک مہمورہ کی آب و ہوا وغیرہ مختلف ہوتی ہے اسی طرح سے ایک ہی مہمورہ میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں تبدیل سکونت کرنا بلکہ ایک ہی احاطہ کے مکانات میں سے کسی مکان میں تبدیل سکونت کرنا بوجہ اختلاف مٹی و ہوا کے انسان کی صحت و مرض پر اثر معتد بہ (پورا) پیدا ہو سکتا ہے۔

عمدگی مکانات سکونت ہمارے ملک میں عموماً دو طریقوں سے مکانات سکونت کے استعمال میں آتے ہیں یا دو طریقوں سے کی باعتبار صحت جسمانی بنائے جاتے ہیں ایک قسم کے مکانات بغرض سکونت دائمی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے بنائے جاتے ہیں دوسری قسم کے مکانات تغیرتاً عارضی قیام کے لئے بنائے جاتے ہیں جس طرح سے کہ باغات یا سہولیات دیا یا ندی و تالاب وغیرہ کے مکانات محض تفریح و انبساط قیام عارضی مقصود ہوتا ہے بالعموم اول قسم کے مکانات صحت کے ایسے مکانات ہونے چاہئیں کہ جن کی زمین کی مٹی خالص ہو یعنی وہاں کی مٹی شوریا پتھر ملی یا تیلی نہ ہو اور سبب عارضی کی وجہ سے وہ زمین نناک بھی نہ ہو اور اُس کی سطح بھی ہموار ہو اور حتی المقدور بلند ہو اور اُس کے قریب جو ہیں گندہ اور متعفن پانی کا مجمع بھی نہ ہو۔ اور اُس کے ہمایہ میں ردی پتھر اور اپنا پتھر بھی نہ کرتے ہوں مثلاً رانغ و کھال چلنے والے چمار تسانی۔ مچھی خاکروب۔ رنگ ساز اور وہاں مولشی اور ناپاک و کثیف جانور بھی نہ رہتے ہوں۔ اور اُس کے قریب جواریں میں بڑے بڑے درخت اور طویل قامت زراعت (قریباً پیاز کا کھیت) بھی نہ ہو۔ مگر چھوٹے درخت اقسام گل و پھول یا بعض چھوٹے درخت میوہ دار یا پست قامت زراعت کا موجود ہونا باعث نقصان تندرستی نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حوض تالاب کا جس میں پانی مصنفہ بھرا ہو مکانات کے اندر یا اسکے قریب جواریں موجود ہونا کچھ نقصان کا باعث نہیں ہو سکتا ہے بلکہ تفریح و انبساط قلب کا سبب ہو گا۔ غرض کہ انہو مصرحہ صحت کی تاکید و مخالفت اس عرض سے کی گئی ہے کہ اُس مکان کی ہوا اپنی اعتدالی حالت پر رہے اور ہوا کا اعتدال پر رہنا صحت کا نہیں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے جس مکان میں کہ سکونت دائمی ہو اُس کا صحن وسیع ہو پس اگر باوجود وسعت کے تلخ (چوکھنہ) بھی ہو تو نہایت عمدہ بات ہے اگر نہ محض وسعت پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ صحن کے چوگرد چاروں سمتوں میں کمرے یا والان وغیرہ بنوائے جائیں تاکہ لمحاظ حالات ہر موسم و اقسام امراض مختلف سمتوں کی سکونت کی صحبت حاصل رہے ہو۔ اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو شمال رو یا اور شتر قریب مکان ضرور ہونا چاہئے اور ان جملہ مراتب مذکورہ بالا و آئندہ کا لمحاظ ان مکانات کے بارہ میں بھی رکھنا چاہئے کہ جو مکانات زیرین کی سطح بالائی کے اوپر بنائے جائیں۔

والان اور کمرے کی چھتیں اور دروازے بلند ہونا چاہئیں اور جب قدر دروازے والان یا کمروں میں زیادہ ہو گئے۔ اُسے قدر اُس مکان کی ہوا صحت کے ایسے عمدہ اور بہتر ہوگی پائینانہ و پینانہ وغیرہ حوائج ضروریہ کے مکانات ایک گوشہ میں ہونے چاہئیں کہ جہاں گاہ سے بعید ہوں۔ سا اور پینانہ بھی مکانات آرا گاہ اور پائینانہ سے بعید ہو گئے۔

ہونا چاہئے۔ کم سے کم سال میں دو بار مکانات سکونہ پر چونہ کی قلعی پھیرنا ضروری ہے اور اگر قلعی ہم نہ ہو پونجے یا
مکانات اس قسم کے ہوں کہ جس میں چونہ قلعی پھیرنا ممکن نہ ہو تو ایک ماہ میں ایک بار بہت صاف مٹی سے لینا ضروری ہے
پانچاؤ باورچیخانہ کی اصلاح اور صفائی کا بہت ہی خیال رکھنا ضروری ہے کہ جو معمولاً ہائے مک میں صفائی کو نظر انداز کر دیتے ہیں
پانچانہ کے قد مجھے رجن پر پاؤں رکھ کر بیٹھتے ہیں حتی الامکان قلعی و چونہ سے بنے ہوئے ہوں اور اسکی در و دیوار
وزین بشرط امکان بالکل گچ رنجیتہ ہونا ضروری ہے اور قد بچوں کے درمیان میں کونڈہ چینی یا آہنی یا کونڈہ گلی رکھیں۔
تاکہ بول و براز و آبدست ان میں گرتا رہے اور سطح زمین کو چھتہ عفتونت و لمبیدی کا نہ بنا دیں اور اگر ممکن ہو سکے تو فوراً کونڈہ
کو بول و براز و آبدست سے صاف کرایا جائے و گرنہ اس پر رکھ اور چونہ وغیرہ ڈال دیا جائے تاکہ اسکی برہو ہو اور اس
منتشر نہ ہو۔ جو لوگ نہایت درجہ افلاس میں ہیں اگرچہ ان کو انتظام مذکورہ کا انصرام دشوار ہے مگر تاہم وہ اس پر توجہ
مذکورہ الصد متعلق مکانات سے بقدر استطاعت کوئی نہ کوئی مرتبہ اجینٹا اختیار کر سکتے ہیں۔

باورچیخانہ کا پانی تمام صحن مکان میں سائل نہ ہونا چاہئے بلکہ تخصیص ایسی لی بنائی جائے کہ جس کی راہ سے پانی
باہر نکلی جائے اور اگر پانی کا باہر نکلنا ممکن نہ ہو تو ایسے پانی کے لئے ایک مجمع بنایا جائے یعنی ایک چھتہ کو جو گچ
رنجیتہ اور اس پر تختہ وغیرہ سے سپرپوش ڈھکا ہوا ہو اور روزمرہ اس سے پانی نکال کر صاف کیا جاوے۔
مراتب مذکورہ بالا کی پابندی اس وقت میں تو اس قدر ضروری ہو جائیگی جبکہ موسم برسات ہو یا دباؤ سے م شروع
ہو اسلئے کہ ایسے اوقات میں ہر انسان میں استعداد قبولیت اعراض زیادہ ہوتی ہے۔

جن مکانات کی تعمیر نیٹ چونہ سے ہوگی وہ مکانات صحت میں بہتر ہونگے بہ نسبت ان مکانات کے جنکی تعمیر مٹی
سے ہوگی اور مکانات چھتہ کی ہو اور غیرہ مکانات خام سے بہتر ہوگی۔ مکانات کی چھتیں کہ جو گچ رنجیتہ سے بنائی جائیں
ان چھتوں سے صحت کے بارہ میں افضل ہوگی کہ جو چوبی کڑی کی ہوں۔

حتی الامکان مکانات آرام و نشست و برخاست میں اسباب خانہ واری یا جنس ضروری وغیرہ رکھی جائے
بلکہ ان چیزوں کے لئے کوئی علیحدہ مکان فاصلہ سے مین ہونا چاہئے چھوٹے چھوٹے بول و براز کے لئے ایک علیحدہ جگہ
مکانات سکونت سے فاصلہ پر مقرر کرنا چاہئے اور اس مقام کو قلمچہ وغیرہ سے اسی طرح سے مکمل کرنا چاہئے کہ جو پانچاؤ کیسے
لکھا گیا اور اگر کچے علاج ضروریہ کی فراغت سے بوجہ صفر سنی از خود قادر نہیں ہیں تو ان کا بول و براز و آبدست مکانات سکونت
سے علیحدہ کونڈہ میں لینا چاہئے اور فوراً رکھ یا چونہ ڈال جائے۔

استفراغ کے احکام

استفراغ کی نفاذ کن چیزوں پر حاوی ہے طبیعوں کی اصطلاح میں لفظ استفراغ سے ان چیزوں کا بدن انسان سے

خارج کرنا مراد ہے کہ اگر وہ چیزیں باقی رہ جائیں تو بدن میں طرح طرح کے فساد پیدا ہو کر افعال انسانی سلیم طور سے صادر نہ ہوں اور منہوم استفراغ کا اعمال حسب ذیل سے مکمل پاتا ہے۔

(الف) سہل بذریعہ دست آور دو اڈے کے ہنس اخلاط و مواد کا انسان کے بدن سے خارج کرنا اور اسکی قہمیں ہوں۔

۱- بذریعہ اوویہ شمر یعنی کھانے پینے کے دواؤں کے ذریعہ سے۔ ۲- بذریعہ حقنہ جبکہ احتقان اور عمل اور عمل طایر بھی کہیں تو میں

(ب) فصد بذریعہ شگاف رگ مخصوص خون فاسد یا مادہ یا اخلاط ناقص بدن سے نکالنا

رج اتے نیم گرم پانی کے ذریعہ سے پاتے اور اوویہ کے جو شانہ پلانے سے منہ کے راہ اخلاط و مواد بدن کا خارج کرنا۔

دو چھامت باریک نشتر سے بدن کے کسی مقام پر خفیف خفیف کچھنے دیکر خون یا مادہ یا اخلاط و مواد بدن کا خارج کرنا۔

(۵) تعریق جسم یا کنباب (ہیپارہ) و دیگر اعمال کے ذریعہ سے براہ مسامات بدن پسینہ کیساتھ بدن سے اخلاط و مواد کا خارج کرنا۔

(۶) تعلیق معلق جو کونکے لٹکانے کے ذریعہ بدن انسان سے خون یا مادہ ناقصہ نکالنا۔

(ط) انزال۔ بذریعہ جماع فضلات کو بدن سے خارج کرنا۔

استفراغ کی ضرورت اگرچہ مدبر حقیقی نے طبیعت کو امر بدن کا ہتم اور منصرم مقرر کر کے اسکو تیز اور استہام بدن کا عمدہ پیرایہ لچپ تقریر مرحمت فرمایا ہے۔ لہذا تحت الامکان وہ مناسب راستوں سے فضلات مذکورہ کے

دفع پر ہمیشہ سرگرم رہتی ہے لیکن بعض اوقات اس کو ایسے موانع پیش آتے ہیں کہ اس کو فضلات کے دفع پر قصور و عیسان

رکھی و کوتاہی ہو جاتا ہے۔ مثلاً قوت ماسکہ کی کسرتی کہ وہ فضلات کو نہیں چھوڑتی ہے یا قوت دفع کا ضعف کہ وہ

فضلات کے دفع کرنے سے مجبور ہے۔ یا فضلہ مذکورہ مقدار اس قدر زیادہ ہے کہ جس کے دفع کرنے پر طبیعت قادر

نہیں ہو سکتی ہے یا اس عضو کی حس ضعیف ہو گئی ہے جس میں وہ فضلہ موجود ہے جس وجہ طبیعت اس کے دفع پر

توجہ نہیں کرتی ہے یا خود طبیعت کسی امر اہم بدنی کی جانب متوجہ ہے اور فضلات کے دفع سے غافل ہو گئی ہے

پس ان موانع سے اگر فضلات طبیعت کے اہتمام سے دفع نہیں ہونگے۔ تو بدن کی کلوں کا گزرتا شروع ہو جائیگا۔

لہذا ایسے موقع پر استفراغ کی ضرورت ہوتی ہے

سہل کے بارہ میں میں سہل کے بارہ میں ایک بڑی مدلل و بسیط تقریر کرونگا اسلئے کہ میرے نزدیک تجربتہ

ایک بسیط تقریر و قیاساً جملہ استفراغات سے سہل ایک قوی اور چر فطر استفراغ ہے جسکو ہمارے زمانہ کے

اکثر طبیبوں اور ڈاکٹروں نے ایک سہل طریقہ معالجہ کا خیال کر لیا ہے اور علاجاً اخرجاً یعنی اس کا نکالنا ہی

علاج ہے، کا مقولہ ان کی زبان پر جاری ہے اور ان کے لئے یہی سہل سہل معالجہ ہے حالانکہ ان کو دیکھینا

چاہئے کہ آیا کوئی شے قابل اخراج بھی ہے یا نہیں یا بجز اخراج اس کے اور طے سے بھی تدبیر ہو سکتی ہے یا نہیں اور

نیز یہ کہ سہل سے ردی مادہ کے ساتھ میں لطیف اور پاکیزہ رطوبات کس قدر نکلتی ہیں اور نیز یہ کہ طبع و قلب بگ

و معدہ و امعاء کو کسی کسی آفات اور مصائب اٹھانا پڑتے ہیں اور ان کے افعال دوام کے لیے کس قدر نقصان
 پذیر ہو جاتے ہیں اور نیز عام بدن کی قوتوں میں کس طرح انحطال آجاتا ہے۔ میری یہ غرض نہیں کہ سہل کوئی محتاجہ
 نہیں ہے بلکہ وہ ضرور ایک معالجہ ہے اور ہونا چاہئے مگر اس کے محل اور موقع دیکھ کر۔ اور جب کسی اور طور سے حصول
 صحت ممکن الوقوع معلوم نہ ہو تو جمیع شرایط مذکورہ آئندہ کی تکمیل کر کے امراض میں سہلالت سے مدد لینا چاہئے نہ یہ کہ
 اگر کسی کو قبض عارض ہو عام اس سے کراٹس کا کوئی سبب ہو سہل دیا جائے یا کسی کو تپ عارض ہوئی اور سہل کا قرح
 دیا گیا یا اور مفاسل یا اور مطحال یا اقسام صلع اور دوسرا نوازل و دوران سر پیدا ہو کہ سہل کا جام توش یا کہا گیا۔
 یا ریلج باسوریہ (بواسیری) یا دوخان مرق وغیرہ سے کسی شخص کو حشمت یا مراقبت معلوم ہوئی کہ سہل کا حکم دیا گیا۔ یا ذات الخشب
 یا ذات الریہ یا ذات الصدر یا سرساقم حقیقی یا غیر حقیقی یا اختناق الرحم کے عوارض کا هجوم ہوا اور سہل دیا گیا یا خارش یا ایس
 بدن پر ظاہر ہوئے کہ سہل تجویز کیا گیا علیٰ ہذہ القیاس بہت سے امراض ایسے ہیں کہ جو ہمارے زمانہ کے اکثر معالج مروجہ
 سہلالت کے محکوم اور تابع کر دیتے ہیں حالانکہ امراض مذکورہ کے معالجہ میں شاذ و نادر حالات میں واقعی ضرورت سہل
 کی ہوتی ہے پس جملہ حالات امراض مذکورہ میں معالجہ میں مذکورین کا حکم سہل دینا محض ان کے قصور نعم کا باعث ہوتا ہے
 کیلئے وہ لوگ اسباب جزئیہ مرض پر ہرگز نظر نہیں کرتے ہیں اور نہ ان کا ذہن اسباب جزئیہ مرض پر متقل ہوتا ہے لہذا
 جب تک روبرو ایسے امراض کلمرض ہوتا ہے تب سہل طریقہ میں سہل اس کیلئے تجویز کیا جاتا ہے مگر جو عقل طیبہ و اکثر
 میں وہ عقل و اسباب مرض کے مطابق امر معالجہ میں مبادرت کرینگے اور سہلالت سے انکو نہایت درجہ حشمت ہوگی۔
 اب میں اس بات کو ثابت کرتا ہوں کہ سہل جملہ استفراغات سے سخت اور خوفناک استفراغ سے اور بہت سیلئے
 مضعت (ضعیف کفندہ) قوت عام بدن ہے۔ یہ امر تو ظاہر ہے کہ امراض سال کا تمام نہیں ہوتا ہے تا وقتیکہ دوام میں
 نہایت درجہ تیز اور حاد و سمی الجور ذہری طبیعت والی (انہ ہوں مثلاً عصارہ ریونڈ یا جلاب یا مقمونیہ یا شحم حنظل غالیقون۔ تیز
 جب النيل۔ جب السلاطین (جاگلوٹہ) فنطوریون دقین و کبیر و روغن بید انجیر و برگ سنا وغیرہ اور بعض دوام میں مضعت قوت
 معدہ و امعاء (انٹریاں) مثل اسٹاس امی وغیرہ یا انتہا درجہ کی یا بس مثلاً لیبیدہ جات و بہیڑہ وغیرہ۔ اور یہ دوام میں حاد و تیز و سمیہ
 جو ہر قلب و روح و حرارت و رطوبت اصلی کی تحلیل کے لئے ایک شعلہ جوالہ میں ان سے روح و رطوبت غریزی کا تحلیل ہونا
 لازمی ہے۔ اور جب قلب کی قوت ضعیف اور روح و حرارت و رطوبت غریزی راہلی تحلیل ہوگی اور جو ہر قلب عام
 بدن میں اور یہ حادہ کی وجہ سے ایک نوع کا سود مزاج (مزاج کا بگڑ جانا) مستحکم ہو گیا تو اسکا تدارک نہایت ہی دشوار ہو گا میں
 تسلیم کرتا ہوں کہ سہلالت کی وجہ سے مرض زایل بھی ہو جائیگا۔ مگر اس کے ساتھ ہی بدن کی اور کلیں بگڑ جائیں گی جن کی وجہ سے
 اور اعضا و اندک اندک اسباب متعدد امراض ہو جاتے ہیں۔ دیکھو نکھیا اگر کسی مرض کے دفع کی وجہ سے کھایا جائے تو ممکن ہے
 کہ وہ مرض زایل ہو جائے مگر چونکہ روح و حرارت و رطوبت غریزی اور حیات کی ضد ہے لہذا اسکے آثار اور اضرار یعنی نقصان ساقی کے

آثار مختلف صورتوں میں اور مختلف فصلوں اور مختلف رضو کے قالب میں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً نثرہ القیاس و گریسیات کا حال بھی خیال کرنا چاہئے۔ اگرچہ گریسیات کھانیوں اور ادویہ سہلہ استعمال کرنیوالوں کی حالت میں تشبیہتہ سہلہ نہیں ہے کیونکہ گریسیات تکمیل جات (دھڑلے)، منافی روح و ضد حیات ہیں لیکن ادویہ سہلہ سدرہ مندر حیات نہیں ہیں بلکہ تشبیہتہ سہلہ کی نفعی شایہ بہت بھی کافی ہے چنانچہ یہاں ایسی مناسبت موجود ہے۔ سہلہ کی موجودگی سے بھی خوفناک ہے مثلاً اگر بوجہ و تدریر ہی متسل یعنی اسہال حالہ منور وانیکے ادویہ سہلہ نے عمل نہیں کیا یا عمل ناقص کیا یا بوجہ فراط سردی گرمی موسم بالوجہ تدریر ہی او بے احتیاطی تیار ہی ادویہ سہلہ اور یہ سہلہ کا عمل طبل یا ناقص ہو گیا یا کوئی اور اور بدنی یا غیر بدنی منع اسہال یا باعث کی اسہال ہو گئی یا ادویہ سہلہ نے اس شدت سے اپنا عمل کیا کہ کثرت سے رطوبات اصل بھی خارج ہونے لگیں تو ایسے اوقات میں احتیاط ہی حالت اور اور ہم اور خوب ظہر ہو جائیگا۔ سہلہ اس وجہ سے بھی مخلوط ہے کہ وہ ایک استفراغ غیر اختیاری ہے بخلاف دیگر استفراغ کے کہ اس کے اختیار کی باگ اپنے ہاتھ میں رہتی ہے مثلاً قضا کو اگر معلوم ہو جائیگا کہ قصد سے استفراغ خون و مادہ صلح کا ہو رہا ہے تو فوراً اس کے روک دینے پر قادر ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر قسم کے استفراغ کو بھی خیال کر لو بالجلہ سہلہ بدن انسان کے لئے آیات لڑکیم ہے۔ کیا معنی جس طرح سے طبیعت زمین کی بخارات و دخان زمین کے رفع کیلئے زمین میں زلزلہ پیدا کر کے اسکے بخارات اور دخان رفع تو کرتی ہے مگر ساتھ ہی اس کے زلزلہ اور دخان کی وجہ سے اکثر اوقات جا بجا سے زمین شق ہو جاتی ہے اور گاما، زمین کے شق ہو جانے سے اس میں چشمے پانی کے جاری ہو جاتے ہیں اور کبھی کسی مقام پر زمین صفت (دھنس جانا) ہو جاتی ہے اور کبھی دخان مذکور آگ کا شعلہ جو الہ بن کر اجسام کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا ہے۔ یا اجسام کو نقصان پہنچاتا ہے اور کبھی زلزلہ کا خیریت سے بھی گذر جاتا ہے اسی طرح سے سہلہ دو ایسے موقوفینکہ داخل بدن میں ایک ہنگامہ محشر اور اخلاط و رطوبات میں ایک تلام و ظنیانی اور اعضائے ریشیہ میں حیرانی و سرگردانی نہیں پیدا کرتی۔ اخلاط و مادہ اخراج مشکل ہے۔ اور اس حالت سے اخراج مواد ہونا اکثر اوقات خطرناک صورت ہو جاتی ہے۔

کن کن اشخاص کو استفراغ قبل اس کے جو سہلہ کی قبائیس بیان کی گئیں وہ تو ہر وقت اور ہر حال میں ممکن وقوع بالاسہال ممنوع ہے۔ ہیں لیکن گاہے بدنی اسباب مانع سہلہ ہو جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص غایت درجہ گرم و خشک مزاج یا سرد و خشک مزاج ہے اور اس کے جسم میں خون کی نہایت قلت ہے تو ایسا شخص سہلہ نہایت ہی نقصان پہنچا کر کہ ایسے شخص کے رطوبات بدنی رہے سہلہ سے نقصان پدید ہو جائیں گے لہذا اسکی زندگی ایک خطرہ کی حالت میں ہو جائیگی اور اسپر وہ امراض مہلکہ ہجوم کریں گے کہ جو غلبہ میں خشکی کو لازم ہیں۔

جو اشخاص ڈیلے بدن اور کشادہ مہولے ہوتے ہیں ان کے قونے پہلے ہی سے ضعیف اور حرارت غیریزی مضمحل ہوتی ہے اب سہلہ کی وجہ سے قونے اور حرارت غیریزی میں اور بھی ضعف نقصان آجائیگا جسکی وجہ سے دفعہ سقوط قوت (دھت) کا گھٹ جانا کا اندیشہ غالب ہے۔ جو شخص تمام کیندرات انجام دینے والے ہیں مثلاً حامی و مشت مال کرنوں لے کر بھی

سہايات سے نمايت درجہ نقصان پہنچتا ہے اسلئے کہ لوگوں کے حملہ رطوبات بدن و حرارت غریزی ریاضت دہوا گرم
حجم سے تحلیل ہوتی رہتی ہے علیٰ ہذا القیاس اگر سخت مشقت کرنیوالے بوجہ مذکورہ سہايات کے نقصان پاتے ہیں۔
پینتالیس سال سے زائد عمر والو کو بھی سہل سے ویسا ہی نقصان یقینی ہے کہ جیسا اشخاص متذکرہ صدر کو۔

جن اشخاص کی انتڑیاں غارت درجہ گرم و خشک ہوں اور گرمی خشکی کی وجہ سے ان کی آنتوں میں سردے
خشک پیدا ہو جاتے ہوں پس ایسی حالت میں تا وقتیکہ دیگر تیرات داخلی و خارجی سے رفع گرمی و خشکی نہ کی جائے سہل ممنوع
ہے اسلئے کہ ایسی حالتیں احتمال قوی ہے کہ ادویہ سہلہ کی حد تک حرارت یوں (گرمی و خشکی) انتڑیوں کا بڑھ جائے اور حرارت
و خشکی کی وجہ سے انتڑیوں میں انقباض پیدا ہو کر خراش اور قرحہ وغیرہ پیدا ہو جائے اور سردوں میں جس ہو کر نہ محض انتڑیوں
مکمل نقصان محدود رہے بلکہ حرارت یوں کی وجہ سے یرقان و دم بکڑ و سرخ و انواع و انواع کے نپ گرم و سداک عارض ہوں جو ایوں
حوالہ کو سہل ممنوع ہے خصوصاً قبل و چہارم و بعد ماہ ہفتم جس کی وجہ سے مشورہ کا قصد کی بحث میں ذکر کیا گیا۔

جو لوگ سہل کے عادی نہیں ہیں ان لوگوں کو بھی وقتاً سہل تجویز نہ کرنا چاہیے اسلئے کہ ایسے اشخاص کی طبیعت تو یہ ہے کہ
دفتہ دور و ادویہ سہلہ درست آور و واژن کا دار و ہونا ہو گا تو بوجہ نہیں ہے کہ انکی انتڑیوں میں خراش یا قرحہ پیدا ہو جائے اسلئے
اسہال کثرت جاری ہوں کہ ضعف قوتہ کافی بہت پہنچے اور انکا بدن کراہت شور ہو یا ادویہ سہلہ مطلقاً عمل نہ کریں جبکہ وجہ اور قسم کا مشورہ
فساد پیدا ہو جائے۔

کس موسم میں سہل انتہا درجہ کی گرمی یا سردی کے زمانہ میں یا اس موسم میں کہ گرمی و سردی کا کوئی نظم ٹھیک نہ ہو مثلاً برسات
کا دینا ممنوع ہے کا موسم یا ان ایام میں کہ دبائے ہیضہ یا طاعون وغیرہ شروع ہو سہل ممنوع ہے اسلئے کہ ایسے اوقات میں
عموماً ہر انسان کی رطوبات و اخلاط میں استعداد فساد موجود ہوتی ہے اور قوت میں ضعف بھی ہوتا ہے لہذا ادویہ سہلہ کی
تحریک سے خوف ہوتا ہے کہ طبیعت کو ضبط رطوبات اصیابہ پر قدرت تمام حاصل نہ ہو اور رطوبات اصیابہ کا استفراغ شروع ہو جائے
جو انجام کھار باعث فتنہ عظیم ہو جائے بلکہ ایسے اوقات میں ان ادویہ و اغذیہ و تیرات کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو باعث تقویت
قلب و قلب بدن اور فرج قلب ہوں۔

نلتین و مسہل

باوجود ان ذکورہ درجہ و وجہ سہل (سہل کے وجہ ہونکی وجہ) موجود ہونکی کثرت اسلئے ماہ (ماہ کا بھر جانا) سے خوف حدوث خناق یا
سکتہ وغیرہ امراض ہنکا ہو تو بہر حال سہل جائز ہو جائیگا۔

جس مقام پر سہل ممنوع ہے وہاں یہ ضرور نہیں ہے کہ یوں بھی ممنوع ہو۔

طریق مسہل لافزق اور کما کلام سہلہ وہ ویش میں کہ پورولوا قص کو قنات بیدہ روز روز اور رنگ استوں بدن بڑی پنی قوتہ جاؤ بہ سکتہ کشش کر

خارج کریں اور جس کے قبل منضجات (وہ دو ایس جن سے مادہ کا قوام خارج ہونیکے قابل ہو جائے) کا استعمال کیا جاتا ہے۔
یعنی وہ دو ایس ہیں کہ مواد و اخلاط فاسد کو صرف معرہ اور امعاء اور لکے قریب جو اسے خلیج کرے۔

سہل لینے کے بشتر طیکہ کوئی مرض حاد اور تیز نہ ہو یا ایسا مادہ تیز نہ ہو کہ جبکہ انتقالات خوفناک ہوتے ہیں تو قبل سہل
قبل کیا کرنا چاہئے چند روز ادویہ ملینہ یعنی منضجات کا استعمال کرنا ضروری ہے جبکی تعداد بلحاظ اخلاط طب کی کتابوں میں
موجود ہے مگر محض تعداد ایام مندرجہ کتب مذکورہ پر امر نفع مواد میں لحاظ نہ کیا جائیگا بلکہ بول و براز (پانچاخانہ پیشاب) وغیرہ
کے حالات سے معاملہ نفع دریافت کر کے سہل شروع کرنا چاہیے۔

جس طرح سے قبل سہل ادویہ منضجات استعمال کرنا ضروری ہے ایسا ہی غذا بھی اس قسم کی دیجاگی کہ جو لطیف و ملین
ہو اور یسوع المضموم اور مفتوح مجاری بدن یعنی بدن کے اندرونی تنگ راستوں کو صاف کر نیوالی ہو اسی بنا پر پانی کے حالات کو
بھی قیاس کر لو یعنی زمانہ منضج و سہل میں ایسا پانی استعمال کیا جائے جو جمیع صفات مذکورہ پونہ میں عمدہ ہو چکی ہو اسے چھانچ کر
سہل کے دوران میں سہل ہمیشہ اولاً ادویہ سہلہ خفیفہ (ملکی طاقت کی) سے شروع ہونا چاہئے بعدہ بتدریج اس میں ادویہ
کرن کنامہ پر لحاظ کرنا چاہئے قویہ اضافہ ہوتی ہیں گی تا اینکه جو مقصود ہو وہ ختم ہو جائے اگر اتنا سہل میں معلوم ہو کہ مقدر مادہ
میں کہ نفع اگیا تھا وہ خارج ہو گیا ہے مگر هنوز مقدمات بعیدہ اور مجاری عینتہ میں تنگ مقامات سے مادہ خارج نہیں ہوا
تو مسہلات موقوف کر کے پھر منضجات قویہ کا چند روز استعمال کر کے مسہلات شروع کر دینا چاہیے۔

اگر مسہلات کے دوران میں ضعف قلب یا ضعف و مانع یا ضعف عام بدن کے آثار محسوس ہوں تو بلاتال مسہلات
موقوف کر کے چند روز ادویہ اور غذایہ تقویہ قلب و مفرحہ و تقویہ و مانع استعمال کرائی جائیں جن میں قوت تفتیح اور قوت نفع
بھی ہو یا ادویہ مفرحہ و تقویہ قلب بھی ہوں اور ان میں قوت نفع بھی ہو یعنی دونوں مبالغہ میں مشترک ہوں جبکہ مریض کی
قوت کا ایفاء اور ترمیم ہو جائے تب پھر مسہلات شروع کر کے جائینگے۔ اب جو مسہلات شروع ہوں تو ادویہ سہلہ عرفیات
مناسبہ مفرحہ مثلاً عرق گاؤزبان یا عرق بید سادہ یا عرق بادنجیبویہ یا عرق ابریشیم یا عرق گلاب یا عرق نیلوفر میں خیساندہ کر کے
یا جو شانہ کر کے دیجائیں گی۔ اور شربت در در و کر رہ شربت و در و دوبارہ گل ٹرخ کے جو شانہ سے بنایا گیا ہو اس حال میں ایک
عظیم المقدار اور شدید النفع چیز ہے اسلئے کہ شربت موصوف سہل مشترک جمیع اخلاط کیلئے بھی ہے اور مفرحہ و تقویہ قلب بھی ہے۔
در میان دو مسہلوں کے اقل مرتبہ (کم سے کم) ایک روز کا توقف ضروری ہے۔ چونکہ اکثر ادویہ سہلہ مفرحہ و مانع نہیں
لہذا بہر حال ادویہ مفرحہ قلب کہ جو مفرحہ مانع اسہال نہ ہوں۔ ادویہ سہلہ کے ساتھ ساتھ شامل کرنا مناسب ہے۔

بعد سہل کے بغرض رفع حرارت و رفع خشکی انشربت کے بجز مناسب کے ساتھ میں تخم کنوچہ یا اسغول مسلم یا تخم بانگلو
مسلم یا تخم ذرخشک یا شیدہ کر کے بلانا چاہئے اور اگر خوف نزہ و زکام وغیرہ کا نہ ہو تو عرق گلاب قسم اول بقدر مناسب تیردیں
شامل کر دینا مناسب ہوگا اسلئے کہ عرق گلاب میں تقویت معدہ قلب و مانع وغیرہ کے ادوا موجود ہیں بہر المطلب و ادویہ مطلوبہ ہیں
ادویہ ضرورت ہوتی ہے۔

کن کن امور سے ثابت ہوگا جس خلط غالب کا استفراغ منظور ہو جبکہ وہ خلط بقدر مطلوب خارج ہو جائیگا اس کے بعد سرا کہ سہل کافی ہو گیا ہے خلط نکلنا شروع ہو گا پس دوسرے خلط کے نکلنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اب ضرورت اسہال باقی نہیں رہی۔ اور یہ بات بلیب کو ملاحظہ کرنا یا بیخارج بہ (جو چیز اسہال سے خارج ہوتی ہے) سے معلوم ہو سکتی ہے۔ رفع ضرورت اسہال اس وقت بھی معلوم ہو جائیگی کہ جب بعد سہل تشنگی حلوم ہو اسلئے تشنگی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خلط مطلوب کا اخراج چونکہ ہو گیا ہے لہذا طبیعت بغرض اعادہ رطوبات و خلط خارج شدہ پانی کی طلب اسلئے بعض اوقات بوجہ برودت و رطوبت جرم مجددہ کہ جو اوویہ سہلہ کی تاثیرات سے وقوع میں آیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسی پیاس نہ معلوم ہو۔

سہل کا کافی ہونا اس بات سے بھی معلوم ہو جائیگا کہ بعد السہل طبیعت میں خفت اور اشتہا میں ترقی ہو خفت و سہل اس بات کی ہے کہ جو چیز اسہال سے خارج ہوئی ہے وہ غیر طبعی مواد تھا۔ زیادتی اشتہائے طعام اسوجہ ہوگی کہ طبیعت مواد فاسدہ کی تدارک سے مطمئن ہو کر بدل یا تحلیل و تحلیل شدہ رطوبات کا معاوضہ کے حاصل کرنے میں بزرگیہ طلب غذا مگر کم ہے۔

احکام متفرق مسهل

بشرطیکہ اوویہ سہلہ قوی ہوں تو قبل شروع اوویہ سہلہ سو جانا امر اسہال میں مدد اور اعانت کرتا ہے۔ اور اگر اوویہ سہلہ ضعیف العمل میں تو نیند اسکے عمل کو باطل کرے گی لیکن جبکہ اوویہ سہلہ کامل شروع ہو جائے تو اسوقت میں ترک خواب بہر حال ضروری ہے خواہ اوویہ سہلہ قوی ہوں یا ضعیف خواب و بیداری و حرکت و سکون کی تاثیرات کی عمدہ طور سے تشریح قبل اس کے گزیر چکی ہے وہ بیان اور یہ بیان ملا کر پڑھنے سے دلائل امر مذکورہ بخوبی معلوم ہو جائینگے۔

طبیعت کو کسی امر اہم کی جانب متوجہ کرنا یا کسی معاملہ میں مشغول ہونا اسلئے اوویہ سہلہ کو باطل یا ضعیف کرنا ہے۔ قوت و ہمہ سے کام لینا یعنی ہر وقت یہ تصور کرنا کہ اب اسہال ہوئی ہے اسلئے اسے کھانا، مسامات بدن کی وجہ سے مواد خارج بدن کی جانب رجوع ہوتا ہے اور اوویہ سہلہ اسکے خلط جانب کوشش کرتی ہیں پس ضرور ہے کہ اس کاشکش میں اوویہ سہلہ کی قوت ضعیف ہو جائیگی اور طبیعت بھی دو مخالفوں کے جذب سے متحیر ہوگی۔

بیشک موسم سرما میں بحالت سہل آب گرم سے غسل جائز بلکہ بہتر ہوگا اسلئے کہ موسم جاڑوں میں اخلاط بدن میں چونکہ متانت (گاڑھلپن) ہوتی ہے لہذا گرم پانی سے غسل یا حمام گرم میں غسل کرنا اس موادمیں سیلان پیدا کرے گا اور براہ اسہال

طبیعت کو اس کے دفع میں آسانی ہوگی۔

بدن کی مالش ملایم اور بدن پر روغن کی مالش بروز سہل مضائقہ نہیں ہے بلکہ سہال میں مالش سے مدد کی توقع ہے لیکن سخت مالش سے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ ادویہ سہلہ کا اثر ضعیف ہو جائے اس لئے کہ سخت مالش مواد بدن کو خارج بدن کی طرف یال کرے گی کہ جو ادویہ سہلہ کے فائدہ کے خلاف ہے۔

اور سہل میں سرد پانی سے غسل کرنے میں احتمال نفع کا بھی ہے اور نقصان کا بھی لہذا ترک اولیٰ ہے الا اگر فصل نہایت درجہ گرم ہے اور مزاج بھی گرم ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ادویہ سہلہ کیونکر بنائی | اگر ادویہ سہلہ از قسم سفوف یا جوب ہوں تو ان دونوں کو سائیدہ کرنے میں حد درجہ کا مبالغہ کیا
دیکھائی جائیں گی | جائے تب جوب بنائے جائیں اس لئے کہ باریک دوائیں سریع النفوذ ہوتی ہیں۔

جو ادویہ سہلہ از قسم مطبوخ (جو شانہ) ہوں تو ان دواؤں کے ملنے میں زیادہ مبالغہ کیا جائے اور دینر پارچہ میں چھپائی جاویں۔

بعض ادویہ ایسی بھی ہیں کہ جن کے جوش دینے سے قوت سہلہ ان میں سے باقی رہی ہے مثلاً المئاس شیرخت
ترنجبین شکر خام۔ املی۔ ان ادویہ کو عرقیات مغزہ میں علیحدہ کر کے صمد ملکر دو ایک بار ان کو پارچہ صاف میں چھپان کر مطبوخ
سہل میں ملایا جائے۔ املی۔ المئاس و ترنجبین شیرخت حتی الامکان گاڑ ہی چھپائی نہ جاویں۔ علی ہذا القیاس ادویہ
سہلہ بہت شیریں بھی نہ ہوں۔ زیادہ شیرینی کی صورت میں خراب ہوتا ہے کہ طبیعت اس پر وہ تصرفات
شروع نہ کرے کہ جو غذا پر کرتی ہے پس اس طرح سے طبیعت کے تصرفات سے ادویہ سہلہ کے عمل میں نقصان یا بطلان
(باطل ہونے) کا گمان مستحکم ہے۔

گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ بوجہ نفرت بوٹے بد ادویہ سہلہ کے ادویہ مذکورہ براہ قے خارج ہو جاتی ہیں
اگر ایسا اندیشہ ہو تو سانس بند کر کے ادویہ سہلہ کو پینٹا چاہئے۔ یا ان چیزوں کو گونگھنا چاہئے۔ کہ جو فم معدہ کی
تقویت کریں۔ تاکہ غشبان وقتے نہ ہونے پاوے مثلاً برگ پودینہ بنریا برگ دونامروا۔ یا پوست تازہ زنگرہ
یا پنڈول کو عرق گلاب دسر کہ میں تر کر کے یا مرود وہی تازہ وغیرہ۔

دونوں بازوؤں کو اور دونوں پنڈلیوں کو پشت تمام باندھنے سے قے و غشبان کا عمدہ طور سے
انداد ہو سکتا ہے۔ جس وقت کہ معدہ ادویہ سہلہ پر اچھی طور سے حاوی ہو جاوے۔ تب بازو و پنڈلیاں
کھولی جاویں۔

مشاہدہ

میں سے بار بار مشاہدہ کیا ہے کہ صندل پید بگلاب سائیدہ میں پارچہ بقدر کف دست تر کر کے فم معدہ اور وسط معدہ پر اور وہ سہلہ استعمال کرنے کے چند روز منٹ پہلے چپان کرنا منع تھے وغیثان کا ہے اور یہ تیسرا اور یہ سہلہ کے فعل کو باطل بھی نہیں کرتی ہے بلکہ بوجہ طبیعت اجزائے معدہ و تقویت افعال معدہ کو قوی کر کے اور یہ سہلہ کے فعل میں دیگی۔ اور اگر اور یہ سہلہ کے بد ذائقہ ہونے سے طبیعت کو نفرت ہو تو اور وہ سہلہ کھانے پینے کے قبل ان چیزوں کو چھینا چاہئے کہ جس سے جس ذائقہ باطل ہو جائے تاکہ بد مزہ اور بد ذائقہ اور یہ کا ذائقہ محسوس نہ ہو۔ مثلاً پوست خشخاش چبائی جائے۔ یا اس کے جو شانہ سے مضمضہ کیا جائے یعنی ٹکیاں کی جاویں۔ یا برگ عناب چبائے جائیں بقول حکیم از زانی مرحوم برگ عناب چبانے سے جس ذائقہ باطل ہو سکتی ہے اور اگر گرفت ہم پہنچ جائے تو اس کے موندہ میں رکھنے سے جس ذائقہ بوجہ تخریر کے باطل ہو سکتی ہے۔

اور یہ سہلہ سے اسہال کے نیکے اگر اور یہ سہلہ سے اسہال نہ ہوں یا کتر ہوں تو اس کے اسباب اور وجوہ پر خیال و لحاظ رکھنا اسباب اور ان کی تہیرات چاہئے مثلاً اگر موسم نہایت درجہ گرم ہے اور مریض جوان ہے اور اور یہ سہلہ بھی گرم نہیں یا تینوں وجوہ میں سے کوئی وجہ یا کل وجوہ موجود ہیں تو غالباً ان تینوں یا ایک دو وجوہ موجود ہونے اور یہ سہلہ نے تصرف نہیں کیا۔ اور اور یہ سہلہ معدہ کی قوتوں سے متاثر اثر قبول کرنے والی نہیں ہوتی ہیں تو ایسے وقت میں اعلیٰ درجہ کی تہیر یہ ہے کہ اس شخص کو سرد پانی کھونٹ کھونٹ پلایا جائے عام اس سے کہ یہ پانی بڑا تھوڑا سرد ہو یا برف و شور سے سرد کر لیا جاوے۔ اس عمل سے ایک گھنٹہ میں اور یہ سہلہ کا عمل شروع ہو جائیگا۔

یا ایسی حالت میں چوب صندل پید بگلاب سائیدہ میں پارچہ تر کر کے کل اجزائے معدہ و معا کے اوپر رکھنا یا تہیرا و تجربہ مفید ہے علیٰ ہذا القیاس سنجین سرد کر یا سنجینیں لمبوسے ترش اندک اندک چٹا غرض مطلوب کے لئے کافی ہوگا۔ اور اگر اسباب داخلی و خارجی سردی کے مثلاً موسم سردی یا مزاج سرد وغیرہ باعث اسہال نہ ہونے یا کم ہونے کے ہوئے ہیں تو اس صورت میں اس کے برعکس تہیریں عمل میں لانا چاہئیں یعنی گرم گرم پانی یا کوئی عرق مناسب گرم گرم پینا چاہئے اور پیٹ کو عود و لوبان یا بالچیر یا سعد کو فی کے دھوئیں سے روئی کے پہل کے ذریعہ سے سینکنا چاہئے یا محض پینے کہ نہ گرم کر کے پیٹ سینکنا چاہئے۔ اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ سے مالش کرنا دست آئیگے لئے نہایت عمدہ عمل ہوگا۔ کھنڈ آفتابی میں کیفہ مصطلکی رومی شامل کر کے کھلانا چاہئے۔

اور اگر سرد صندل یعنی اور یہ سہلہ کے بنا سنے میں بے تہیری ہو جائے جسکی وجہ سے اور یہ سہلہ کی قوت باطل ہوگی ہے تو اس صورت میں بجز اس کے کوئی علاج نہیں ہے کہ بذریعہ تھے اور یہ مذکورہ علاج کردی جاویں بشرطیکہ معدہ میں

موجود ہیں اور اگر معدہ سے گذر کے انٹریوں میں پہنچ گئی ہیں تو بذریعہ حقیقتہ کہ جو عرق کلاب اور نمک شور محلول سے کیا جائے
 خارج کر دینا چاہئے۔ اس بات کو دریافت کرنا کہ دو اشیاں مہلکہ ہنوز معدہ میں ہیں یا کہ انٹریوں میں پہنچ گئی ہیں یوں معلوم ہو سکتا
 ہے کہ معدہ کے اندر موجود ہونے کی صورت میں معدہ میں گرانی محسوس ہوگی ڈکاروں میں ذالیت اور دوا کی بو کا اثر محسوس ہوگا۔
 کچھ آثار غشیانہ وغیرہ کے بھی پائے جائیں گے اور اگر معدہ سے گذر کے انٹریوں میں پہنچ گئی ہیں تو یہ حالات و آثار مفقود ہونگے
 اور اگر کسی امراض کی جانب مصروف ہو جائے طبیعت کے اور یہ مہلکہ سے کام کی قیام نہیں کرائی ہے تا ایک اور یہ مہلکہ کی
 قوت باطل ہو گئی ہے تو ایسی حالت میں معدہ اور قلب کو مقویہ و مفرد اوریات و تدبیرات سے قوی و توانا کر کے بترک و
 بذریعہ شیانہ یا حقیقتہ اور یہ مہلکہ کو خارج کر دینا مناسب ہے۔

اور اگر بصورت مذکورہ تدبیرات بطورہ کافی نہ ہوں اور او یہ مہلکہ کی حرارت اور حرمت کی وجہ سے اعراض ہولناک
 ظاہر ہوں مثلاً کشتش عام بدن و قلق واضطراب اور آنکھوں کا اٹھنا یا درد سر یا دوران سر عارض ہونا یا او یہ مہلکہ کا
 شرف و اعضاء کے ریشہ کی جانب منتقل ہونا ہو محسوس ہو۔ پس ان حالات میں بے تامل فصد کرنا لازمی ہے تاکہ مواد و شکر
 کا اخراج ہو جائے اور اعضاء کے ریشہ اور شرفیہ کی جانب حرکت موقوف ہو۔ بلکہ او یہ مہلکہ کے عمل نہ کرنے کی صورت
 میں خواہ اعراض خوفناک پیدا ہوں یا نہ ہوں فصد کرنا باعث امن ہے حتیٰ الامکان اسی روز فصد باسلیق یا فصد
 ہفت اندام یا جو مناسب ہو کر ناچلے و گرتے دو تین روز کے درمیان میں فصد ہو سکتی ہے۔
 فصد کی وجہ سے اس بات سے ضرور امن ہو جائے گا۔ کہ مادہ اعضاء کے ریشہ کی جانب حرکت کرے بلکہ مادہ مذکور
 حرکت کرنے سے سخت مجبور ہو جائے گا۔

بالجملہ او یہ مہلکہ کے عمل نہ کرنے اور اسہال نہ ہونے کی صورت میں تدبیرات مذکورہ بالا اور تدبیر مناسب بحسب الوقت
 عمل میں لانا چاہئے مگر اس بات سے نہایت درجہ احتیاط چاہئے کہ او یہ مہلکہ کے عمل نہ کرنے اور اسہال نہ ہونے کی صورت میں
 اسی روز پھر دوسرا دیا جائے۔ اس لئے کہ اول تو قوت و دفعہ کے فعل میں اور اعضاء کے ریشہ میں پہلے ہی سے او یہ مہلکہ کے
 شرف و تشویش اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ اب پھر اسی قسم کی او یہ کا ورود و دفعہ کے فعل کو باطل کر دے گا اور اعضاء
 کے ریشہ پر مزید شرف پراگندے گا اور طبیعت کو نہایت درجہ انتشار میں ڈالے گا۔ ان وجوہ سے یا تو اسہال نہیں ہونگے اور فساد
 اور یہ مہلکہ کا ایک واقعہ جائزہ ہو گا یا اگر اسہال شروع ہو گئے تو قوت ماسکہ کے ضعف سے بے اختیارانہ طبیعت بلا تیز
 عمدہ و ناقص مواد و رطوبت براہ اسہال خارج کرنا شروع کرے گی بدیں و وجہ معاملہ نازک اور کام پر مخطر ہو جائے گا۔

اگر تین خفیف دینے کی شکل میں او یہ مہلکہ یا او یہ مہلکہ خفیفہ کا عمل ظاہر نہ ہو تو اس حالت میں کوئی خطرہ تو اپنے
 بدن میں ظاہر نہیں ہوگا لہذا ان محرکات اور ان تدبیرات کا عمل میں اتنا ضروری نہیں ہے کہ جو او یہ مہلکہ کے عمل نہ کرنے کی
 صورت میں قبل اس کے مشروحا بیان ہو چکی ہیں +

مشاہدہ

خاکسار نے بار بار دیکھا ہے کہ ادویہ سہلہ کے عمل کا انقلاب بجائے اسمال اور یعنی پیشاب کی جانب ہو جاتا ہے اور اکثر یہ انقلاب ان اسباب کے وجہ سے پیش آتا ہے کہ جو ادویہ سہلہ کے عمل نہ کرنے اور اسمال کے نہ ہونے کے بیان میں مشرحتاً بیان کی گئیں ویں کوئی اور اسباب خفیہ اس انقلاب کا باعث ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص ایسا انقلاب وقوع میں آتا ہے تو اس سے یہ بات ضرور دیکھی گئی ہے کہ مادہ رقیق اور ار کے ذریعہ سے خارج ہوا ہے مابقیہ مادہ غلیظ ادویہ سہلہ کی قوت جاذبہ کے ذریعہ قوت جذبہ اور معدہ و امعاء وغیرہ میں باقی رہ جاتا ہے اس یقینہ مادہ کے اخراج کے لئے راقم نے یہ تدبیر کی کہ قوت جذبہ تنبیہ قوت دافعہ اولاً کچھ عین لیمو یا کچھ عین سرکہ بقدر دو تولہ کھلائی۔ بعدہ غذائے ملایم دی گئی جب اس قدر عرصہ گزارا کہ کیلوس سے معدہ فارغ ہوا اور فضلہ کیلوس انٹریوں میں آگیا تب قوت دافعہ نے اس فضلہ کے ساتھ مواد مجذوبہ کو بذریعہ چند اسمال دفع کر دیا چنانچہ یہ تدبیر اکثر اوقات کارگر ہو گئی۔

ادویہ سہلہ سے بکثرت اسمال جاری ہونیکے اسباب اور ان کی تدبیر

کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ ادویہ سہلہ کے استعمال سے بلا انتظام بکثرت اسمال جاری ہو جاتے ہیں کیا معنی طبیعت اخلاط صلیحہ وغیرہ صلیحہ کو براہ اسمال خارج کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے یعنی اس میں اس قدر قدرت باقی نہیں رہتی ہے کہ جو اخلاط و رطوبات ناقصہ کو عمدہ اخلاط و رطوبات سے جدا کر کے براہ اسمال خارج کرے اور یہ مجبوری طبیعت کی چند وجوہ سے ہوتی ہے۔ بظاہر ان وجوہ کے ایک یہ بھی وجہ ہے کہ ادویہ سہلہ درجہ تیز اور صداد اور نمی الجھیزاز ہریے جو ہر والی، ہول اور فصل بھی گرم ہو پس اس وجہ سے قوت دافعہ قوی اور قوت ماسکہ ضعیف ہو جائے لہذا بذریعہ اسمال اچھے اور بڑے اخلاط بدن سے خارج ہونا شروع ہو جائیں اور اخلاط اور رطوبات صلیحہ کو بھی طبیعت روک نہ سکے۔

یا یہ کہ گیس بدن کی قوت ضعیف ہیں کہ جو وجہ ضعف کے ناقص و عمدہ مواد کو بلا تیز ضبط کرنے پر قادر نہیں ہے۔ یا اگر گیس بدن کی اس قدر وسعت ہے کہ ان کی قوت ماسکہ اس بات پر قادر نہیں ہو سکتی ہے کہ اخلاط و ریبہ کے ہر ذرہ جو رطوبات و اخلاط صلیحہ خارج ہو رہے ہیں ان کی روک ٹوک کرے۔

علاوہ ان اسباب جزئیہ کے اور بھی بہت سے اسباب کثرت اسمال پیدا ہو سکتے ہیں بہر حال کوئی سبب ہو کثرت اسمال کا فوراً تدارک کرنا چاہئے اور تدبیرات مفصلہ ذیل عموماً ہر قسم کے جس اسمال اور خصوصاً اسمال مذکورہ کے جس کے لئے کافی ہو گئی۔

ان تدبیرات جس اسمال کا بیان ہے کہ جو ہوا کے ذریعہ سے نفع پہنچا سکتی ہیں

جب اسمال مذکورہ یا کسی قسم کے اسمال کو بند کرنا منظور ہو تو چاہئے کہ کئی خوشبودار اور مقوی قلب و مقوی معدہ سوگھانا شروع کریں مثلاً صنبل سپید و کثینہ خشک

تدبیرات کہ جو بدن پر عمل میں ہر حالت میں ہر قسم کے قطع اسہال کے لئے عموماً اور اسہال مذکورہ کے قطع کے لئے خصوصاً مامعہ اور لسنے سے اسہال کٹی ہیں پیروں کو غسل اور کبج ران سے شروع کر کے کلانی اور شخونوں تک کسی پارچے سے بشدت باندھنا بوجہ جذب اور مالہ لوٹانے کے نہایت ہی فائدہ مند ہے اور اسی وجہ سے حمام اور نگباب (بہ پارہ) بدن گرم پانی سے جس اسہال کے لئے نافع ہے۔

علیٰ ہذا القیاس مانتھوں کی تھیلیوں میں اور پیر کے تلووں میں اور زیر بغل شافیس کھنچو انا بھی نہایت مفید ہوں گی۔ خاصیت محجم ناری جس کو باری یا تو بنی لگا لگاتے ہیں اسہال جاری ہوئے کی حالت میں محجم مذکورہ پیشکے درمیان میں لگانا جس اسہال کے لئے نہایت درجہ مفید ہونگے۔

اور پاشویہ گرم پانی سے کرنا بھی جس اسہال کے لئے ایک عمدہ بیستہ بیترطیکہ پاشویہ ان مہمتیا طوں کے ساتھ عمل میں لایا جائے کہ جو پاشویہ کے بیان میں آئندہ مرقوم ہونگے۔

ایسا ہی عمدہ پیران اور دیہ کا ضماد (لیپ) کہ جو قابض و مقوی عمدہ ہیں جس اسہال کے لئے نافع ہونگے۔ مثلاً صندل پمپید وائلہ و آرد جو و کطنہ فارسی و زرد و زیزہ کلاب و اوقاقیا وغیرہ۔

بشرط امکان یہ ضماد (لیپ) برقصے سرد کر کے لٹکھ کر ناچا پٹے اور جب ضرورت اور یہ مذکورہ میں سے ضماد ایک ہی استعمال کی جاوے۔ یا چند شامل کر کے۔

پیمت پر محجم ناری یعنی باری لگانا قطع اسہال کے لئے ایک حکمی علاج ہے۔

وہ تدبیرات کہ جو بوجہ بدن ہر حالت میں اور ہر قسم کے اسہال میں خواب یعنی نیند سے اسہال کا جس غالب امر میں ہو جاتا ہے روح اسہال بند کرتی ہیں میرے خیال میں نیند کے آنے یا نیند کھلانے سے جس اسہال بجمیع صفات عمدہ اور بہتر ہوتا ہے

تدابیر منومہ نیند لانے والی اجمالاً ہم نیند و بیداری کی بحث میں ذکر کر آئے ہیں اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ہیضہ و بانئی کی بحث میں بیان کی جائیگی ان مقامات سے تدابیر منومہ یعنی نیند آور تدبیریں اخذ کرنا چاہئے مگر اس مقصود کی غرض سے ایک تدبیر قوی منومہ اور نہایت مناسب ذکر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہوائے مکان مرعیض کی اصلاح کر کے اور اس کی خواب گاہ تاریک کر کے هجوم و جمع و شور و غوغا سے بری کی جائے اور مرعیض کو ہلایت کی جائے و لقمہ نیند سونے والوں کی ہیئت پر استراحت کرے۔ بعد آدھ سیر گائے یا بکری کے دو دھنیں ایک تولہ تخم دہنتورہ تیم کو فستہ جوش سے مٹھے کہ تو آخر جوش آنے سے آدھ سیر دو دھ پاو سیر باقی رہ جائے پس یہ دو دھ مرعیض کے کف دست و کف پائیں کم سے کم آدھ گھنٹہ مالش کی جائے جب مالش ہو چکے تب اب نیم گرم سے کف دست و کف پاؤں کو دھو کر تولیہ یا صاف پارچے سے پونچھ ڈالیں۔ پس یہ عمل غالباً حالت موجودہ کے لئے فائدہ مند ہو گا۔ ہذا نیند لانے کے۔

ان احوال تک کہ کہ جو عموماً بعد عمل پر یا چھتے ہیں چو کہ جگر گز گاہ مواد کا ہے لہذا ممکن ہے کہ عند المرور کہ سید قدر مواد کو سیر ہوئے

بجگ میں باقی رہ جائے اور جگر میں تو سوائس جھتی کے کہ جو جگر کو اپنے میں لئے ہوئے ہے درپیدا کرے پس ایسی حالت میں صرف گرم پانی پینا کافی ہوگا۔ اس لئے کہ گرم پانی کی قوت تحلیل و غسل کے لئے یقیناً کافی ہوگی۔

گا ہے بعد الا سہال (اسہال کے بعد) ان لوگوں کو کہ جن کے بدن میں خون کی کثرت ہوتی ہے۔ تب یا دیگر امراض دموی پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے کہ اسہال کی حرارت اور ادویہ سہلہ کی حد تک خون میں ایک جوش پیدا ہو جانا ممکن ہے اس کا تدارک غالباً امر میں فصد سے بطور کافی ہو سکتا ہے اور اگر فصد کفایت نہ کرے تو ایشائے سرد کے استعمال سے بوجہ احسن مطلب حاصل ہو جائیگا۔

اور گاہے بوجہ میں (خشکی) عارضی کے فم معدہ تکلیف یاب ہوتا ہے یعنی ادویہ سہلہ کی حدت کی وجہ سے فم معدہ میں عارض ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے پھکیاں بعد سہل کے عارض ہوتی ہیں اس کا تدارک لعاب بیدانہ یا لعاب اسپغول بکلاب برآوردہ پلانے سے عمدہ طور سے ہو جائیگا اور فم معدہ و وسط معدہ پر روغن گل یا روغن مغز تخم کدو کی مالش بھی دفع خشکی مذکورہ کے لئے نہایت عمدہ تہذیب ہے۔

اور گاہے بوجہ حدت ادویہ سہلہ یا مرور مواد سوزندہ (جلانیوالے مادوں کا گزرنہ) انٹریوں میں حرارت و حدت پیدا ہو کر اس کے رطوبات و لعاب شکل پیش نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ اس کا تدارک بھی لعاب بیدانہ در عرق کلاب برآوردہ سے یا اسپغول و تخم کنوچہ مسلم و دیگر بزور لعاب یہ (العابدار تخموں) سے ہو جائیگا۔

بعد فراغت مسل کیا اور سکون و راحت و آسائش و سامان تفریح مہیا کرنا چاہئے تاکہ ان جملہ امور سے تدارک ان رطوبات فنا شدہ کا ہو جائے کہ جو اسہال سے خارج ہوئی ہیں۔ اور ارواح و قلب و قوے کو ادویہ سہلہ کی حدیت (مخالفت ہونے سے) جو کچھ صدر مہتمحانا پڑا اس کی تلافی ہو جائے۔

ادویہ سہلہ کی بکراخلاط مدبر عالم نے ہر جسم میں بوقت اس کی ترکیب و امتزاج کے ہزار ما خواص عجیبہ اور اسرار مخفیہ کو خارج کرتی ہیں۔ عند الضرورت اور بقدر الحاجت ان ہزار اسرار میں سے کیسے وقت میں کوئی لطیفہ اپنی حکیمانہ تہذیب کے کمال سے ظاہر اور مختلف کر دیتا ہے۔ چنانچہ ادویہ سہلہ کی ترکیب و امتزاج کی وقت اس جلتانہ لئے ان میں ایک ایسا خاصہ رکھ دیا ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ معدہ میں پہنچنے ہی اپنی قوت مقناطیسی (قوت جاذبہ) کے ذریعہ سے مقامات قریب و بعید بدن سے اخلاط اور مواد مخصوصہ جذب کرنا شروع کر دیتی ہیں اور معدہ میں کھنچ کر آنتوں کی ماہ سے دفع کر دیتی ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ دو اول کا جسم مقامات قریب و بعید بدن میں پہنچ کر اخلاط کو جذب کر کے خارج کرتا ہے بلکہ جسم ادویہ سہلہ تو معدہ یا انٹریوں میں رہتا ہے مگر ان کی قوت مقامات قریب و بعید

بدن میں دوڑ جاتی ہے اور یہی قوت اخلاط و مواد کو اعضا کے قریبہ و بعیدہ سے کشش کر کے معدہ اور معا (انٹریوں) میں لاتی ہے۔ فتیاریک الشدھن العلیٰ یقین والمحمد لشدھ رب العالمین ۛ

احتمقان یا عمل طایر

حقتہ یعنی جسکو عمل طایر سہل مذکورہ دوسری قسم سہل کی ہے جو جو منافع کھانے پینے کی ادویہ سہلہ سے حاصل ہوتے ہیں۔
 واحتمقان بھی کہتے ہیں۔ جملہ ہیں اسی قسم کے منافع اور انہیں مواقع پر احتمقان یا حقتہ کے ذریعہ سے اسہال لانا نفع کرتا
 اقام کے سہل سے بہتر ہے ہے بلکہ جلد امراض دماغی و گردہ و مثانہ اور اوپر کی جانب کے حصہ بدن سے مواد کے جذب
 میں اول قسم کے سہل سے شان میں اعلیٰ اور اکل اور نفع میں کمال ہے اور بایں ہمہ اس میں اس نقصان کا احتمال نہیں ہے
 یا بغایت کم ہے کہ جو سہل قسم اول میں ہے یا جو دوران امور کے اس طریقہ عمل میں دواؤں کی قوت سہلہ بھی بہ نسبت قسم اول
 قائم رہتی ہے چونکہ یہ طریقہ اسہال کا خطرہ میں کم ہے لہذا ان ایام میں بھی دیا جاسکتا ہے کہ جن ایام میں سہل قسم اول
 ممنوع ہے مثلاً بحران کے ایام میں یا اوقات حرارت و برودت موسم میں یا اندرونی اور ام کی حالت میں یا عمل کی
 صورت میں یا سہلہ و نقل خشک انٹریوں کے وقوع کرنے کی ضرورت میں۔ یا اکثر اسباب سے جو قلعج پیدا ہوتا ہے اس کے
 رفع کے لئے۔ معہذا اس طریقہ کے اسہال میں ادویہ سہلہ کا ضرر قلب اور روح قلبی کو بھی نہایت کم پہنچتا ہے
 اور یہ بھی بہت ہی کم احتمال ہوتا ہے کہ ادویہ سہلہ کے عمل نہ کرنے کی صورت میں ادویہ مذکورہ معدہ اور انٹریوں میں رہ
 جاویں اور دیگر مفسد پیدا کریں۔ بلکہ غالب امر میں ضرور ہی خلیج ہو جاتی ہیں اور جس طرح سے کہ ادویہ سہلہ مشروب
 رجوئی گئی ہوں کہ ماقبل نفع اخلاط کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اس قسم کے سہل میں بھی ایسا ہی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ بالجملة
 جمیع جہات لازم متعلقت پر ہیز وغیرہ و تبرید و ترتیب و حرکت و سکون سہل بالاحتمقان کے ویسے ہی ہیں کہ جو بیان سہل
 قسم اول میں بصراحت تمام قبل اس کے بیان کئے گئے مگر اس مقام پر ہم کو اس کے طریقہ استعمال کے کچھ حالات بطور
 نمونہ بیان کر دینے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ سہل بالاحتمقان کی ادویہ بھی وہی دوائیں کہ جو سہل مشروب اپنیے والے سے مخصوص ہیں۔ اور جن
 بے تدریوں سے ادویہ سہل قسم اول کا عمل باطل یا کم ہو جاتا ہے اسی طرح سے اس سہل کی ادویہ کا عمل بھی بے تدریوں سے
 زایل یا کم ہو جاتا ہے۔ مثلاً امتناس یا اعلیٰ یا غیر خشک و ترنجبین اگر جوش دی جائیں تو دونوں قسم کے سہل میں ادویہ
 مذکورہ مثلاً ناقص ہو جائیں گی۔ سہل بالاحتمقان کے قبل یعنی حقتہ کے ذریعہ سے سہل دینے سے ایک گھنٹہ پہلے کچھ دوائیں
 طینہ پینا چاہئیں۔ اور قبل حقتہ کے کلا جو ادویہ سہلہ کا دیا جاتا ہے ہوا یا آب گرم میں سوا تول نمک شور محلواں کر کے اور اس میں
 ایک تول روغن کینجد شال کر کے چری پھیلی یا لکڑے کے مثانہ میں جس کو پود کنا کہتے ہیں ڈال کر ایک بار حقتہ کیا جاسکے۔

جبکہ یہ پانی نمک محلول خارج ہو جائے تب ادویہ سہلہ کا حقنہ دیا جائے اس تدبیر سے یہ فائدہ ہوگا کہ آنسوؤں کی نقل موجودہ اور رطوبات لزجہ میں اس قدر استعداد پیدا ہو جائے گی کہ اچھے طور سے ادویہ سہلہ کے حقنہ سے سہولت خارج ہو جائیں۔
 اب ہم بذریعہ ایک تمثیلی جزئیہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں قسم کے سہل یعنی مسلسل مشروب اور سہل بالاحقنہ کی دو قسمیں اور تدبیریں مقدم و موخرہ جملہ لوازم ترک و احتیاط یعنی پیریترو پائندی وغیرہ سب ایک ہی طرح کی ہے۔

فرض کرو ذیہ کو قرانیٹس (سریرام صفراوی) الاق ہو اس کو اعراض و حالات موجودہ کے لحاظ سے سہل دینا مناسب ہے پس اگر سہل دینا چاہیں گے تو بشرط فرصت تین چار روز مادہ کا منفعج کریں گے بشرطیکہ منفعج مادہ کی مہلت ہو یا اس کی ضرورت ہو۔ مثلاً ادویہ منفعجہ اس مرض و حالت کی گل نیلوفر آلوئے بنجا و تخم کاسی تخم خرفیہ وغیرہ ہیں کہ جو عرق کا ذریعہ یا عرق بیدر ساؤ وغیرہ میں تر کر کے صبح کو مل کر اور صاف کر کے گلقدن آفتابی یا غیرہ بنفشہ داخل کر کے پلائی جائیں گی اس سہل کو منفعجہ یا جائیگا اس وقت میں بھی منفعجہ مذکورہ دیا جائیگا۔ اور جب بعد منفعجہ مذکورہ مثلاً یلو و یہ سہل پلائی جائیں گی یعنی گل بنفشہ۔ آلوئے بنجا و تخم کاسی نیم کو فٹ برگ کا ذریعہ یا بنجیر زرہ گل شمع موزینقہ عناب و لایتی گل نیلوفر برگ سناؤ کی بان سہل اول کو رات کے وقت آب گرم یا عرق بیدر ساؤ میں تر کر کے صبح کو جوش دیا جائے جبکہ ایک نصف پانی باقی رہ جائے تب ادویہ مذکورہ مل کر اور چھان کر تمہندی گلقدن آفتابی۔ المٹاس۔ ترنجبین۔ شیر شربت شکر خام کہ جو رات کو آب گرم یا عرقیات مذکورہ میں تر کر کے بنجیر جوش کئے ویسے ہوئے مل کر اور پارچہ میں چھان کر آب جو شلندہ ادویہ مذکورہ بالا میں شامل کر کے شربت درد لگا جس میں دوبارہ گل مرغ یعنی دو چہنہ مقدار ڈالے جائیں) روغن بادام شیریں یا شیرہ مغز بادام شیریں داخل کر کے شیر گرم پلایا جائے۔

اسی طرح سے اگر سہل بذریعہ حقنہ دیا جائے تو دروایش سہلہ مذکورہ موثر ترکیب و ترتیب وغیرہ بدستور رہیں گی۔ فرق صرف اس قدر ہوگا کہ سہل مشروب کی دروایش حلن کے ذریعہ سے اتڑیوں میں جاتی ہیں اور سہل بالحقنہ کی وہی دروایش چربی پھیلی یا گائے کے شنانہ کے ذریعہ سے مریض کی ناسٹریوں میں پہنچتی ہیں اور جس طرح سے سہل مشروب کے بعد تیرید دی جاتی ہے اسی طور سے سہل بالحقنہ کے بعد بھی تیرید دی جائیگی۔ باقی جملہ تدبیرات بالبعد بھی دونوں سہلوں کی یکساں ہیں۔

حقنہ یعنی اتحقان جوان عمر کے لئے ادویہ سہلہ کا پانی جس طرح سے کہ قبل اس کے بیان کیا گیا آدھ پاؤ اوپر ایک سیر ہو چاہئے کیونکہ سہل دینا چاہئے اس پانی کے تین حصہ کر کے بفاصلہ ایک ایک گھنٹہ تین یا حقنہ کے ذریعہ سے سہل دینا چاہئے۔
 اگر ادویہ سہلہ کے پانی سے سہل بالحقنہ دینے کے قبل دیرہ پاؤ آب گرم میں سو اتول نمک شور محلول کر کے روغن کنجاؤ کی تیل شامل کر کے بذریعہ حقنہ پہنچانا ضروری ہے اور اس آب و نمک کی حقنہ کے قبل ایک گھنٹہ کوئی جو شلندہ وغیرہ ادویہ ملینہ کا پینا چاہئے۔

ایک گھنٹہ کا فاصلہ سہل کل حقنہ میں اس وقت تک محدود ہے جبکہ ادویہ حقنہ اول سہل کے ساتھ خارج ہو جائیں

ایسا نہ کیا جائے کہ دو امیں مہلہ حقنہ اول سے خارج نہ ہوئے پادیں کہ دوسرا حقنہ کیا جائے۔

بالکل تمام ایام اسہال بالحقنہ وہی تیسریں کھانے و پینے وغیرہ کی عمل میں لائی جائیں گی کہ جو مہل مشروب میں عمل میں لائی جاتی ہیں اور حتی الامکان اسہال بالحقنہ میں بھی رعایت ایام بحران رکھنا ضروری ہے حاصل کلام اسی طرح سے کم سے کم برایت ایام بحران ایک دن کا فاصلہ دیکر بذریعہ حقنہ اسہال کرتے ہیں اور ادویہ مہلہ میں کئی بیشی تبدیلیں و تجدید حسب ضرورت ہوتی رہے۔

اور ادویہ مہلہ کا پانی جو چرمی پھلی یا گائے کے نشانہ میں ڈالا جائے وہ اس قدر گرم ہونا چاہئے کہ مریض کی آنکھوں میں پینچتے پینچتے پیچھے پیچھے گرم باقی رہ جائے اور بجائے شیر خشک و زنجبین و روغن بادام کے کہ جو مہل مشروب میں شامل کی جاتی ہے شکر خام و روغن گل یا روغن میدا بخیر حسب تقاضائے وقت حقنہ کے مہل میں کفایت کرتا ہے اور آب برگ کا سنی سبز آب برگ کا وہی سبز یا دیگر برگ شجر و نباتات کے مناسب حال پانی کہ جو مہل مشروب میں مرقق (پھٹاڑے ہوئے) ڈالے جاتے ہیں یہاں بغیر تریوں (بغیر پھاڑنے اور صاف کرنے) کے ڈالے جاسکتے ہیں۔

بجز فرض اسہال حقنہ اور
انراض کیلئے ہی دیا جاتا ہے
گاہے بعض دفعہ میں آنٹوں اور دماغ کے اور روع اجزہ متوجہ نہ جادماغ (ان بخارات کو شائیکہ
نے جو دماغ کی طرف جا رہے ہوں) کے حقنہ کے عمل سے ایک فائدہ حیرت انگیز ہوتا ہے۔
ان حالتوں کے لئے صرف ادویہ مناسب مرض و حالت چرمی پھلی یا نشانہ گائے میں بوزن مذکورہ ڈال کر امعاء میں
بذریعہ حقنہ مذکورہ پہنچانا چاہئے۔ یہاں آب گرم نمک شور محلول سے اسکے قبل حقنہ کرنا مناسب نہیں ہے جیسا کہ حقنہ
مہلہ کے قبل آب گرم نمک شور محلول سے تحریک کرنا ضروری ہے۔

تمیلات حقنہ

فرض کرو کہ زید کے دماغ و آنکھوں میں حرارت و خشکی زیادہ بڑھ گئی ہے عام اس سے کہ حرارت بدنی باعزت حرارت
و بوسست ہوئی ہے یا ادویہ مہلہ حارہ یا اسہال بارہ یا اسہال زہری گرم خشک یا سرد خشک یا اسانپ وغیرہ حرارت مہلہ مہلہ
کا کاٹنا تو ایسے وقت میں عرق گلاب یا عرق نیلو فر یا عرق بید سادو یا آشبو (جو کا جو شانہ) یا یا ایشمین (دودھ کا پانی
جو پھٹا کر علیحدہ کیا جاتا ہے) شیر نریا شیر گاؤ یا آب شیریں و صاف میں لعاب بہد لہ یا لعاب البغول نکال کر اور روغن
سبز تخم کدو یا روغن گل شامل کر کے حقنہ کرنا مفید ہے۔

عمر کے دماغ یا قلب کی جانب مختلف ممالق اعضا کے تحتانی (نیچے کے) سے گرم انجڑہ جاتے ہیں۔
جس کی وجہ سے دماغ اور قلب کو نہایت درجہ اید او تکلیف سے تو ایسے وقت میں حقنہ مذکورہ نہایت ہی فائدہ بخش ہوگا۔
میں غرض عرق گلاب اور آب برگ کھینچ سبز اور آب برگ کا سنی سبز یا شل ان کے اور ایشانے مانفہ حقنہ کے ذریعہ پہنچانا

نہایت ہی کا آمد ہوگا۔

بکر کے سانپ و بکھو وغیرہ مشرات زہر دار نے کاٹا یا اس نے اس تم کی بیسات از ہر بی دو ایش (کھائیں کہ جس کی وجہ سے کیفیت تیار اعضا کے ریشہ کی جانب پہنچ رہی ہے تو ایسے وقت میں بھی عرق گلاب یا عرق بید شکر یا دیگر ایشائے موافقہ سے حقتہ کرنا ایک عجیب فائدہ دینگا اور کسی حالت میں نقصان نہیں کر سکتا ہے۔

خالہ کے مرق سے ادعتہ حلدہ (گرم دہوئیں) قلب و دماغ کی جانب چڑھ رہے ہیں جس کی وجہ سے اس کو نٹا و حشت و تخیری حالت کے اضطراب و حفقان وغیرہ عارض ہو رہا ہے تو ایسے وقت میں عرق گلاب و دیگر عرقیات یا ایسا مناسبہ سے حقتہ کا عمل کرنا سید فائدہ مند ہوگا۔

حقتہ امراض رجم میں طور سے کہ بذریعہ حقتہ ادویہ سہلہ یا دیگر ادویہ مذکورہ انٹریوں میں پہنچانا غایت درجہ مفید ہے اور میں بھی دیا جاتا ہے منفع مطلوبہ کے حصول میں کسی نقصان کا احتمال نہیں ہے اسی طرح سے امراض رجم میں ادویہ مناسبہ مرض بذریعہ حقتہ رجم میں پہنچانا غایت درجہ فائدہ مند ہے خصوصاً سوا مزاج رجم (رجم کامزاج بگڑ جانا) اور احتباس خون نفاس و حیض میں و دیگر عوارض رجم میں۔

رجم میں ادویہ مناسبہ مرض بذریعہ حقتہ پہنچانا ایک وجہ سے اور بھی نافع ہوگا یعنی عصارہ رجم چونکہ مرخل و وار و وا کی دسترس سے بعید مقام پر ہے لہذا ادویہ کی قوت رجم تک پہنچنے پہنچنے بہت ہی ضعیف ہو جاتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ اگر ادویہ مناسبہ بذریعہ حقتہ رجم میں پہنچائی جائیں۔ تو اس صورت میں دواؤں کی قوت میں ضعف نہیں آتا ہے۔

آکہ حقتہ کن اوصاف کا ہونا چاہیے حقتہ کے لئے مشانہ گائے کا جو بچھو نکنا کہتے ہیں نہایت ہی مناسب ہے اس لئے کہ مشانہ گائے میں ادویہ جس نظر دیکھنے کی طاقت سے رنگت و مقدار میں بھی بخوبی معلوم ہو جائیگی اور جس اس اچھوتے کی طاقت سے اس کی گرمی و سردی کا ایک ادراک بھی بخوبی ہو جائیگا۔

درجہ دوم پر آکہ حقتہ چرمی تھیلی ہے کہ جو عمر ما گائے کے مشانہ کے ہنکل بنائی جاتی ہے یعنی نیچے کی جانب وسیع اور اوپر کا حصہ تنگ۔

بالکل مشانہ گائے کا ہوا یا چرمی تھیلی اس کے منہ میں ایک تلکی خواہ نے کی ہو یا نقرہ یا لوہے تانبے کی اس طرح سے رکھی جائے کہ بقدر آٹھ انگشت باہر رہے۔ بعد چرمی کیسے کے اندر داخل کر کے اس کو خوب مضبوط تاکے سے باندھ کر گندیں جسی کر کسی مقام پر ہوا نکلنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

ہوانہ نکلنے کی آزمائش اس طور سے ہو سکتی ہے کہ تلکی کے منہ کے ذریعہ سے تھیلی یا مشانہ گائے میں زور سے پھونکنا یا جادوے اگر کسی مقام سے ہوا یا سانس نکلنے معلوم نہ ہو تو معلوم کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی ایسا مقام

کشادہ نہیں رہا ہے کہ جس سے دو اینس حقنہ سے باہر آجائیں اور گندگی اور موٹائی اس نلکی کی قریب قریب گندگی انگشت
وسطی یعنی بیج کی انگلی کے برابر ہونا چاہئے۔

بصفت مذکورہ بالا آحقنہ رحم کے امراض کے لئے بھی ہونا چاہئے الغرض ایسے حقنہ میں ادویہ مناسبہ بقدر
ضرورت ڈالکر برائضہ کو چیت لٹا کر اس کے دونوں زانوؤں کو رانوں سے ملا کر کھڑی کریں اور اس کے سرین کے
نیچے ایک اوسط اور جھکا دہرے کیہ رکھا جائے تاکہ ادویہ آنتوں یا رحم میں بہت جلد پہنچ جائیں اور آہستگی سے
نلکی میرزینے پانچ اند کے مقام میں بقدر چھ انگشت داخل کریں بعد ازاں پھیلے جرمی یا شانتہ گائے کو جس میں ادویہ موجود ہیں
آہستہ آہستہ دبانا شروع کرے تاکہ تمام دو اہتیلی سے خارج ہو کر مقام مقصود پر پہنچ جائے پھر آہستہ آہستہ نلکی
کو میرز سے خارج کریں اور کیہ کو بھی علیحدہ کر دینا چاہئے۔

فصد کے احکام

فصد کے احکام و تدارک
عوارض بید الفصد کی تشریح
چونکہ فصد کے مواقع اور فصد کی گیس اور فصد کی ضرورت بہت تشریح کے ساتھ اکثر یونانی
طب کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں لہذا ان کا بیان کرنا یہاں ایک طول فضول ہے مگر
یہاں کلیتہً اس قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فصد کا نفع ان حالات میں کہ جہاں فصد کی ضرورت ہوتی ہے
بہت ہی جلد ظاہر ہوتا ہے میر سے نزدیک۔ فصد ایک ایسا استفراغ ہے کہ جس میں استفراغ باہل کی نسبت بہت
ہی کم خطر استہ ہیں اور اگر فصد سے ضعف وغیرہ عوارض پیدا ہو جاتے ہیں تو ان کا تدارک آسان اور سہل تر ہوتا
ہے بہ نسبت اسکے کہ مہلات کے نقصان کا تدارک کرنا پڑے۔ بالجمہ فصد ایک استفراغ مشترک ہے یعنی ہر خطہ بدن
سکے اخراج کی ضرورت ہوتی ہے طبیعت فصد کے ذریعہ سے اسکو خارج کرتی ہے اور حتی الامکان طبیعت فصد کے
اول اسی مادہ کو دفع کرتی ہے کہ جو قابل اخراج ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ فصد میں اولاً روی اور ناقص اور کثیف خون
نکلتا ہے اور جب اچھا اور صالح خون نکلنا شروع ہوتا ہے تو اسوقت فصد کو اختیار ہے کہ فوراً رگ فصد بند کرے
مگر تاہم استفراغ بالفصد میں نہایت احتیاط چاہئے اسلئے کہ فصد کے استفراغ قوی ہو سکیں کچھ تک نہیں ہے
اور ضعف قوت ہے۔ اسکا مرتبہ احتیاط بھی وہی ہے کہ جو سہل کے بیان میں ملاحظہ فرمادہ ہوا ہے۔

اجمالاً یہ کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اور تہیروں سے کام لگانا چاہئے۔ فصد کی تدبیر کو موثر رکھنا چاہئے۔

بیشتر طبیعت کوئی وجہ قوی وجوب فصد فصد کا واجب اور لازم ہو جانا اسکے لئے نہ ہو تو فصد ان اشخاص کی
نہ ہونا چاہئے کہ جہاں اکثر قبض رہتا ہے۔ یا جن کی انشڑوں میں عارضی یا خلقی خشکی موجود ہے علیہذا القیاس
جمہلہ تمام قویوں میں بھی فصد ممنوع ہے اسلئے کہ فصد میں جذب رطوبات و مواد کا عضو مقصود جس عضو میں فصد کی

کی جانب ہوتا ہے پس لامحالہ نیریلوں میں جفانہ خشکی اور انقباض بڑھ جائیگا جس کی وجہ سے ایک شرعیٹیم پیدا ہو جائیگا اور جس کا تدارک سخت مشکل ہوگا مگر قوی لہجہ ورمی اس امتناع سے مستثنیٰ ہے۔ قوی لہجہ ورمی میں فصد ایک عمدہ علاج ہے ایسا ہی اگر قبض یا قوی لہجہ ورم اس راستہ کے عارض ہو جائے کہ جو صفراء کا کثر گاد سے لینے صفراء جس راستہ سے آنتوں پر گرتا ہے تو ایسی حالت میں بھی فصد ایک معقول علاج ہے۔

حاملہ عورتوں اور ان عورتوں کو جو ایام حیض میں ہوں حتیٰ الامکان فصد سے نہایت خوف کرنا چاہئے اسلئے کہ اخراج خون سے حمل ساقط ہو جائیگا اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ خون جنین اوجیکہ ابھی تکم میں ہے) کی غذا ہے اور اس کی پرورش اور ترقی جسم اس سے ہوتی ہے خون کے اخراج کی صورت میں اس کی غذا کم ہو جائے گی اور حاملہ کی قوت بھی ضعیف ہو جائے گی جس سے سقوط حمل کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ خصوصاً قبل ماہ چہارم و بعد ماہ ہفتم حمل کے اور بھی زیادہ فصد کی ممانعت ہے اسلئے کہ قبل ماہ چہارم و پونہفت کے جنین (بچہ تکم) کا تعلق رحم میں نہایت ہی ضعیف ہوتا ہے۔ اور بعد ماہ ہفتم و جب قوت جنین کے رحم میں تعلق ضعیف ہوتا ہے اسلئے کہ جنین طبعاً آمادہ خروج رہتا ہے اور سات ماہ کے بعد اس میں استعداد خروج اچھبے طور سے پیدا ہو جاتی ہے لہذا اس مدت کے بعد اس کا رحم میں تعلق وقتاً فوقتاً ضعیف ہوتا جاتا ہے۔

مگر ایام مذکورہ میں بھی اگر حوالہ کو اشد ضرورت فصد کی پیدا ہو جائے تو فصد میں مضائقہ نہ کیا جائیگا۔ جو عورتیں حیض میں ہوں ان کی فصد اسلئے منظور ہے کہ مبادا وجہ امالہ کے خون حیض بند ہو جائے اور انواع و اقسام کے خطرناک امراض کا مقابلہ ہو مگر اشد ضرورت یہاں بھی مجبور کر سکتی ہے

گرم مزاج و لاغر اندام و قلیل خون اشخاص کو وقتاً فصد بخورنا کرنا چاہئے خصوصاً خلوصہ عمدہ کی حالت میں اسلئے کہ ایسے حالات میں کثرت میں خشکی) ایک بلائے عظیم پیدا کر سکتی ہے۔

ایسا ہی لحم و شحم (موٹے ذبہ جن کے بدن ڈھیلے ڈھالے ہوں) فصد بلا اشد ضرورت ممنوع ہیں۔ نہایت درجہ حرارت و بیرونت کے موسم میں بھی آزادانہ فصد کا ارتکاب سخت بے احتیاطی ہے الا اگر کوئی

اشد ضرورت واقع ہو تو امر مجبوری ہے۔

اکثر اقسام کے تیز تیوں میں خصوصاً ابتدائی حالت پر میں فصد کرنا خونناک امر ہے۔ اسلئے کہ ابتدائی

حالات میں اکثر تیز ہی التهاب اور سوزش کی حالتیں ہوتے ہیں اور نہایت اہتمام کے ساتھ تبرید و تطہیب (مردی اور تری پہنچانا) کی طالب ہوتے ہیں۔ جب کو فصد کے ذریعہ سے خون خارج ہو جائے گا۔ تو حرارت و پس دگر می خشکی) زیادہ بڑھ جائیگا۔ اور انواع و اقسام کے امراض نکلا اور خطرناک کے بدقت کر نیکا اندیشہ و خوف ہوگا۔ بلکہ عجب نہیں ہے کہ تپ موجودہ کے ساتھ تپ ہی صاحب ہو جائے۔

مگر بایں جہہ ممکن ہے کہ بعض گرم تپوں میں بحالت ابتدائیہ بھی فصد ضروری ہو ایسے مقام پر پہلا خطلہ سبب جزئیہ تپوں کے اور فہم و قزاس کے کام لینا چاہئے۔ جرتپ کہ بوجہ جوش خون ظاہر ہوئی ہو یا خون میں تعفن پیدا ہونے سے پیدا ہوئی ہو اس میں ابتداءً فصد نفع کر سکتی ہے۔

چودہ سال سے کم عمر والے اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو فصد منع ہے بجز اس کے کہ کوئی اشد ضرورت درپیش ہو یا ان کے قوی قوی اور اعضا میں خون کثیر موجود ہو۔

جو لوگ جسمانی امراض یا سنج و غم و الم وغیرہ کی وجہ سے نہایت درجہ ضعیف ہو گئے ہیں یا سوراہہ مضم کی حالت میں ہوں ان کو بغیر اشد ضرورت فصد سے بچنا چاہئے۔

بعد فصد کے جلد سونا نہ چاہئے لیتے کم سے کم دوپہر کا فاصلہ فصد اور نیند میں ہونا چاہئے اس لئے کہ فصد کی وجہ سے جس قدر بوجہ اخلاط کے شورش میں آئے ہیں وہ نیند کی حالت میں تحلیل نہیں ہوں گے پس لامحالہ اعصاب وغیرہ میں اپنا دخل کر کے اعضا میں گرانی وغیرہ پیدا کریں گے اور اگر ایسا شخص نیند کا عادی ہے تو نیند کے وقت تک ایک ماہ پہر قبل فصد کرنا چاہئے۔

بعد فصد چند روز غذا سے ملایم اور لذیذ کھانا چاہئے اور مقدار میں معمول سے کینقدر کم۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فصد کے پٹی باندھنے سے رگ فصد پھول جاتی ہے پس ایسی حالت اگر پیدا ہو جائے تو پٹی کو کھو لکر رگ کی مالش کریں تا ایک نفع رگ کا زایل ہو جائے بعد پھر پٹی باندھیں اگر پھر بھی نفع ظاہر ہو تو پھر دوبارہ پٹی کھول کر رگ کو ملیں۔ اگر اس نفع زایل ہو گیا تو فصد کریں وگرنہ چند بار طریقہ مذکورہ عمل میں لاویں اگر نفع رگ کا زایل نہ ہو تو اس رگ کی فصد موقوف کریں اور اس کی قائم مقام کسی اور رگ کی فصد کی جاوے کہ نفع میں رگ فصد (میں کا خون نکالنا مقصود ہو) کے قائم مقام ہو۔

اور اگر خطلے فصد سے شریان کی فصد ہو گئی تو فوراً پٹی کھول کر خون کو بند کریں اور قابضات و حالات خون کی دوائیں خارجاً مقام جراحت نشتر پر لگائی جائیں اور سرد پانی یا برف کثیرتہ مقام جراحت فصد پر نطو ل کریں اور مقام جراحت کی قابل کسی چیز سے بندش کریں۔ بایں طور کہ خون بند ہو جائے۔ اور بندش کی اذیت بھی نہ پہنچے کیونکہ اکثر اشخاص کو بندش کی بے تدبیری کی وجہ سے نہایت ہی سخت درد پیدا ہوتا ہے تا اینکه اکثر لوگ اس صدمہ سے ہلاک ہو گئے ہیں بالکل تین روز بندش کریں اور اس عرصہ تک ہاتھ کو تکیہ ملایم پر رکھیں اور نیند روز کے بعد بھی احتیاطاً رکھنا ضروری ہے۔

نشتر سے شریان میں شکاف آئے گا نشان یہ ہے کہ خون زردی زایل جاری ہوگا اور نہایت ہی تیزی کے ساتھ خارج ہوگا اور نض میں بھی ضعف محسوس ہوگا اور وقتاً فوقتاً دمیدم ہضعف محسوس ہوتا جائیگا۔

بشرطیکہ کوئی حالت اضطراب نہ ہو تو رگ مقصود میں اگر کسی وجہ اتفاقی یا غلطی سے قصد نہیں ہوئی ہے تو اسی روز کمر قصد نہ کھولنا چاہئے بلکہ ایک دو روز درمیان دیکر قصد کھولنا مناسب ہے اور اگر بوجہ حالت اضطرابی قصد کھولنا ضروری ہو تو مناسب ہے کہ مقام نشتر سے اوپر کے حصہ کی رگ میں دوبارہ قصد کیجاوے نہ ماتحت حصہ کی رگ میں اگر بوجہ ضعف قلب یا ضعف قوت یا تجبیل روح یا اقراط خروج خون (خون کے زیادہ نکلنے سے) وغیرہ دیگر اسباب کے قصد کرائے والو کو غشی عارض ہو جاوے تو کسی طریقہ سے قے کرانا مثلاً پذیر بوجہ پر کپوتر وغیرہ کے فوراً غشی کو زایل کرنا ہے یا اس ہمدہ وہ جملہ تدبیرات خارجی عمل میں لانا چاہئیں کہ جو غشی کے زایل کرنے کے لئے معمول ہیں۔ مثلاً سرد پانی یا عرق گلاب کے منہ پر زور سے چھینے دینا یا عطریات مناسبہ تو گھانا یا نکلنے بار دیا کا فوراً وغیرہ تو گھانا اور نعل سے لیکر کنبہ دست تک یا پھتلوں کو اور کنبہ ران سے شروع کر کے ٹخنوں تک دونوں پیروں کو شدت سے باندھنا کسی کپڑے یا نوالا سے۔

علامہ ان کے اور تدبیرات کہ جو زوال غشی (غشی کے زایل کرنے) کے لئے مخصوص ہیں عمل میں لانا اور ایو مفرحہ و مقویہ قلب کا استعمال کرنا ضرور ہے۔

اگر کوئی امر اضطرابی تقاضا کر رہا ہے تو نشتر ہر وقت ہو سکتی ہے۔ مگر بحالت عدم موجودگی سخت ضرورت دن کے کسی وقت میں قصد مناسب ہے۔ جبکہ معدہ غذا سے خالی ہو گیا ہو یعنی غذا مضغ ہو گئی ہو۔ قصد مہینہ کی کل تاریخوں میں یعنی شروع اور وسط اور آخر مہینہ میں ہر وقت ہو سکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قصد درمیانی تاریخوں میں جب چاندنی زوروں پر ہو نہایت مناسب ہے اور چاندنی کی ابتدا یا انحطاط کے وقت ناقص ہے۔

جمامت کے احکام

جمامت کے اقسام اور اس کی تشریح
جمامت کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کی جمامت مع الشرط کلماتی ہے یعنی بذریعہ نشتر جسم پر خفیف خفیف شگاف دیکر بذریعہ سنگی منہ سے کشش کر کے خون خارج کیا جائے۔ خون زیادہ سے زیادہ تین گیارہ سینگی سے جو اس کو خارج کیا جا سکتا ہے یعنی تعداد مذکورہ سے بحسب حالات مرض جتنی مرتبہ خون نکالنے کی ضرورت ہو دوسری قسم کی جمامت بلا شرط ہے۔ یعنی بغیر اسکے کہ نشتر سے خفیف شگاف دیا جائے اور بدوں اسکے کہ خون خارج کیا جائے محض سنگی کو کسی مقام پر انسان کے جسم پر رکھ کر متواتر منہ کے ذریعہ سے اس حصہ جسم کو کشش

کریں اس عمل کو ہمارے ملک کی اصطلاح میں عموماً خالی سینگی لگانا یا شاخیں کھنچنا یا پھر کیاں لگانا کہتے ہیں۔

یا تو نبی یا گلاس میں لنگ روشن کر کے تو نبی یا گلاس کو منہ کے بل جسم کے کسی موقع پر رکھنا تاکہ گلاس یا تو نبی اس مقام کو پکڑ کے جذب کرکٹش کرنا شروع کرے۔ اس عمل کو طبی اصطلاح میں مجامع ناری اور ہمارے ملک کی اصطلاح میں باری یا آلتی سینگی یا تو نبی یا گلاس کا لگانا کہتے ہیں۔

کن کن اشخاص کو جماعت مع الشرط سے ان لوگوں کو بچنا چاہئے کہ جن کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تین سال سے کم ہو۔ اس لئے کہ ساٹھ سال سے زیادہ عمر میں خون قلیل ہوتا ہے اور بوجہ سردی و خشکی مزاج کے خون کا قوام بھی گاڑھا ہوتا ہے اور جماعت مع الشرط میں خون رقیق کا اخراج ہوتا ہے پس جبکہ رقیق خون خارج ہو جائیگا تو یہ پوست کا زیادہ غلبہ ہوگا۔ لہذا امر اصلاح بدن کا طبیعت کو شکل ہو جائیگا۔ تین سال سے کم عمر بچوں کا خون گاڑھا نہیں ہوتا ہے لہذا اس عمل سے خون کے ساتھ عمدہ رطوبات بدن کا خارج ہونا یقینی امر ہے۔ بخلاف نصد کہ اس میں ہر قسم کا رقیق و غلیظ خون خارج ہوتا ہے لہذا بشرط قوت آخر عمر تک نصد لی جاسکتی ہے مگر شاید بوجہ شد ضرورت قابل تین سال کے اور بعد ساٹھ سال کے جماعت مع الشرط جائز ہو جائے۔

جماعت مع الشرط کن اوقات میں ہونا چاہئے کہ ان ایام میں رطوبات و اخلاط بدن ساکن اور باطن بدن میں آرمیدہ ہوتے ہیں لہذا امر مقصود جماعت کا مفقود ہو جائیگا۔

چونکہ دنیا کی رطوبات کے حرکات چاند کی روشنی سے وابستہ ہیں کیا معنی اگر چاند کا نور قوی ہوگا تو رطوبات بدن وغیرہ میں حرکات فوقانی ربالائی زیادہ ہونگی۔ اور اگر چاند کی روشنی میں ضعف ہوگا تو رطوبات و اخلاط بھی بدن کے اندر فی جانب رجوع ہونگی اور اس حرکت میں عمدہ اور لطیف اخلاط داخل بدن کے پونچنے میں سبقت کرتے ہیں اور کثیف اخلاط لطیف اخلاط کے اوپر رہ جاتے ہیں اس وجہ سے سولہ و سترہ یا سبب کی جماعت مع الشرط ناقص اخلاط خارج کرتی ہے۔

جماعت مع الشرط کے لئے دن کا وقت بہتر ہے ایام گرمیوں میں ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے اور ایام سرما میں چار گھنٹہ دن چڑھے جماعت مع الشرط کے لئے مناسب وقت ہے۔

جماعت مع الشرط کے خواہد نفسی جذب و مالہ رکشش و واپسی) مادہ کو خارج کرتی ہے دوسرے یہ کہ باوجود اخراج خون و اخلاط کے بجز موضع جماعت کے اور موقع سے روح کو تخلیل نہیں کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ موضع جماعت کی روح کے اخراج سے بوجہ فساد اس کے جوہر کے کوئی برج نہیں ہے تیسرے یہ کہ جماعت کے ذریعہ سے جو چیز بدن سے خارج ہوتی ہے

کہ رُخ کی کشش سے بذریعہ سنگی کسی حصہ جسم کو کشش کرنا اس طریقہ کو خالی سنگی یا پھونکیاں کہتے ہیں۔ یا تو بنی یا گلاس
میں آگ روشن کر کے کسی حصہ جسم پر رکھنا تاکہ یہ گلاس یا تو بنی اُس حصہ جسم کو پکڑ کر کشش کرے۔ اس طریقہ کو مٹی جسم
ناری کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ عمل داخل استفراغ نہیں ہے مگر چونکہ یہ عمل حجامت کے شرط کے اصناف سے ہے لہذا اسکا
تذکرہ یہاں بے موقع نہیں ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ خالی سنگیاں لگانے سے بہت سے امراض میں نفع کامل
اور فائدہ حیرت انگیز ظاہر ہوتا ہے۔

خالی سنگیوں سے مراد حجامت بلا شرط ہے خواہ مجامع ناری ہوں یا خالی سنگیاں جس مقام سے جذب
و مالہ جانب مخالف مادہ کا ایک مقام بدن سے دوسرے مقام بدن پر پھرنا منظور ہوتا ہے اُس مقام پر یہ
عمل نہایت ہی فائدہ پہنچاتا ہے۔

مثلاً اگر کسی عورت کے غون جھین یا خون نفاس کثرت سے جاری ہے اور اُس کے روکنے کی ضرورت ہے تو ایسی
حالت میں اُس کے پستان کے نیچے دونوں قسم کی خالی سنگیاں لگانا بہت ہی مفید ہے خصوصاً مجامع ناری
یعنی آتشین سنگی۔

یا کسی عضو میں کوئی ایسا ورم ہے کہ جو نہایت مطور اور مخفی ہے اور بغرض استعمال ادویہ خارجیہ مثلاً ضماد ایسپہ
وغیرہ اُس کا نمایاں کرنا ضرور ہے پس ایسے وقت میں بھی اس عمل کے استعمال کی نہایت ضرورت ہوگی۔
یا کسی عضو شریف کے ورم کو عضو خفیس کی جانب منتقل کرنا منظور ہے یا اس عضو کی جانب خون کا جذب
کرنا یا ریاح کا تخفیل کرنا منظور ہے تو اس عمل کی سخت ضرورت ہوتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ورم کی صورت میں
ابتدائی زمانہ ورم کا ہونا چاہئے۔ ورنہ عضو شریف سے مادہ ورم کو عضو خفیس کی جانب پھیرنا مناسب نہ ہوگا۔
یا کسی عضو کو ایسے مقام سے بے مقام ہونے کی صورت میں اس کو اپنے مقام پر لانیکے لئے بھی عمل مذکور
کی احتیاج ہو سکتی ہے اور نہایت درجہ فائدہ مند ہوگا۔

اگر درد شدید کی سنگین منظور ہو مثلاً اکثر اقسام درد ریخی میں جیسے کہ قویخ و درد منعدہ و درد رحم خصوصاً وہ درد
کہ جو متواتر کو وقت حرکت خون جھین پیدا ہوتا ہے تو ناف کے اوپر دونوں قسم کی سنگیاں لگانے سے نہایت فائدہ پہنچتا
ہے مگر اس موقع کی سنگی یا تو بنی یا گلاس کا منہ وسیع ہونا چاہئے تاکہ ناف کی جوار میں زیادہ جگہ لیوے اور ریاح کا جذب کرے
سرین پر حجامت قسم مذکورہ درد عرق النساء کو بہت فائدہ کرتی ہے علیٰ ہذا القیاس حجامت مذکورہ ماہین سرین
اور دونوں رانوں کی ارباب بواہر کو اور مرض نفوس کو سخت مفید ہے۔ اور حجامت بالائے مقعد بخارات جملہ بدن کے
اور سر کے اور معال سے بہت ہی آسانی سے واپس لا کر بدن اور اعضا کے مذکورہ کو نہایت ہی سبک کر دیتی ہے۔

حجامت بلا شرط کے فوائد کی توضیح مزید چونکہ حجامت مذکورہ جذب و مالہ (کھینچنا اور لوٹانا) میں ایک قسمی تبدیلی ہے لہذا اقسام

صداع اور دوسرا اور سرسام اور شدت تپ اور ہر قسم کے پنخارات و دوخانات کے واپس لانے میں جو دماغ و قلب وغیرہ کو
 رحم و معده وغیرہ سے جاتے ہیں کف و مست و کفٹ یا وغیرہ اطراف میں شاخیں کھینچنا لینے خالی سینگیوں لگانے
 سے نہایت ہی نفع محسوس ہوتا ہے مگر پیروں یا دیگر مقامات پر شاخیں کھینچوانے کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے اور نہ محدود
 ہو سکتی ہے بقدر ضرورت جس قدر چاہیں شاخیں کھینچوائیں مثلاً پچاس یا سو یا دو سو یا اس سے بھی زیادہ غایت ایک ہزار تک

قے کے احکام

قے کے لئے کس ضرورت ہے چونکہ ہر انسان ہر روز غذا کھانے کا محتاج ہے اور غذا کے لئے مضطرب ہے لہذا غذا اُس کے لئے ضروری ہے
 کی جاتی ہے اور غذا بھی مختلف المادوں مختلف ممالک میں انسانوں کے استعمال میں آتی ہے بلکہ ایک ہی غذا میں
 کم و بیش مختلف قوام ہوتے ہیں مثلاً غلیظ و رقیق و لزج (چسپندہ) وغیرہ جبکہ مختلف غذاؤں میں بلکہ غذا سے واحدیں
 یا افضل یا بالقوہ چند طرح کے قوام موجود ہیں تو لامحالہ روزمرہ کے استعمال سے غلیظ اور لزج قوام کا مادہ کسی قدر معده
 کی سطح میں یا اس کی تنگنوں میں پسیدہ ہو کر رہ جانا یعنی امر ہے خاص کر جبکہ انسان ریاضت و شدت کا عادی نہ
 ہو یا بالطبع یا بالغرض اس کے معده میں برووت و رطوبت ہو جائے تقریر یہ ہے کہ اگر ایسا فصدہ تھوڑا تھوڑا جمع ہو کر
 معده میں ایک مقدار حضرت بخش کی حد تک مجتمع ہو جائیگا تو بالضرور معده کے افعال کو اور معده کی وجہ سے دیگر
 اعضا کے افعال کو سلیم نہیں رہنے دیکھا پس ضرور ہوا کہ قبل اجتماع ان فضلات ناقصہ کے ان کے اخراج کی
 تہیہ کر کے پنا پختہ اس صفائی کی تکمیل بذریعہ قے بہت آسانی سے ہو سکتی ہے میری اس تقریر کی تائید بقدر
 (نام حکیم یونانی) کے قول سے ہوتی ہے۔ اس کا قول ہے کہ ہر ماہ میں متصل بافضل دو دن قے کرنا ضروری ہے
 اس لئے کہ اول روز کی حرکت قے سے بقیہ خلط جو اپنی جگہ سے جنبش کر کے معده میں باقی رہ گیا ہے دوسرے
 روز کی قے سے خارج ہو جائیگا۔

چنانچہ حکیم یونانی قے کے فواید کے اعتبار پر یہاں تک ملاحظہ ہے کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر
 کوئی اس طرح کی قے متصل دو روز ہر ماہ میں عمل لائیگا تو اس کی صحت کا میں ذمہ دار ہوں بشرطیکہ اس نے امر غذا میں
 حد سے تجاوز نہ کیا ہو۔

دو دن متصل ہر ماہ کے قے مقرر کرنے میں اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ ہر ماہ کی تاریخیں معین نہ ہوں بلکہ ہر
 ماہ میں دو تاریخیں مختلف تر کرنا چاہئے۔ تاکہ طبیعت ایک عمل خاص کی زمانہ خاص میں عادی نہ ہو جائے۔
 تے دوسری ضرورتوں کے اور کبھی ضرورت نہ کہ وہ کے علاوہ بوجہ اعراض لاحقہ عام اس سے کہ وہ اعراض نفس معده
 متعلق ہوں یا اس کے قریب و جوار سے یا اعضا کے بعد ان کا تعلق ہو کر آئی جاتی ہے۔

مثلاً نفس معدہ میں یا اس کے قرب وجوار میں اخلاط غیر طبعی موجود ہیں یا اعضائے بعیدہ اخلاط مواد کا جذب اور اخراج منظور ہے پس اگر مرض بغرض نقائے معدہ (صفائی معدہ) قے کرائی جاوے تو ادویہ قے آور دینا مناسب نہیں ہے اور شدت و سختی کے ساتھ بھی قے کرنا خطرناک ہے اس صورت میں اولاً سنگنجین سرکہ بقدر دو تولہ آہستہ آہستہ چائیں بعدہ آب نیلگرم پی لیں تاکہ قے ہو جائے۔ وگرنہ پرکبوتر وغیرہ کی تحریک سے قے کریں۔

اور اگر مواد اور اخلاط ناقصہ کائن (گرائی) بدن یا اعضائے بعیدہ سے بذریعہ قے خارج کرنا منظور ہے تو اس وقت میں قوی قے آور ادویہ سے کام نہ لینا چاہئے۔

ادویہ قے آور قوی تخم مولیٰ - تخم سویہ و خریق و سنگنجین شہد وغیرہ ہیں۔

اگر کسی مرض کا علاج کو امر قے کے بارہ میں حال معلوم نہیں ہے یعنی یہ امر کہ اس کو قے ہو سکتی ہے یا نہیں تو ایسے شخص کو اولاً خفیف تدبیروں اور ضعیف ادویہ قے آور دیکر امتحان کر لیں اگر معلوم ہو کہ ایسے شخص کو سہولیت قے نہیں ہو سکتی ہے تو اس حالت میں قے لانے کی کوشش نہ کرنا چاہئے بلکہ قے کرانے کی جگہ اور ادویہ قے میں عمل کرنا چاہئیں۔

اور اگر باعتبار مرض بجز قے کرائیے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے تو اس میں استعجالاً قے کرانے کی اور قے ہو جانے کی پیدا کرانی چاہئے۔ بدیں طور کہ چند روز اس کو غذائے ملایم و چرب و چکنی اور کھائے یا پھینس کا دودھ و گھی کثرت سے کھلایا جائے۔ اور اُس سے ریاضت ترک کرائی جائے۔ اور خفیف خفیف قے کرانے کے اس کو عادی قے کرانا چاہئے۔ اور جس دن اس کو قے کرائی جائے اُس روز مختلف مختلف قسم کا سیرج الہضم زد و مضم اور کثیر المقدار کھانا کھلانا چاہئے اور غذا کو چبا کر کھانے میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ بعدہ قے کرائی جائے۔

سیرج الہضم زد و مضم غذا کھلانی کا یہ فائدہ ہوگا کہ اگر قے نہ ہوگی تو غذا جلد ہضم ہو جائیگی اور کثیر المقدار غذا کھانی کا یہ نفع ہوگا کہ بوجہ امتلائے معدہ قے نہ ہونے کی صورت میں جلد اجابت ہو جائے گی۔ اور مختلف قسم کے کھانا کھلانے کا یہ مقصود ہے کہ قوت و دفعہ کا فعل قوی ہوگا۔ بغیر زیادہ چبانے ہوئے غذا کھانے کا یہ فائدہ ہے کہ زیادہ چبائی ہوئی غذا کو معدہ کی قوت زیادہ معدہ میں جذب کر کے اس کو قے سے خارج ہونے میں مانع ہوگی اور اگر غذا یا کوئی شے ماکول (خوردنی) زیادہ چبائی نہیں جائے گی تو معدہ قوت و دفعہ معدہ بلا مزاجت زیادہ معدہ بذریعہ قے دفع کرنے میں کامیابی کے ساتھ کوشش کر سکے گی اس بنا پر قبل قے کرنے کے ایسی چیزوں کے کھانے سے احتراز کرنا چاہئے کہ جبکہ چبانے کی ضرورت ہو۔

اب ہم ان اشیاء کا ذکر کرتے ہیں کہ جو انسان کو قے کرنے پر آمادہ دیتا کرتی ہیں۔

منجملہ ان کے کٹ ذیرہ اور مولیٰ اور پہاڑی پودینہ پیاز و گندنا اور آتش جو غیر مقلد شہد آمیختہ اور حریرہ یا تھلا

شکر آمیختہ یا شیر بادام شکر آمیختہ اور آب خیابین تازہ اور تخم ترب و تخم سویہ اور تخم گندناور آب ترداستہ مالیدہ صاف
کر وہ شکر سپید آمیختہ۔

تے کے متعلق تدبیریں بشرطیکہ معدہ میں اشتہار نہ ہو یا اور کوئی امر مانع نہ ہو اور تے کر کے کی ضرورت ہو تو قبل تے کے ریاضت
جو عمل میں لانا چاہئیں اور شفقت مناسب کرنا ضرور ہے۔ اس لئے کہ ریاضت و شفقت اخلاط و رطوبات میں تحریک
اور جوش پیدا ہوتا ہے بدیں وجہ اخلاط و مواد کا صعود (اوپر آنا) جانب تے بہت ہی آہل اور آسان ہوتا ہے۔
علیٰ ہذا القیاس قبل تے پیٹ پر باعتبار ال پیٹ باندھنا چاہئے یعنی نہ زیادہ سخت باندھی جائے نہ زیادہ ملائم
تاکہ بعض امعا حرکت تے سے متاثر نہ ہوں۔ اور چونکہ آنکھوں کے طبقات پر بھی تے کی جنبش سے ایک صدمہ
پہنچتا ہے لہذا دونوں آنکھوں پر کپڑے کی گدسی رکھ کر پیٹ کو باندھنا چاہئے اور ہر گاہ کہ دوامتی کے کھانے یا
پینے سے اس قدر عرصہ گزر جائے کہ اس کی تاثیرات معدہ میں مکمل ہو جاویں تب تے کا قصد کرے۔ پس اگر
محصن خیال و توجہ سے تے ہو گئی تو بہتر ہے وگرنہ پر کبوتر یا پر مرغ جو روغن گل وغیرہ میں چرب کیا گیا ہو حلق میں
ڈال کر تے کریں اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو حمام میں داخل ہونا ضرور ہے اسلئے کہ حمام میں داخل ہوتے
ہی بدن کے تمام اخلاط و رطوبات میں جوش ہونے لگتا ہے پس ایسے وقت میں تے ہو جانا آسانی ممکن ہے
علیٰ ہذا القیاس معدہ اور کف دست و کف پا کو ملائم آنچ سے سینکنا تے کے لانے میں اعانت کرتا ہے۔
اور اگر ادویہ قیہ (تے آور) کے کھانے یا پینے سے کرب یا بے چینی شروع ہو جائے تو فوراً گرم پانی میں
کسی قدر روغن بادام شامل کر کے پلانا چاہئے تاکہ تے ہو جائے یا ٹیشن۔

اور اگر قبل اس کے کہ ادویہ تے آور اپنی پوری تاثیر پیدا کریں تے ہونا شروع ہو جائے تو اس کا انداز
تا وقتیکہ ادویہ مذکورہ پوری تاثیر نہ کر لیں ضروری ہے اور ایسی تے کا تدارک اس طور سے ہو سکتا ہے کہ دونوں
بار و اور دونوں پینڈلیوں کو نہایت سخت باندھیں اور سب اور بھی والیاچی سپید و پودینہ تازہ یا مرسانے بھی
دو جارش عود ترش وغیرہ کھلانے سے تے کی عجلت موقوف ہو سکتی ہے۔

تے کرنے کی حالت میں سیدہ ناشت کرنا چاہئے اور اگر کھڑے ہو کر تے کیجائے تو نہایت مناسب ہوگا
اس لئے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اجزائے معدہ میں پورے طور سے (بسطا کشادگی) ہو جاتا ہے لہذا
مافی المعدہ (جو کچھ معدہ میں ہے) بہت ہی آسانی سے خارج ہونا ممکن ہے۔

تے کرن اوقات میں بشرطیکہ کوئی اضطرابی حالت تقاضا نہ کرتی ہو تو تے کے لئے موسم کے اعتبار سے گرمیوں کا
مناسب طبیعت ہوگی زمانہ اچھا ہے اور باعتبار اوقات دوپہر دن کا وقت بہتر ہے اسلئے کہ دوپہر کے وقت میں
تے کر نیسے حرارت بھی تے کی مددگار ہوتی ہے مگر ان اشخاص کے لئے کہ جو نہار نہ تے کریں پھر دن چڑھے تے

کرنا مناسب ہوگا۔ اسلئے کہ دوپہر کے وقت اُن لوگوں کو بھوک کا غلبہ ہوگا اور بھوک کا غلبہ تھے کو مانع ہوتا ہے مگر
 نہارنہ تھے کرنا بہتر نہیں ہے، الا اُن اشخاص کو کہ جو مطلوب مزاج ہوں یا اُن لوگوں کو کہ جن کو ادویہ قویہ کے ذریعہ
 سے تھے کرنا منظور ہو۔ آخر قسم کے لوگوں کے معدے بلکہ امعاء بھی غذا سے خالی ہونا ضروری ہے تاکہ دفعتاً غذا کے
 خروج بالقدے (تھے کے ساتھ کھلنا) سے کوئی کیفیت اختناقی عارض نہ ہو جائے۔

جن مواقع پر نہارنہ تھے کرنا غیر ممکن ہو وہاں غذائے قلیل و لطیف قبل تھے کھلانا چاہئے۔ نہارنہ
 تھے کا ناممکن ہونا دو صورتوں میں ہوتا ہے ایک تو یہ کہ تھے کرنے والے کو عادتاً نہارنہ تھے نہیں ہوتی ہے۔
 دوسرے اُن اشخاص کو جن کے معدہ کا منہ نہایت ذی حس ہو اور ادویہ تھے آور کی حدت (تیزی) کی برداشت
 دشوار ہو اس صورت میں خوف ہو سکتا ہے کہ تھے الدم (خون کی تھے) نہ ہو جائے۔

تھے کن کن اشخاص کو جن اشخاص کے آلات تنفس (جن اعضا سے سانس لینے میں مدد ملتی ہے) ضعیف ہوں
 نقصان کرتی ہے یا اُن میں کوئی عوارض موجود ہوں یا اُن کا صدر و مجاری نفس (مقامات آمد و رفت سانس)
 کے تنگ ہوں اُن کو تھے کر سکی ممانعت ہے اس لئے کہ ان لوگوں کو حرکت تھے کی وجہ سے اندیشہ ہوتا ہے کہ کسی عضو
 مذکور سے خون وغیرہ جاری ہو کر کوئی مرض مہلک پیدا ہو جائے یا دفعتاً تھے کی حرکت سے اعضائے مذکورہ کے نظم و
 ترتیب میں فرق آجائے جس کی وجہ سے ایک سخت سانس بند ہو جائے۔

علیٰ ہذا القیاس جن اشخاص کی گردن لاغر ہوتی ہے اُن کو بھی بوجہ خف ورم حلق و خناق وغیرہ تھے خطرناک ہے
 یا جن کے معدے ضعیف ہوتے ہیں یا جو اشخاص انتہا درجہ فریہ ہوتے ہیں یا جن کو تھے کی عادت نہیں ہوتی
 ہے یا جن کو تھے دشواری سے ہوتی ہے یا جن کا دماغ ضعیف ہوتا ہے یا جن کی آنکھ اور کان میں کسی گرم مادہ کی وجہ سے
 کوئی مرض لاحق ہوتا ہے یا اُن کے سینہ میں اندرونی یا بیرونی جانب ورم ہو یا سینہ و پسیوں کی پھلیوں میں کوئی
 ورم عارض ہو اُن کو تھے کرنے میں احتمال قوی مضرت کا ہے۔

تھے کے بعد کی تدبیرات مناسبہ بعد تھے کے گرم پانی میں سنگین سرکہ شامل کر کے کلیاں کرنا چاہئے اور اگر کسی قدر سرکہ آب
 جو عسل میں لانا چاہئیں گرم میں شامل کر کے کلیاں کریں تو بہت بہتر ہوگا۔ تاکہ وہ مادہ کہ جو تھے کی حرکت کی وجہ سے
 دماغ کی جانب گیا ہے واپس آوے۔ اور اس کے ضرر سے دانتوں کو بھی امن حاصل ہو۔ یا محض گرم پانی سے
 کلیاں کرنا چاہئے۔

اور بغرض تقویت معدہ جوارشات مقوی معدہ مثل جوارش عود ترش یا جوارش آملہ یا جوارش مصعلی یا شربت
 بھی یا دانہ الائچی خورد و کھاں وغیرہ کھلانا چاہئے۔

اور اگر بعد تھے تشنگی کا غلبہ ہو تو عرق کا سنی یا آب تازہ میں شربت سیمب یا شربت غورہ (انار خام) یا شربت

زر خشک وغیرہ شامل کر کے پینا چاہئے۔ یہ چیزیں غالباً میں تشنگی کو زایل کر دیں گی۔

اگر اوویہ گرم تھے اور تشنگی کا باعث نہ ہوں تو یقین کرنا چاہئے کہ تھے نے بہت نفع کیا۔ تا وقتیکہ تھے کے بعد عمدہ طور سے بھوک غالب نہ ہو اس وقت تک غذا نہ کھانا چاہئے۔ عمدہ ترین غذا ابلتے (تھے کر نیچے بعد) غذائے لطیف اور سر بیع الہضم (زود ہضم) ہے کہ جس میں غذائیت بھی زیادہ ہو۔ مثلاً چوزہ مرغ کا شوربا یا زردہ بیضی مرغ غیر برشت یا فرہم غویں اور تیز و شیر و غیرہ کا گوشت حسب تقاضائے وقت و ضرورت۔

اور جو لوگ شراب کے عادی ہوں ان کو تھے کے بعد شراب پینا چاہئے۔

بعد تھے سکون و آرام ضروری ہے اور پسیوں میں روغن گل وغیرہ کی مالش کرنا اور حمام میں نہانا باعث کلفت ماندگی تھے کا ہے بشرطیکہ حمام میں زیادہ وقت نہ کیا جائے۔

تھے اگر کسی اسباب جزئیہ اگر کسی داخلی یا خارجی امور کے باعث تھے افزائے آئے لگے تو ان حالات میں واسطہ انداز کی وجہ سے بکثرت جاری تھے کے تبدیلات منومہ کے ذریعہ سے نیند لانے میں کوشش کرنا چاہئے۔ اور تھیرا خواب ہو جائے تو کیا بکریا چاہئے اور ہم نے اجمالاً خواب و میداری کی بحث میں قبل اس کے بیان کی ہیں اور ہضم و پانی کے بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ بطور تفصیلی بیان کریں گے۔

علمی نفاذ القیاس جس تھے کی غرض سے معدہ پر فتاد (ایسپ) مقوی معدہ اور قابض کرنا چاہئے۔ مثلاً صفاد صندل سپیدہ و آملہ خشک یا زرشک و حماض و بازنگ وغیرہ مفرداً اور مرکباً عرق کلاب یا عرق کاسنی وغیرہ بروت یا سرد پانی میں سائیدہ کر کے معدہ پر لگانا چاہئے اور اگر خون کی تھے ہو یا تھے میں خون آئے لگے تو شیرہ تخم خزندہ سیاہ بریاں۔ شیرہ زرشک شیرہ بیخ انجبار وغیرہ تازہ پانی میں نکال کر گل از سنی یا دم الاخوین یا گل مختوم با یک سائیدہ پائیدہ کر کے پانا چاہئے۔ یا مثل اسی کے اور اوویہ حابس دم مقوی معدہ استعمال کرنا چاہئے۔ اور اگر کسی اعضاء میں خون کے جم جانیکا خوف ہو تو سکنجبین سرکہ یا شہد کا شربت برف سے سرد کر کے دینا مناسب ہے اس لئے کہ سکنجبین سرکہ اور شہد جالی اور مقطع ہیں یعنی عضو کو صاف اور سطح عضو کی رطوبات فاسدہ کو قطع کرنا چاہئے۔ اور برف بوجہ برودت عضو کو مستحکم و مضبوط کرتی ہے لہذا خون کی ریزش کا خوف اعضاء میں باقی نہیں رہتا ہے اور اگر کسی قدر خون کی ریزش ہو گئی ہے تو سکنجبین و شہد کی توتیہ اس کی ملافت ہو جائیگی۔

تھے کرنے والوں کے اگر تھے کرنے والے کی پسیوں میں کشتش یا دروتھے کے بعد پیدا ہو جائے تو گرم پانی میں اعراض لاحقہ تدارک پارچہ کو تر کر کے اور اس کو تھوڑا کر مقام در و یا مقام کشتش کو سینکنا چاہئے یا اگر معدہ میں نوزش یا حدت ظاہر ہو تو چکنے شوربے اور چکنے حریر سے وغیرہ انیٹائے چرب کے کھانے اور روغن گل یا روغن بنفشہ کی معدہ پر مالش سے شکایت موجودہ مذکورہ زایل ہو جائے گی۔

اکثر بعدتے ہچکیاں کثرت سے عارض ہو جاتی ہیں اس کے لئے محوڑی و پیرپاس ضبط کر کے گھونٹ گھونٹ گرم پانی پلانا کافی ہوگا۔ بشرطیکہ ہچکی بوجہ امتلائے معدہ ہوں۔ اور اگر اسباب کی وجہ سے ہچکیوں کی تحریک ہے تو محض گھونٹ گھونٹ آب گرم پلانا کفایت کر سکتا ہے اگر قے کے بعد تشنج یا کزاز یا تمدن یا اختلاج یا عث یا سات (گہری نیند) وغیرہ امراض عصبانی پیدا ہو جائیں یا آواز بند ہو جائے تو اس کے لئے بہترین تدبیر یہ ہے۔ کہ دونوں ہاتھوں کو نبل سے کلانی تاک اور دونوں پیروں کو کچ ران سے ٹخنوں تک کپڑے وغیرہ سے معتدل طور سے بندش کریں اور معدہ پر روغن جنابس کو مصالح کا تیل کتے ہیں ماش کریں۔ یا روغن جنبیلی شمع علیے یا روغن بیلایس و تین قطرہ عطر سہاگ یا عطر عنبر یا عطر حنا یا عطر موتیا یا عطر اگر شال کر کے بالائے معدہ ماش کریں۔

اور اگر کثرت ہچکی بوجہ ایسی کثرت قے کی ہے کہ جس سے معدہ کے رطوبات اصلی خارج ہو گئے ہوں تو ایسی ہچکیوں کا تدارک نہایت ہی مشکل ہو جائیگا اگر کچھ امید نجات ہو سکتی ہے تو ادویہ و اغذیہ قوی الرطیب نہایت رطوبت پیدا کرنے والی سے ہو سکتی ہے۔ یعنی اُن دواؤں اور غذاؤں سے نفع پہنچ سکتا ہے کہ جو اتہاد و جبہ کی رطوبت دار ہوں مثلاً روغن بنفشہ یا روغن منتر تخم کدو یا روغن مغز تخم تربوز یا روغن مغز تخم پیٹہ وغیرہ کی ماش بالائے معدہ اور آشیجا اور ماہ الجعین وغیرہ تدبیرات مرطبہ و اخلا استعمال کرنے سے۔

قے کرنا کن کن امراض کو
زایل اور کن کن اعضا
کی جائے تو قے کرنا گرانی سر کے زایل کرنے کے لئے اور اُن بخارات کے واپس لانے کے لئے
کو نفع پہنچاتا ہے۔
کہ جس سے عادتاً کسی شخص کا دماغ ضالی نہیں ہو سکتا ہے نہایت نفع ہے اور ظاہر ہے کہ
جب دماغ ہر طرف سے بخارات معمولی اور غیر معمولی سے پاک و صاف ہوگا تو اُس کے افعال کا انجام عمدہ طور سے ہوگا۔
علیٰ ہذا القیاس قبل ظہور تخمہ (بد ہضمی) و بعد ظہور تخمہ قے کرنا نسبت فائدہ مند ہے۔ بعد تخمہ قے کا نفع دینا
ظاہر ہے محتاج تشریح نہیں ہے اور قبل ظہور تخمہ قے کا نفع ہونا اسوجہ سے ہے کہ قے معدے سے ان فضول کو
خارج کرتی ہے کہ جو اکثر اوقات تخمہ کے باعث ہوتے ہیں۔

جن لوگوں کے مزاج میں صفرا و محوڑی تحریک سے مثلاً غصہ وغیرہ یا بھوک پیاس کی حالت میں معدہ پر گرنا شروع ہو جاتا ہے اُن لوگوں کو ضرور ہے کہ اولاً قبل کھانا کھانے کے قے کر لیا کریں بعدہ غذا کھائیں تاکہ معدہ کے صاف ہونے کی وجہ سے غذا صفراء کے اختلاط سے محفوظ رہے اور جب یہ غذا صفراء کے اختلاط سے محفوظ رہے گی تو فاسد بھی نہیں ہوگی۔

بمحلہ دیگر منافع کتے ہیں ایک یہ بھی نفع ہے کہ بوجہ صحت اُس سے اشتہائے طعام بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور کھانا جلد ہضم ہوگا۔ اس لئے کہ قے سے ہر قسم کے رطوبات فاسدہ سے معدہ پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اور

ایسے رطوبات فاسدہ سے معدہ کا پاک ہونا باعث ترقی اشتہا اور قوت ہضم ہے۔

ایک عمدہ اور کامل نفع تھے میں یہ ہے کہ تھے بدن کی سستی اور ڈھیلے پن کو زایل کر دیتی ہے اور بدن میں ایک نوع کا استحکام اور جستی پیدا کرتی ہے۔

تھے کے منافع اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تجربہ و قیاساً تھے امراض مفسدہ ذیل کو سخت نفع کرتی ہے۔ اور سہل نفع کی تشریح مزید نہیں کرتا ہے۔ بلکہ امراض مذکورہ میں سہل سے نقصان ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً جملہ امراض اسفل من یعنی وہ بیماریاں کہ جو حصہ تحتانی (نیچے کے) بدن میں عارض ہوتی ہیں مثلاً نفرس یا عرق النساء یا وجع اور ک اور گردہ و مثانہ کے قروح کو اور گردہ و مثانہ کے اکثر امراض کو۔ اور اکثر ان امراض کو کہ جو بدن کے فوقانی (بالائی) حصہ کو عارض ہوتے ہیں اور استسقا و جذام کو۔ اور اس سرع کو کہ جو بوجہ سنا دمعدہ پیدا ہو جاتی ہے اور بعض حالات و اوقات میں مرض قالج کو اور بعض حالات جزئیہ میں مایخولیا و ریشہ و یرقان و انتصاب النفس (کو تاہم) کو بھی تھے سے نہایت ہی نفع پہنچتا ہے اور بہت سے امراض میں تھے ایک عمدہ اور فاضل تر معالجہ ہے۔

ان اشخاص کو تھے سے جلد صورتوں میں نفع پہنچ سکتا ہے کہ جو طبعاً صفاوی المزاج (خشک و گرم مزاج) اور قبیل اللحم (دھیلے) ہوں خاصکراُس وقت میں جبکہ یہ لوگ ان موانع سے برطرت ہوں کہ جو تھے کے موانع بیان کئے گئے۔

تھے کی ممانعت جن اشخاص میں تھے کے موانع (روکنے والی باتیں) مذکورہ بالا موجود ہوں یا تھے کے شرایط بوجہ اسباب جزئیہ مذکورہ کا عمل درآمد نہ کیا جائے یا تھے افراط سے کیجائے ان کو تھے نہایت ہی مضر اور خوفناک ہے اور ان کی تندرستی میں ایک شر عظیم اور فتنہ قوی پیدا ہونیکا احتمال غالب ہے یعنی ان میں بتدریج یا فتنہ ان امراض کا وقوع ہو گا کہ جو ہلاکت کی حد تک پہنچا سکتے ہیں۔

جونک کے احکام

جونک کے منافع و عمدگی غیر کھڑکی اس میں کچھ شک نہیں کہ بہ نسبت مع الشرط (پچھنے والی سنگی) اور فصد کی جونک لگانے کی بحث اور احکام و منافع کی تشریح میں تکلیف کم ہوتی ہے اور بات بھی صحیح ہے کہ بعض مواقع پر حجامت مع الشرط کی مسورت اٹھانے میں سخت مشکل پیش آتی ہے مثلاً تین برس سے کم عمر والے بچوں میں یا بہت ضعیف العمر لوگوں میں سگریے مقام و حالات میں جونک لگانے میں وہ دشواریاں نہیں ہونگی سگریے بہت ہے کہ بہتر امکان بدن میں اس مقام پر جونک لگانا چاہئے کہ جہاں سنگی لگانا ممکن نہ ہو اس لئے کہ جو کونکے علیحدہ کر نیے بعد کسی قدر خون کا نکالنا سنگی کے ذریعے سے چوس کر ضروری ہے اور اگر کوئی ایسا مقام جونک لگانا نہ ہو تو بحالت مجبوری جو مقام

مطلوب ہو وہاں جو نکیس لگائی جائیں۔ چونکہ ذریعہ سے جو خون جذب ہوتا ہے وہ بدن کے عمق دکھائی دے
 خارج ہوتا ہے۔ یہ نسبت اسکے کہ حجامت مع الشرط کے ذریعہ سے خارج ہو گا لہذا بعض امراض جلد کے لئے بقول
 حکماء ہند چونکہ کا نفع بہت صاف اور صریح طور سے ظاہر ہوتا ہے اور مولانا کبیر از زانی مرحوم نے حکمائے موصوف کے
 ساتھ اس مقولہ میں اتفاق کلی کیا ہے کہ چونکہ ذریعہ سے بالکل خون ناسد ہی خارج ہوتا ہے اور اس معمولی کی
 تائید میں مستحکم دلائل بیان کئے ہیں۔

جن جن شرطیہ کا درباب تواریخ مہینہ و اوقات روز اور جن جن رعایت کا دربارہ اختیار و ترک حجامت
 مع الشرط کے بیان میں قبل اس کے مرقوم ہوا ہے وہی رعایتیں وہی شرطیہ وہی احکام چونکہ نکلنے لگانے میں بھی ملحوظ
 رکھنا چاہئے۔

چونکہ کس قسم کی عمدہ ہوتی ہیں [چونکہ جو ماشی رنگ سبزی یا بل ہوں اور ان پر دو خط طولانی سنہرے کھینچے ہوئے ہوں
 یا کلیجی کے رنگ سے مشابہ ہوں یا وضع قطع میں چوہے کی دم کے ہیکل ہوں اور ان کا سر چھوٹا ہو اور پیٹ سرخ
 ہو عمدہ اور سخن ہوتی ہیں۔ باوجود ان جملہ اوصاف کے وہ ایسے پانی سے لی گئی ہوں کہ جہاں کائی کا مجمع ہو یا اس پانی
 میں چھوٹی چھوٹی مینڈکیاں زیادہ ہوں۔

چونکہ کس قسم کی ناقص [ان چونکہوں سے نہایت احتیاط چاہئے کہ جو ناقص اور ردی چشموں میں پائی جاتی ہیں یا
 وردی ہوتی ہیں [رنگ میں طاؤسی ہوں۔ ان کا سر بڑا ہو اور وزنی ہو۔ ان کا رنگ سیاہ ہو یا ان کا رنگ شہرتی
 اور بہت گہرا سبز ہو یا ان کے جسم پر روکنٹے ہوں یا مشابہ سانپ کے ہوں اس لئے کہ ایسی چونکہوں سے بجا کئے نفع
 سخت نقصان پہنچتا ہے اور یہ چونکہیں سمیتے خالی نہیں ہوتی ہیں لہذا اکثر اوقات غشی اور کثرت خروج خون
 اور طرح طرح کی خطرناک تہیں اور انواع انواع کے متعفن اقرصے (زخم) وغیرہ امراض مکلفہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

چونکہ کس تدبیر سے لگانا چاہئے [جبکہ چونکہ لگانے کی ضرورت ہو تو اولاً چونکہوں کو ایک طرف کلاں جس میں
 پانی بھرا ہو اہوڈا لٹا چاہئے پس غور کیا جائے کہ ان چونکہوں میں سے کونسی چونکہوں کی حرکات تیز اور سریع
 ہیں پس جو سریع حرکت اور تیز رفتار ہوں ان کو مقام مقصود پر لگانا چاہئے۔ مگر لگانے کے مقام مذکور کو
 نمک اور پانی سے دھو ڈالنا چاہئے اور ملنا چاہئے تاکہ وہ موضع سُرخ ہو جائے۔

اور اگر چونکہ کسی وجہ سے چپان نہ ہوتی ہوں تو مقام مقصود پر پلتانی مٹی یا کسی جاندار کا خون لگایا
 جائے۔ تاکہ چونکہ بوجہ رغبت جلد چپان ہو جائے۔

اور جب چونکہیں اچھی طور سے خون پی کر لبریز ہو جائیں تب کسی قدر نمک سا میدہ یا پارچہ نشینہ
 سوختہ کی راکھاؤں مقام پر چھڑکیں تاکہ وہ علیحدہ ہو جائیں اور بعد علیحدگی کے مناسب ہے کہ ذریعہ سبکی

اُس مقام کو چوس کر کسی قدر خون خارج کر دیا جائے تاکہ خون مقام گزیدگی جس میں احتمال نقصان ہوتا ہے زایل ہو جائے اور اگر بعد علیحدگی خون جاری رہے تو جانناست خون (خون بند کرنے والی دوائیں) چھڑکنا چاہئے۔ مثلاً گل ارمنی دوم الاخرین وغیرہ۔

ادار کے احکام

ادار (پیشاب لانا) کے
 یعنی براہ پیشاب ادویہ کی قوت سے فضلات و مادہ ناقص بدن سے خارج کرنا اس میں
 منافع و نقصانات کی بحث
 کچھ شک نہیں ہے کہ بوجہ دفع طبعی یا ادویہ مددہ (پیشاب آور دوائیں) کی قوت سے براہ
 پیشاب بدن سے فضلات و مادہ و رطوبات خارج ہوتے ہیں۔ اور ہر مدافعت طبعی یا دواؤں کی قوت جیضا
 یا رطوبات ناقصہ بدن انسان کو کسی راستہ سے خارج کر گی وہ ایک استنفراغ ہے پس ادار بھی ایک استنفراغ ہے
 چونکہ اس کتاب سے اہم امر تفہیم عوام (عام لوگوں کو سمجھانا) مقصود ہے۔ لہذا اس مقدمہ کے اجزا کو ثابت
 کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے بلکہ ادار کے ذریعہ سے خصوصاً گردہ و مثانہ و جگر و بخاری بول (پیشاب
 کی گزرگاہیں) ان کے فضلات اور مواد ناقص دفع ہوتے ہیں مگر اس کا اثر عام بدن پر بھی پڑتا ہے لیکن چونکہ ادویہ
 مددہ قوتاً ادویہ مسہلہ سے کم درجہ ہیں اور باوجود اس کے اپنی جگہ پہنچتے پہنچتے ان کی قوت اور بھی ضعیف
 ہو جاتی ہے۔ لہذا عام بدن سے ناقص مادہ کے خارج کرنے میں وہ کوشش نہیں دکھلا سکتی ہیں کہ جو ادویہ مسہلہ
 سے کوشش سازی ہو سکتی ہے اور بوجہ اس کے کہ ادویہ مددہ مثل ادویہ مسہلہ حاد اور سمی الجوبہ نہیں ہوتی ہیں۔ لہذا
 ادویہ مددہ کے فعل سے اُس قدر تلاطم و طوفان بدن میں برپا نہیں ہوتا ہے اور نہ اس قدر رطوبات اصلیہ کا
 اخراج ہوتا ہے جیسا کہ ادویہ مسہلہ یا دیگر استفرغات میں۔ لہذا طبیوں نے ادار کے اصول و قواعد اس طور سے
 بتفصیل منضبط نہیں کئے جیسا کہ دیگر استفرغات منضبط کیے گئے ہیں مگر اس میں کچھ تنگ نہیں ہے کہ کثرت
 ادار خصوصاً جبکہ ادویہ قوی الادار سے کر لیا جائے مضعف گردہ و مثانہ و جگر و دماغ بلکہ عام بدن ہے کثرت
 ادار سے عام بدن میں ضعیف محسوس ہونا کچھ بعید نہیں ہے اس لئے کہ ہر گاہ کہ گردہ و مثانہ و جگر کے رطوبات غریزیہ
 (اصلیہ) کو ادویہ مددہ خارج کر دینا تو ضرور ہے کہ طبیعت بوجہ تدارک نقصان رطوبات مخربہ جو رطوبتیں نکل گئی ہیں
 کے اعضائے مذکورہ کو دیگر اعضا کی رطوبت غریزیہ کے حصہ میں سے کچھ نہ کچھ حصہ پہنچائیگی۔ اور جبکہ دیگر اعضا کا
 حصہ رطوبات گردہ و مثانہ میں تقسیم ہو گیا تو ان اعضا کو اپنے پورے حصہ پانی سے محرومی ہوگی لہذا ان اعضا کی توجہ بھی ضعیف
 اور اس کن کن ہوتوں
 امراض گردہ و مثانہ و جگر (جگر کی سطح زیرین) و مجرے بول یعنی پیشاب خارج ہونیکے راستوں سے
 پر ضروری ہو جاتا ہے
 اگر مادہ خارج کرنا منظور ہے تو یہ امر صرف ادار سے تکمیل پانا ہے علم ہذا القیاس اعضا مذکورہ کے علاج امر

کے سماج میں باوجود دیگر ادویہ مناسب مرض کے بغرض ایصال (پہنچانے) قوت اور وہ مذکورہ دو دوائے مڈر کا شامل کرنا ضروری ہے۔ مثلاً فرض کرو قرصہ شانہ یا قرصہ مجاری بول زید کو عارض ہوا تو ایسی حالت کیلئے اور وہ مندرجہ ذم کے بھر نوالی یا ادویہ فریجینے والی استعمال کرنا ضروری یا پیشگی کثرت کے وقت اس کا جس کرنے کی ضرورت ہے تو ادویہ جاہلہ استعمال کرائی جائیں گی مگر باوجود ادویہ مذکورہ ایک یا دو دوائیں مڈر (پیشاب آور) بھی شامل کرنا ضروری ہے تاکہ ادویہ مندرجہ یا جاہلہ یا مغزیہ کی قوت کو موضع مقصود پر پہنچا دے علیٰ ہذہ القیاس بعد استفرغ بالمسئل کچھ لقیہ مادہ تپ کا بعض عروق و مجاری میں رہنا ہے اس موقع پر بھی ادویہ مددہ مناسبہ کے استعمال سے اس بقیہ مادہ کا ایصال اور استفرغ ممکن ہے بعض مواقع پر ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ سہل کا فائدہ اور اسے حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ مادہ مرض کی کثرت نہ ہو۔ اور طبیعت کا بذریعہ اور اس مادہ مرض کے دفع کرنا کار حجان ہو۔ بالجملہ اور اسے وہی فوائد اور نقصانات ممکن الوقوع ہیں کہ جو سہل سے مگر یہ تفاوت درجات جیسا کہ اس تقریر کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے بہر حال بجز امراض مخصوصہ مذکورہ کے دیگر امراض میں طبیعت کا رجحان دیکھنا چاہئے کہ اگر اور اس کی جانب دفع مادہ پر اس کی آماؤگی ہے تو بالضرور ادویہ مددہ مناسبہ سے اس کی ادا کرنا چاہئے۔

پسینہ لانے کے احکام

تعریق (پسینہ لانا) کی تعریف اور اس کے نتائج

یعنی بذریعہ مسامات بدن طبعی طریقے سے یا ادویہ معرقہ (پسینہ آور) کہلائیے یا حمام یا کباب کے ذریعہ سے اخلاط و رطوبات بدن کا تحلیل ہو یا نکلتا۔ اگرچہ ابتداءً بذریعہ تعریق مادہ جلد بدن سے نکلتا شروع ہوتا ہے مگر گاہ کہ مادہ جلد بدن سے خارج یا تحلیل ہو گا تو ضرور ہے کہ طبیعت بضرورت دفع عارضہ خلا (خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے) کچھ مادہ یا رطوبت عمیق (گہرائی) بدن سے نکال کر جلد میں پہنچائے گی حتیٰ کہ اگر تعریق میں مانعہ اور افراط کیا جائے تو اس مانعہ سے ضعف و انحطاط (کمی) قوت پیدا ہوگی۔ اور گاہ یہ ضعف قوت اس حد تک بڑھ جائے گا کہ نوبت غشی ہو چکی۔

تعریق کن کن امراض کو نفع دیتی ہے

عظمتہ القیاس گاہ ہے بموجب طریقہ مذکورہ بالا ان امراض کو بھی تعریق سے نفع پہنچتا ہے کہ جن کا مادہ خاص جلد بدن میں ہوتا ہے عمیق (گہرائی) بدن میں ہوتا ہے جیسا کہ بعض اوقات بلحاظ حالات مادہ بعض تپیں بذریعہ تعریق دفع ہو جاتی ہیں کھسرا اور چھپک میں تعریق نہایت مفید ہوتی ہے در حالیکہ مادہ کھسرا اور چھپک کا ظاہر بدن یعنی جلد کی طرف آئیے کیونکہ جسم مجبور ہو اس حالت میں ماکشی (خوب کھلاں) کو بانی میں جوش دیکر تمام بدن پر انکسار (بہ پارہ کرنا) مادہ کھسرا اور چھپک کو جلد بدن پر عمدہ طور سے لاسکتا ہے۔

ایسا ہی خارج بدن کے ورموں کے لئے خصوصاً جبکہ ان ورموں میں درد اور تھرد (کنچاؤٹ) سے سخت تکلیف کا سامنا ہو تو ایسے وقت میں تعریق ایک عجیب فائدہ مند چیز ہے ایسی حالت ادویہ مخلدہ خصوصاً گل بابونہ پانی میں محض دیکر یا محض گرم پانی سے انکباب (بہ پارہ کرنا) محض تسکین ہی نہیں دیتا ہے بلکہ مادہ ورم کو تحلیل بھی کرتا ہے اور جس قدر مادہ میں صلاحیت تفتیح و پختگی ہے۔ اُسکو تفتیح یعنی پکانا بھی عمل میں لاتا ہے بلکہ مادہ متداخلہ (اندر گھسے ہوئے کو) دفعۃً ظاہر بدن پر لاتا ہے۔

چنانچہ مرض طاعون میں ورم طاعون اور اُس کے قرب و جوار میں ادویہ مخلدہ مثل گل بابونہ وغیرہ کا جو شانہ سے بہ پارہ کرنا یا محض گرم پانی سے بہ پارہ کرنا نہایت عمدہ اور فائدہ خیز علاج ہے اسلئے کہ اس عمل سے مادہ سمیہ کی حرکت خارج بدن اور نفس موضع ورم (خاص ورم کی جگہ) کی جانب ہو جاتی ہے عام بدن اور اعضائے ریئہ کی جانب مادہ متحرکہ سمیہ کی حرکت سے امن ہو جائیگا۔

علیٰ ہذہ القیاس مرض بہق (چھپ) برص وغیرہ امراض جلد میں ہر گاہ کہ ادویہ خارجیہ ضماؤا یا طلاؤا لگائی جائیں تو مناسب ہے کہ اولاً اُس مقام کو بذریعہ بہ پارہ تعریق (پسینہ لانا) کر لیا کریں اور بعد تعریق فوراً ادویہ خارجیہ یعنی طلا یا ضماؤ وغیرہ مقام برص یا بہق پر لگائیں یہاں تعریق سے دو فائدے حاصل ہونگے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ بوجہ کشادہ ہو جانے مسامات موضع ماؤف کے مادہ کا اخراج ہوگا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بوجہ تفتیح مسامات مقام مذکور کے ادویہ خارجیہ کی تاثیرات بہت جلد ساریت کر کے مواد سمیہ کی اصلاح کریں گی۔

تعریق اُن تپوں اور اُس درد و سر کے لئے مقدم علاج ہے کہ جو بوجہ کثافت مسامات جلد کے لاحق ہوتے ہیں تعریق اُس حالت میں غایت درجہ فائدہ مند ہوگی جبکہ جنین (بچہ شکم) کی استفاطا کرنے کی ضرورت ہو اور معمولی تدبیرات لکے اسقاط کے لئے کافی نہ ہوں ایسے وقت میں تعریق بذریعہ انکباب (بہ پارہ) و آبنزن (گرم پانی میں بھٹانا) یا حمام مناسب ہوتا ہے۔ اسلئے کہ تعریق سے بدن میں تخائل اور استرخاؤ (ڈھیلپن) پیدا ہو جاتا ہے اور قوت ماسکہ ضعیف ہو جاتی ہے اسلئے جنین (بچہ شکم) کا اسقاط بہت ہی آسان ہو جاتا ہے علیٰ ہذہ القیاس اس جس بول کے لئے یعنی بند پیشاب جاری کر نیکے لئے کہ جو بوجہ ریگ گردہ و شانہ یا بوجہ پتھری پیدا ہو جانے اندر گردہ و شانہ کے واقع ہوا ہو۔ تعریق بذریعہ بہ پارہ موضع مذکور کی نہایت ہی پر فاعل علاج ہے۔ اس تدبیر سے نہ محض جس بول ہی زایل ہو جاتا ہے بلکہ اکثر اوقات ریزہ پتھری اور ریگ بھی خارج ہوتی ہے۔ انکباب و آبنزن و حمام پسینہ آئینکا سبب ہے اور پسینہ اُسکا سبب ہے لہذا یہاں ہننے مجازاً سبب کو سبب کی جگہ استعمال کیا ہے اور ایسے مجازات کثیر الاستعمال ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تعریق (پسینہ لانا) ضروریات مذکورہ کے لئے ایک عمدہ اور فاعل معالجہ ہے۔

تعریق میں کس بات کی احتیاط ضروری ہے؟
 تعریق اگر بذریعہ بہ پارہ یا آئرن کرائی جاوے عام اس سے کہ بہ پارہ یا آئرن محض آب گرم سے ہو یا جو شانڈہ اور یہ سے ہو تو اس بات کی سخت احتیاط رکھنا چاہئے کہ بھاپ گرم پانی یا ادویہ کے جو شانڈہ کی ناک کی راہ سے یا کسی اور طریق سے قلب و دماغ کو نہ پہنچے اس لئے کہ اس میں ہائیکلیٹک پیر پھونچنے سے اکثر اوقات غشی لاحق ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ موجبات غشی قلب کی ایلڈ سے ہوتے ہیں اور جب قلب اس قدر متاثر ہو (ایڈاپٹیو والا) ہو کہ ذہن غشی کی پہنچتی تو پھر امر مشکل اور کام نازک ہو جائیگا۔

انزال

انزال کے متعلق
 انزال عام اس سے کہ بذریعہ جماع ہو یا بذریعہ اقلام (خواب میں انزال ہونا) یا کسی دیگر ناجائز ایک مختصر تقریر و وسائل سے۔ داخل استفراغ ہے۔ چونکہ معنی فضلہ ہضم راجع ہے یعنی ان رطوبات کا پس ماندہ ہے کہ جو جمیع الوجوہ اجزائے فضول اور غیر ضروری سے پاک و صاف ہو کر گوشت و پوست ہنسنے کے قریب ہوتا ہے اسلئے اسکا استفراغ جملہ استفراغات کے زیادہ بدن میں آثار صنعت وغیرہ پیدا کرتا ہے۔
 اس تقریر کو یہاں تک تو ہم نے باقی بیان اطبائے سلف بیان کیا ہے مگر اطبائے مذکور کے خیالات سے امر انزال کے متعلق مجھ کو ایک حد تک اختلاف ہے جس کی بابت ایک مدلل اور بسیط تقریر امر جماع کی بحث میں کر دوں گا۔ اور بحث مذکور میں تمام امور متعلقہ انزال کی تشریح کر دوں گا۔ لہذا اس مقام پر مجھ کو صرف اس قدر لکھ دینا ضروری ہے کہ انزال بھی ایک استفراغ ہے۔

جذب و امالہ کے احکام

جذب و امالہ کی تعریف
 طبی اصطلاح میں لفظ جذب و امالہ سے بذریعہ اعمال و تدابیر خارجی کسی مادہ کو کہ جو کسی عضو پر گر رہا ہو بخارات و دخان بدن کو ایک جگہ یا ایک عضو سے دوسری جگہ یا عضو میں منتقل کرنا مراد ہے۔

طبیبوں کی اصطلاح میں جذب و امالہ دو لفظ مختلف بولے جاتے ہیں مگر صراحتاً یا معنیان دونوں علمونکے حدود میری نظر میں کسی طب کی کتاب میں نہیں گذرے اور میرے نزدیک ان دونوں علموں میں کوئی فرق واقعی نہیں ہے اور اگر کوئی فرق ہوگا تو فرق اعتباری ہوگا اور اعتبارات سے نفس شے میں کوئی تعدد گنتی پیدا نہیں ہو سکتا ہے اگر بالفرض جذب و امالہ میں کوئی فرق ہو بھی تاہم انکے قواعد اس طرح سے بیان کئے جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کے معایر نہ ہوں گے۔

جذب و امالہ بلحاظ حالات مذکورہ بالا فی الجملہ مشابہ استفرغ کے ہے اور جو فوائد کہ اخراج مادہ ناقصہ سے بدن انسان پر مرتب ہوتے ہیں اسی طرح سے انتقال مادہ باریا ح و دخان و بخارات بدن سے کسی دوسرے حصہ بدن کی جانب سے بھی وہی نفع ظاہر ہوتا ہے ایسے بعد بیان احکام استفرغاً تک جذب امالہ کی شرح مناسب خیال کی گئی۔

استفرغ اور جذب میرے نزدیک استفرغ اور جذب امالہ میں عام خاص مطلق نسبت ہے یعنی ہر استفرغ و امالہ میں فرق میں جذب و امالہ ہونا ضروری ہے اور ہر جذب و امالہ مستلزم استفرغ نہیں ہے (یعنی استفرغ کو جذب و امالہ لازم ہے لیکن جذب و امالہ کو استفرغ لازم نہیں)۔

جذب امالہ کن کن تدبیر سے ہو سکتا ہے جہاں تک اس وقت اپنی ذہنی حالت سے استقرآء (از روئے تلاش) استمداد کی ہے وہاں تک میں کہہ سکتا ہوں کہ جذب و امالہ اعمال و تدبیرات مفصلہ ذیل سے انجام پا سکتا ہے۔

(الف) فصد۔ بذریعہ فصد کسی عضو پر گرنے والے مادے کو یا بخارات و ریاح و دخان کسی عضو کی طرف جانے والے کو دوسرے عضو یا مقام پر منتقل کرنا۔

(ب) ولک۔ جس عضو کی طرف مادہ یا بخارات وغیرہ منتقل کرنا منظور ہے اس کی مالش کرنا مثلاً سر کی حالت میں یا دوسرے کسکایت میں کف دست و کف پا کی مالش۔

(ج) حک۔ جس عضو کی طرف مادہ وغیرہ پھیرنا منظور ہو اس عضو میں خفیف سی خراش پیدا کرنا جس طرح کہ نزلہ کو نھنوں کی جانب پھیرنے کے لئے ناک کے نھنوں میں بذریعہ قیتلہ وغیرہ حرکت یا خفیف سی خراش دی جاتی ہے۔

(د) پاشویہ۔ بدن کے اوپر کے حصہ سے مادہ یا بخارات وغیرہ بذریعہ پاشویہ نیچے کی جانب واپس لانا۔
(ه) شد۔ جس عضو سے مادہ وغیرہ دوسرے طرف لانا منظور ہے اس کے مقابل کے عضو کو سختی سے باز دھنا۔
(و) ریاضت عضو خاص۔ جس عضو سے مادہ وغیرہ منتقل کرنا منظور ہے۔ اس کے مقابل کے عضو سے ریاضت خاص کرنا۔

(ز) محجم ناری۔ بذریعہ آتشین گلاس جس کو باری یا تونبی بھی کہتے ہیں اور جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ مادہ یا بخارات وغیرہ کو جذب کرنا اور پھیرنا۔

(ط) محجم مع الشرط۔ بذریعہ پھپھونوں کے جسکو بھری سنگیاں بھی کہتے ہیں۔ اور جس کا اوپر بیان گزر چکا ہے۔ مادہ یا بخارات وغیرہ کا ایک عضو سے دوسرے عضو کی جانب پھیرنا۔

(ظ) شلخ کشتی۔ خالی سنگیوں کے ذریعہ سے جسکو پھوپھیاں کہتے ہیں مادہ یا بخارات کو ایک عضو سے

دوسرے عضو کی جانب منتقل کرنا۔

(۱) احتقان یا حقنہ یا مل۔ بذریعہ ادویہ مناسبہ مرض جو سہل نہ ہوں حقنہ کرنا مثلاً وقت صبح و اجزہ حارہ یا دفن (گرم بخاروں اور دھوئیں کا اوپر چڑھنا) عرق گلاب و اشجور و مطبوخ (جو شاندرہ، کشنیز خشک وغیرہ سے حقنہ کرنا۔

(۲) رک، اورار۔ بذریعہ پیشاب آورادویہ یا پیشاب آوراعمال کے اس مادہ بدن کو کہ جو براہ مسامات بدن عرق کے ساتھ نکل رہا ہے براہ پیشاب پھیرنا۔

(۳) تلین۔ براہ مسامات بدن یا بذریعہ عرق اس مادہ کو پھیرنا کہ جو براہ پیشاب یا کسی اور راستہ بدن سے نکل رہا ہے۔

(۴) اسہال۔ دستوں کے ذریعہ سے اس مادہ کو ساکن کرنا کہ جو بذریعہ تھے خارج ہو رہا ہے۔

(۵) اتقے اتقے کے راستے سے اس مادہ کو ساکن کرنا کہ جو براہ اسہال خارج ہو رہا ہے۔

(۶) تغلیق علق۔ بذریعہ چونک لگانے کے مادہ کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لانا۔

جذب و امالہ (کھینچنا اور لوٹانا) جذب و امالہ میں تین امور کی رعایت ضروری ہے۔

میں کن کن امور کا لحاظ ضروری ہے، ایک امر یہ ہے کہ جب امالہ و جذب مادہ کیا جائے تو جس عضو میں کہ مادہ کی ریزش

یا وضانات و تجارت وغیرہ کا میلان ہو اس عضو کے مخالف طرف میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ مخالفت

ایک ہی قطر میں ہو مثلاً داہنے ہاتھ کا مادہ بائیں ہاتھ کی جانب یا داغ کا مادہ یا تجارت وغیرہ ہاتھوں یا پیروں

یا پس گردن کی طرف بذریعہ فصد و جمامت و پاشویہ و دنگ وغیرہ اقسام مذکورہ جذب و امالہ سے پھیرنا چاہئے

اسلئے کہ داہنے اور بائیں ہاتھ میں مخالفت صرف ایک ہی قطر میں ہے یعنی محض عرض میں مخالفت ہے اور

سراور پاؤں اور ہاتھ اور پس گردن میں بھی صرف ایک ہی قطر میں مخالفت ہے یعنی محض طول میں۔

یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ جذب و امالہ میں کسی وقت اعضاء کے دو قطروں میں مخالفت ہو مثلاً یہ جائز

نہیں ہے کہ کسی وقت میں مادہ داہنے ہاتھ کا بائیں پیر کی جانب پھیرا جائے۔ اسلئے کہ اس جذب و امالہ میں مخالفت

دو قطروں کی ہے ایک مخالفت فی الطول اور دوسری مخالفت فی العرض جیسا کہ داہنے ہاتھ اور بائیں

پیر کے مقام کے قطر کر نیے معلوم ہو سکتا ہے۔

دوسرے امر جذب و امالہ میں رعایت مشارکت اعضاء کی بھی ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ مجامع ناری یعنی

تو نبی یا گلہاس پستان پر لگانے سے جیض کا خون بند ہو سکتا ہے۔

تیسرے امر جذب و امالہ میں رعایت محاذات اعضاء بھی ہونا چاہئے مثلاً جگر کی بیماریوں میں داہنے ہاتھ

کی فصد ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ جگر بھی بالمقابل فصد مذکور کے داہنی جانب ہے۔

اور امراض طحال میں بائیں ہاتھ کی فصد ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ طحال بائیں ہاتھ کے مقابل ہے۔ اگر مادہ کسی عضو میں آگیا ہے تو وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہے یا تو اس کے اچکنے کا زمانہ قریب ہوگا تو اس مقام سے قریب تر مقام پر مادہ جذب کیا جائیگا اس لئے کہ ایسے حالات میں اس بات کا خوف نہیں ہے کہ مادہ مرض پھر عضو اول کی جانب واپس جائیگا۔ بائیں ہاتھ جذب مادہ کا عضو قریب کی جانب سہل بھی ہوتا ہے اگر کسی عضو میں مادہ اچکنے کا زمانہ بعید ہو گیا ہے یعنی کئی روز گزر گئے ہیں کہ مادہ بالتمام (سب کا سب) اس عضو میں اچکا ہے تو نفس عضو سے مادہ مرض جذب واما کہ کیا جائیگا۔ قریب زمانہ مادہ کے اچکنے کا تین روز سے غایت درجہ پانچ روز تک ہے یا پھر روز کے مابعد زمانہ بعید کہا جائے گا۔ ایک عضو سے دوسرے عضو کی جانب مادہ پھیرنے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ جس عضو سے مادہ پھیرنا چاہیں اس کے مقابل والے عضو کو شدت کپڑے یا نوادریوں سے بندش کریں۔ تاکہ اس بندش سے تکلیف پہنچے اور مادہ مرض اس جانب پھر جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقابل والے عضو پر مجامعہ نامی (باری) لٹکائے جائیں یا گرم دوائیں جاذبہ ن لگائی جائیں۔ مثلاً رائی یا لونگ کا پلاستر۔

تیسرا طریقہ جذبہ امالہ کا یہ ہے کہ جانب مقابل کے عضو سے ریاضت مناسب اس عضو مرض کی کجاہ مثلاً اگر دلہنے ہاتھ میں مادہ مرض ہو تو بائیں ہاتھ سے ریاضت کریں کیسا منہ اس ہاتھ سے کوئی چیز بھاری اٹھائیں۔ علیہ ذہ القیاس اگر مادہ مرض باطن بدن کی جانب جمع کرتا ہو معلوم ہوتا ہو اور اسکو معدہ یا سینہ پھیرنا چاہیں تو ہاتھ اور پیرو کو سخت بانڈھیں تاکہ مادہ معدہ اور سینہ کے اوپر آجائے۔

جب جذبہ امالہ کی ضرورت محسوس ہو تو یہ امر لازمی ہے کہ فوراً جذبہ امالہ و بجالات وغیرہ تدبیرات مناسبہ مذکورہ سے عمل میں لانا چاہئے۔ در صورت توقف معاملہ نازک اور کام مشکل ہو جائیگا۔

اگر مادہ قابل ہے یا کثیر ہے مگر ضعیف الحکمت (کمزور حرکت والا) ہے تو صرف جذبہ امالہ کافی ہوگا اور اگر مادہ کثیر اور سریع الحکمت (جلد حرکت کرنے والا) ہے تو جذبہ امالہ کے ساتھ استفرغ بھی ضروری ہے اس لئے کہ کثیر و سریع الحکمت مادہ محض جذبہ امالہ کا پابند نہیں ہوگا۔

پاشویہ کے توامین کی توضیح مزید اگر پاشویہ اور شد اطراف (ہاتھ پیرو کی بندش) منجملہ تدبیرات جذبہ امالہ کے ہے کسی خاص عامل کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طور سے کہ فصد وغیرہ کے لئے یونانی معالجہ کے طرز عمل میں فصد (فصد کرنے والا) وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ پاشویہ و شد اطراف کی ہر شخص تکمیل کر سکتا ہے الا یہ کہ پاشویہ و شد اطراف میں چند احتیاطیں بغایت اہم باشند ہیں انہما ان کا ذکر ہوتا ہے اور

ضروری معلوم ہوتا ہے اور کچھ اُس کے اجمالی فوائد بھی مذکور ہوتے ہیں پس یقین کرنا چاہئے کہ پاشویہ اور شدتِ اطہار اکثر امراضِ دماغی مثلاً اقسامِ دروسر و سرسام و جنون و اعراضِ ہالیجو لیما و واپسی ہر قسم کے مادہ و بخارات و دھنات (دھوشیں) متوجہ جانبِ دماغ کو اور اکثر امراضِ قلبی مثلاً خفقان و جذبِ القلب و اختلاجِ قلب وغیرہ اور مختلف اقسام کی تپوں میں اور عموماً واسطے جذبِ مادہ و بخارات و دھنات متصاعدہ جانبِ حصہِ اعلائے (اوپر کے حصہ کی طرف) چڑھنے والے دھوشیں اور بخارات، بدن فوراً نفع کرتا ہے۔

پس اگر تپ کی وجہ سے پاشویہ کی عمل کی ضرورت ہو تو پاشویہ اُس وقت میں کرنا چاہئے کہ جب تپ کی شدت میں کمی ہو جائے باوجود اس کمی کے یہ بات بھی بیان کی جاتی ہو کہ یہ تپ دیر تک قائم رہے گی۔

اور جس طرح سے کہ پیروں کو گرم پانی میں رکھنا عوارضِ فوقانی حصہ (بالائی حصہ) بدن کو سخت نفع ہے۔ اسی طرح دونوں ہاتھوں کو گرم پانی میں رکھنے سے حرارتِ اعضائے تحتانی بدن سے جذب ہوتی ہے۔

جس طرف میں پاشویہ کیا جائے وہ طرف اس قدر عین ہونا چاہئے کہ پیرزائون تک پانی میں غرق ہو سکتے ہوں جس شخص کا پاشویہ کیا جائے وہ کرسی یا کسی بلند مقام پر جلوس کرے اور پیروں کو طرفِ مذکور میں ٹکادے اور اتنا پاشویہ میں ہرگز کھرانہ ہو۔

عین شدتِ تپ کے وقت پاشویہ نہ کرنا چاہئے بلکہ جب تپ میں خفت ہو جائے تب پاشویہ شروع کرنا چاہئے اسلئے کہ شدتِ تپ کے وقت میں چونکہ مادہ بدن کی سطحِ فوقانی (بالائی سطح) کی جانب متوجہ ہوتا ہے لہذا اندیشہ ہو سکتا ہے کہ بوجہ جذبِ مادہ جانبِ اسفل بدن (بدن کے نیچے) پاشویہ ایک اضطرابِ عظیم پیدا کرے اور شروع و مناد بڑھ جائے یا آبِ گرم کے قرب کی وجہ سے تپ میں اور زیادہ اشتعال بڑھ جائے۔ چنانچہ بار بار یہ امور دیکھے گئے ہیں۔

تپ کی حالت میں جب پاشویہ کیا جائے تو ضرور ہے کہ ایک پارچہ سنگین و دبیز مرلیض کے آگے لٹکایا جائے تاکہ گرم بخاراتِ مرلیض کے قلب و دماغ میں نہ پہنچے اور کیفیتِ خفقانی عارض نہ ہو۔ جب دونوں پیروں کو پانی میں رکھیں تو پنڈلیوں کو اوپر سے نیچے کی جانب بتدریج مالش کریں تاکہ یہ مالش بھی جذب میں اعانت کرے۔

اور اگر کوئی وجہ مانع نہ ہو تو ایک گھنٹہ تک دونوں پیروں کو پانی میں غرق رکھیں اور اگر پانی کو گرم رکھنے کی غرض سے طرفِ مذکور کے نیچے کسی قدر آگ رکھیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جب پیر پانی سے نکالے جائیں تو پیروں کا پانی صاف تولیہ یا صاف کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور کھوڑی دیر تک پیر اور پنڈلیاں خشک کپڑے سے لپیٹ دیں۔

پاشویہ صرف گرم پانی سے اغراض مذکورہ کے لئے کفایت کرتا ہے الا اگر جذب و تعدیل (اعتدال پیدا کرنا) کی غرض سے گل بالونہ و گل بنفشہ خاکشی سیوس گندم برگ پر قطعات کد و قطعات خیارین وغیرہ پانی میں جوش دیکر اس پانی سے پاشویہ کریں تو بہتر ہے۔

ہاتھ پیروں کی بندش ہاتھ پیروں کا باندھنا گو بادی النظر میں ایک خیفیت سی بات معلوم ہوتی ہے مگر دراصل جذب مادہ کی تشریح مزید و بخارات سمیہ رویہ (زہریلے و خراب) میں کہ جو اعلا سے (بالائی حصہ) بدن اور اعضا کے ذریعہ کی جانب جاتے ہیں نہایت ہی نافع ہوتا ہے۔ اسی بنا پر غشی و صرع و نفقانہ و احتلاج قلب وغیرہ کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہے۔ خصوصاً ان امراض دماغی و قلبی کے لئے کہ جن کا مادہ یا بخارات اطراف بدن سے دماغ و قلب میں جاتا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس اگر تمام گزیدہ سانپ یا بچھو کے ماقبل (آگے کی جگہ) کو بندت باندھا جائے تو ان کا زہر اوپر کی جانب ہرگز سرایت نہیں کریگا۔

ہاتھوں کو نفل سے کف دست تک اور پیروں کو کنج ران سے ٹخنوں تک باندھتے چلے آویں نہ بہت ملاہیستے باندھا جائے اور نہ زیادہ سختی سے بلکہ بالاعتدال باندھا جائے۔
بجز اس کے کہ سکتہ یا صرع کی حالت ہو یا بھی جانوروں کے کاٹنے کی غرض سے بندش کی جائے کہ ان تینوں حالتوں میں بندت باندھنا چاہئے۔

جب کھولنا چاہیں تو ابتدا کھولنے کی قدم اور کف دست کرنا چاہئے اور آہستہ آہستہ کھولنا مناسب ہے اور اگر مریض کو بہت دیر تک ہاتھ پیروں کا باندھنا گوارا ہو تو دیر تک باندھنا نہ چاہئے۔
تھوڑی ضرورت میں صرف ران اور بازو کی بندش کفایت کرتی ہے۔

بیمحل استفراغ

استفراغ مناسب کی یہ امر تو ظاہر ہے کہ امر اہتمام و انتظام بدن کا مدبر حقیقی نے طبیعت کے سپرد فرمایا ہے اور طبیعت کا بحیثیت جگہ استفراغ نامناسب مدبر بدن یہ کام ہے کہ فضلات زیادہ اور اخلاط فاسدہ و رطوبات ناقصہ کو مناسب راستوں سے نکالتی رہے لہذا یہ امر ضروری ہے کہ استفراغ کی ضرورت کے لئے طبیعت کا رجحان دیکھا جائے۔ کہ آیا وہ کس راستہ سے اخلاط فاسدہ کو دفع کرنا مناسب سمجھتی ہے مثلاً اگر اخلاط کے نساؤ کی وجہ سے زیادہ کو ایک مرض لاحق ہو تو اس وقت طبیعت کے اہتمام کو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ کس راستہ سے اخلاط فاسدہ کو دفع کرنا مناسب سمجھ رہی ہے یعنی قیہ یا اسہال یا اور ریا عرق یا رعاف (نکسیر) وغیرہ سے پس معالج کو ضرور ہے کہ اپنی فراست اور آثار خاصہ سے دریافت

کر کے طبیعت کی بد میں اہتمام کرے تاکہ اسی راستہ سے مادہ مرض دفع ہو اور اگر طبیعت کے اہتمام کے مخالف کارروائی کی جائے گی تو بدن پر ایک ہنگامہ محشر برپا ہوگا۔ اور طبیعت مقہور (منلوب) ہو کر تدریجاً مرض میں متحیر ہوگی علیٰ مذاق ایفاس اس بات سے بھی سخت احتراز چاہئے کہ ایک قسم کے استفراغ کے واجب ہونے کی صورت میں دوسرے قسم کا استفراغ غیر واجب کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی مرض میں تھوہ واجب ہے وہاں اسہال لائے جائیں یا اسہال واجب ہیں وہاں قہقہ کی جاوے یا اور اور واجب ہے تو وہاں اسہال لائے جائیں یا عرف لانا واجب ہے وہاں ادرا کر لیا جائے اور ان امور کی تفصیل یعنی کب تھوہ واجب ہوتی ہے اور کب اسہال یا ادرا یا قہقہ امور تہہ جزئیہ ہیں کہ جن کو طبیب خود پہچان سکتا ہے۔

علاج کے احکام

یونانی طبیب معالجہ کو تین طریقوں سے عمل میں لاتے ہیں یعنی انہیں تینوں طریقوں مفصلہ ذیل میں سے تکمیل پاتا ہے۔
 ان کے معالجہ کا حصہ ہے طبیبوں کا ان طریقوں سے امر علاج کو محصور کرنا بروئے حصر استوار ہے۔
 (جستجو کے انحصار پر) ہے نہ بروئے حصر عقلی۔

(الف) بذریعہ تدریج و غذا۔

(ب) بذریعہ ادویہ۔

(ج) بذریعہ دستکاری۔

تدریج سے مراد بجا آوری احکام سونے و جانے کھانے پینے حرکت و سکون وغیرہ امور مذکورہ صدر سے ہے اور غذا سے مقصود وہ غذا ہے جو کہ طبیعت بنغیرض استعمال کرے کہ اس کے ذریعہ سے مرض زایل ہو جائے کیا معنی گاہے غذا کی قطعاً ممانعت کی جائے اور گاہے بالاعتدال دی جائے اور گاہے زیادہ دی جائے۔ وہ غذا مراد نہیں ہے کہ جو حالت صحت میں بدل یا تحلیل و تحلیل شدہ رطوبات بدنی کا معاوضہ کی غرض سے یا نمو یعنی جسم کی ترقی کی ضرورت سے دی جاتی ہے۔

اور ادویہ سے مراد اس جگہ وہ چیزیں ہیں کہ اپنی کیفیات یا خواص کے ذریعہ سے جسم انسان میں تاثیرات پیدا کریں خواہ تاثیرات مذکورہ کھانے پینے سے بدن میں ظاہر ہوں یا خارجی استعمال سے مثلاً ضماد و طلا و لیسپ گارٹھ و لیسپ پتلا وغیرہ۔

دستکاری سے مقصود وہ اعمال ہیں کہ جو ہاتھ کی صنعت سے عمل میں لائے جائیں مثلاً قہقہ و جہت و استخوان کا جوڑنا اور استخوان کا اپنی جگہ پر بٹھانا اور زخم کا شگاف دینا اور فاسد عضو کا کاٹنا اور عضو کا دلغ دینا اور کسی مقام بدن پر لٹکے لگانا۔

مریض کا بذریعہ اگر مریض کی قوت قوی ہے اور مرض کا انتہائی زمانہ بھی قریب ہے تو اس صورت میں مریض غذا سے غذا کے علاج کرنا روکا جائیگا۔ اس لئے کہ ایسی حالت میں اگر مریض کو غذا دیجائے گی تو طبیعت دفع مرض کی تذبذب سے قاصر ہو کر غذا کے ہضم کی جانب متوجہ ہوگی پس ایسی حالت میں ہضم بھی کامل نہ ہوگا۔ اور مرض بھی غالب ہوگا اور جب ہضم کامل نہ ہوگا۔ تو مادہ خام پیدا ہو کر مادہ مرض میں شامل ہو جائیگا اور شر و فساد میں ترقی پیدا کریگا۔ مگر بایں ہمہ اگر ایسے مریض میں قوت ضعیف ہوگی تو غذا کی ممانعت کسی حالت اور کسی وقت میں مناسب نہیں ہے ایسی حالت ضعیف میں منع غذا سے مریض کی ہلاکت کا خوف غالب ہے۔

اگر نضج (پکانا) اخلاط بھی منظور ہے اور حفظ قوت بھی مقصود ہو پس ایسی حالت میں قلت غذا مریض کے لئے مناسب ہے۔ اس لئے کہ زیادہ غذا دینے سے بوجہ مضمرہ صدر مادہ کے نضج میں قصور ہوگا۔ اور کلیتہً ترک غذا سے قوت ضعیف ہوتی جائیگی لہذا سبیل اوسط یعنی قلت غذا اختیار کر لینا مناسب ہوگا۔

قلت غذا دو طریقوں سے ہوتی ہے ایک طریقیہ تو یہ ہے کہ غذا اگرچہ مقدار میں زیادہ ہو مگر کیفیت میں قلیل ہو۔ مثلاً ترکاریاں یا ساگ یا فواکہ یا اشیاء اگرچہ مقدار میں زیادہ کھائی جائیں مگر ان میں غذائیت نہایت کم ہے۔ اس قسم کی غذا میں ان مریضوں کو مناسب ہوگی کہ جن پر بھوک کا غلبہ ہوتا ہے اور ان کے معدے بھی قوی ہوتے ہیں۔ اور ان کے بدن میں اخلاط خام کی کثرت ہوتی ہے پس ایسی صورت میں تذبذب یہ ہے کہ ان کے معدوں کو پُر کر دیں تاکہ بوجہ کثرت تقاضائے غذا معدہ رطوبات بدن کو جذب کرنا شروع نہ کر دے اور بوجہ قلت غذا ان کی رگوں میں زیادہ مواد جمع نہ ہو جائے۔

دوسرا طریقہ تقلیل غذا یہ ہے کہ غذا مقدار میں تو کم کر دیجائے مگر غذائیت میں زیادہ ہو مثلاً زردی بھینی مرغ یا شوربا چوزہ مرغ و مکیان جوان و فریہ یا شوربا کے تیترو لوہہ و بٹیر وغیرہ۔ ایسی غذا کی ان مریضوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ جن کی قوت قوی کرنا منظور ہو مگر ان کے معدوں میں اس قدر قوت نہ ہو کہ وہ کثیر المقدار غذا کی برداشت کریں۔

منع یا قلت غذا کی ان امراض میں تکلیف دیجائے گی کہ جو امراض حادہ ہیں اس لئے کہ امراض مذکورہ چونکہ جلدی ختم ہو جاتے ہیں۔ عام اس سے کہ ان کا ختم بوجہ صحت کے ہو یا بوجہ موت مریض کے لہذا ان امراض میں چنداں قوت کے سقوط (کمی) کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔ پس طبیعت کو تصرفات فی غذا (غذا میں کام کرنے) سے بوجہ کمی غذا یا منع غذا فراغ کر کے دفع مرض پر متوجہ رکھنا چاہئے۔

امراض حادہ اور امراض مزمنہ کی تعریف

امراض حادہ سے وہ امراض مراد ہیں کہ جو بہت جلد ختم ہو جائیں خواہ بالصحت (صحت سے) خواہ بالموت (موت سے) یا برسوں منتقلات یعنی دوسرا مرض یا دوسری حالت پیدا کر کے خود معدوم ہو جائیں

زمانہ بعض امراض مذکورہ کا چار روز اور بعض کا چار روز سے زیادہ چالیس روز تک کا ہے۔

امراض مزمنہ وہ امراض ہیں کہ جو بطریقہ مذکورہ زمانہ مذکورہ سے مابعد ختم ہوں۔ لیکن گاہے امراض مزمنہ میں بھی تغیر (گھٹانا) غذا کا مریض کو حکم دیا جائیگا۔ مگر اس قدر غذا میں قلت نہیں کی جائیگی کہ جس قدر امراض صافہ میں اس لئے کہ امراض مزمنہ میں طبیب کی توجہ حفظ قوت کی جانب بکھج الوجہ مصروف ہونا چاہئے کہ جو علاج میں ایک اہم اور ضروری معاملہ ہے۔

مریض کا بذریعہ اب رہا امر علاج کا بذریعہ دوا کے سوائے کے لئے حسب قاعدہ معالجہ یونانی طبیبوں کے دوا کے علاج کرنا مین قانون ہیں۔

پہلا قانون تو یہ ہے کہ دواؤں کی کیفیات اولیہ کا لحاظ رکھا جائے مثلاً دوائے گرم یا سرد یا تر یا خشک اور کیفیت ثانیہ کا بھی خیال رکھنا چاہئے یعنی اس امر کا کہ دوائے مہل ہے یا تخفیل کنندہ یا راع۔ مادہ کو واپس کرنے والی، یا مدد پریشاب آور، وغیرہ بلکہ ان خاصیتوں کا بھی لحاظ رکھا جائیگا کہ جو ان کی صورت نوعیہ سے متعلق ہیں۔

مثلاً فرض کرو کہ زید کو تپ غب خالص (تپ صفراوی) عارض ہوئی تو اب معالج کو باعتبار اصول علاج یونانی کل مرض یعالج بالضد ہر مرض کا اس کے مخالف مزاج دوا سے علاج کیا جاتا ہے، مثلاً آگے بخار و تخم خرفہ سیاہ و گل نیلوفر وغیرہ ادویہ بارہ بخمال مادہ صفرا کے جو گرم و خشک ہے تجویز کرنا مناسب ہوگا پس یہاں باعتبار ضدیت مادہ مرض ادویہ مذکورہ کی کیفیات اولیہ کا یعنی برودت و رطوبت کا لحاظ رکھا گیا۔ حرارت و برودت و رطوبت کو کیفیات اولیہ سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ وہ اجسام مرکبہ کے ساتھ ہی عند الت ترکیب جسم مرکب میں خواہ وہ جسم حیوانی ہو یا نباتی یا معدنی مسلط ہوتی ہیں۔ پھر اگر تپ مذکور میں مہل کی ضرورت ہوگی تو یہ دیکھا جائیگا کہ آیا کون سی دوائیں صفرا کو بالاسمال خارج کرتی ہیں۔ مثلاً الملتاس و شربت ورد و کمر و ستونیا وغیرہ کہ یہ دوائیں باعتبار ان خواص کے خلط صفرا کو خارج کرتی ہیں کہ جو ان کی صورت نوعیہ سے متعلق ہیں ان کے آثار و کیفیات یعنی حرارت و برودت و رطوبت و برودت و برودت سے کچھ بحث نہیں ہے۔ یا مثلاً خاشکی وغیرہ کہ جو کیفیات کے اعتبار سے تو گرم ہیں مگر باعتبار خواص کے کہ جو ان کی صورت نوعیہ سے متعلق ہیں تب کو زایل کرتی ہے۔ ایسا ہی ادویہ مملکہ (تخلیل کرنے والی) و رادعیہ و مدرہ کو بھی اکثر حالات میں قیاس کر لو۔

دوسرا قانون علاج مذکورہ کا یہ ہے کہ دواؤں میں وزن کامل کا لحاظ رکھا جائے۔

یعنی یہ امر کہ ہر دوا کی انتہائی مقدار خوراک کی حالت مزاج عضو مریض و عمر و اوقات عادت

و مقام و پیشہ و قوت و جسم و عین کا لحاظ کر کے وزن و دواؤں کا تجزیہ کیا جائے اور ادویہ مستعملہ کی کیفیات اربعہ (چاروں کیفیتیں) یعنی حرارت برودت رطوبت بیہوشی کے درجات مفروضہ کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے یعنی درجہ اول و درجہ دوم و درجہ سوم و درجہ چہارم کا۔

تیسرا قانون علاج مذکور کا یہ ہے کہ ادویہ کے استعمال میں اوقات مرض کا لحاظ رکھنا چاہئے یعنی کون سی دوا کس وقت میں مضر ہوگی مثلاً دوائے رادع (مادہ کو واپس کرنیوالی) ابتدائے زمانہ ورم گرم میں نافع ہوگی اور انتہائے زمانہ ورم میں سخت مضر ہوگی۔

امر علاج بالذوا میں امر علاج بالذوا میں لحاظ شرافت و ریاست عضو کا بھی رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ عضو میں ذیل کا لحاظ رکھنا چاہئے و شریف کو حتی الامکان بوجہ استعمال ادویہ قویہ خطرہ میں نہ ڈالنا چاہئے تاکہ عام بدن میں نقصان نہ پیدا ہو جائے مثلاً دماغ یا جگر کے مادہ کو کہ جن کی ریاست مسلم ہے۔ اگر خارج کرنا چاہیں تو دفعۃً ادویہ سہلہ قویہ نہ دینا چاہئے تاکہ ایک دم سے ارواح کثیرہ خارج نہ ہوں اور آفات پیدا نہ کریں علیٰ ہذا القیاس حتی الامکان اعضائے مذکورہ میں داخل یا خارجاً ادویہ شدید البرد (بہت سرد) یا ادویہ مملکہ قویہ (نہایت تحلیل کرنیوالی) بھی استعمال نہ کرنا چاہئے تاکہ حرارت غریزی دفعۃً فرو یا قوت تحلیل نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر عند الضرورت ادویہ مذکورہ کا جگر پر ضما د کیا جائیگا تو اس میں ایسی ادویہ ضرور شامل کی جائیں گی کہ جو خوشبودار ہوں اور ان میں قوتہ قابضہ بھی ہو تاکہ جگر کی قوتوں کا تحفظ (بچاؤ) ہو جائے مثلاً بالچھر سعد کوفی اُشنہ و گل سرخ وغیرہ۔

اور جبکہ دماغ اور جگر کے بارہ میں ایسا اہتمام ضروری ہے تو قلب میں اہتمام اور نگہداشت کے لئے زیادہ تر مستحق ہے اس لئے کہ قلب کی ریاست اور شرافت جملہ اعضاء سے فائق اور عام ہے۔ اس کے بعد دماغ کا اُس کے بعد جگر کا ریاست اربیس چوہ نے نہیں مرتبہ ہے

امر استعمال ادویہ میں اس عضو کی قوت کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ کہ جس کا فعل مشترک اور جملہ بدن کے لئے عام ہو مثلاً معده و ہضمیہ پٹہ کہ ان دونوں کا فعل عام بدن کے لئے مشترک ہے یہی وجہ ہے کہ اگر یہ دونوں اعضاء، بالطبع یا امور عارضی کی وجہ سے ضعیف ہیں یا ضعیف ہو گئے ہیں تو حتی الوسع تہونکی حالت میں یا کسی اور مرض میں بہت زیادہ سرد پانی پینا نہ چاہئے۔ تاکہ ان کا منفع زیادہ نہ بڑھ جائے۔

چونکہ دوائے استعمال میں شرافت و ریاست و مشارکت (کسی عضو کا شریفیت۔ رئیس اور شریک مرض ہونا) عامہ اعضاء بدن کا لحاظ بہت ہی ضروری ہے۔ اسلئے وجہ سے ان اعضاء میں داخل یا خارجاً ادویہ مملکہ یعنی اُن ادویہ کا استعمال منع ہے کہ جو اُنکے جوہر کو ڈھیلا ڈھالا اور سُست کریں کہ اس صورت میں یقیناً تمام اُنکے افعال ضعیف ہو جائیں گے اور اُن میں امراض مہلکہ قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائیگی۔

ایسا ہی امر استعمال ادویہ میں رعایت عضو مرض کے جس کی رکھی جائیگی کیا معنی اگر عضو مذکور کی حس بہت قوی ہے جیسا کہ اعضائے عصبانی یعنی جس عضو کی ساخت اور جوہر پھٹوں سے ہوں مثلاً آنکھ و معدہ و رحم و ترہال و عضو تناسل وغیرہ تو ان اعضا میں داخل یا خارج ایسی دوائیں استعمال نہ کرائی جائیں گی کہ جو نہایت درجہ تیز و تند اور رومی کیفیت (بری کیفیت والی) ہوں۔ یا نہایت درجہ مغلہ ہوں مثلاً گل بابونہ و اکیلیل الملک و ماوریون وغیرہ یا غایت درجہ سرد ہوں مثلاً آفیون و دہتورہ و بھنگ وغیرہ یا وکے ادویہ مخالف طبیعت انسان ہوں مثلاً زنگاریا سپیدہ یا تانبہ سوختہ وغیرہ۔

ایسا ہی امر علاج بالادویہ میں کیفیت مادہ مرض کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے مثلاً زید کو سخت اور تیز تر مادہ گرم سے تپ عارض ہوئی ہے تو ایسے موقع پر نہایت درجہ سرد دوائیں استعمال کرنا چاہئے۔ یا عمر کو استرخا بلغم طبعی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو اس کو ادویہ قویہ حارہ استعمال کرائی جائیں گی۔ وگرنہ دونوں مرض مذکورہ میں ادویہ قبیل القوتہ (کم طاقت کی) دیجائیں گی۔

اسی طرح سے امر علاج میں مرض کے اوقات پر بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے مثلاً فرض کرو خالد کے اندرونی یا بیرونی اعضا میں ورم پیدا ہو گیا ہے تو اگر یہ ورم ابتدائی حالت میں ہے تو اس کے لئے محض ادویہ رادعیہ (مادہ کے واپس کرنیوالی) استعمال کرائی جائیگی۔ اور اگر ورم کا انتہائی زمانہ ہے تو محض ادویہ مغلہ کا استعمال مناسب ہوگا۔

اور اگر ورم کا متوسط زمانہ ہے تو ادویہ رادعیہ اور مغلہ دونوں بالاشتراك استعمال کرائی جائیں گی۔ علیٰ ہذا یقیناً امر معالجہ میں کیت (مقدار) مرض کے اعتبار سے ہی دوا کا تجویز کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر مرض کثیر المادہ ہو اور مادہ کثیر الحکمت ہے تو بلا انتظار نضج مادہ ادویہ اہل وغیرہ کے ذریعہ سے مادہ کا اخراج کیا جائے اسلئے کہ ایسے مادہ کے نکلنے سے غفلت اگر عمل میں آویگی تو اس کے انتقال سے امراض مہلک پیدا ہونیکا خوف قوی ہے اور اگر مادہ مرض بہت زیادہ نہیں اور نہ اس کے حرکات تیز و قوی ہیں تو مادہ کے نضج کر کے ادس کا استفراغ کرنا چاہئے۔

ایسا ہی امر علاج میں اس بات کی بھی رعایت ضروری ہے کہ ابتداءً ادویہ و تدبیرات قویہ سے علاج نہ کرنا چاہئے مگر بشرط یہ ہے کہ اگر مرض ایسا خطرناک ہو کہ جس سے فوٹکے ساقط ہونے یا دیگر امراض مہلک پیدا ہونیکا یا تکلیف پر سخت ایذا واقع ہونیکا خوف ہو تو فوراً قوی علاج شروع کر دینا چاہئے۔

ایسا ہی امر علاج میں یہ لحاظ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی امر عارضی کی وجہ سے دوا یا تدبیر مناسب مرض سے صحت میں تاخیر و توقف ہو رہے تو اس دوا یا تدبیر سے روگردانی نہ چاہئے یا اگر کسی دوا یا تدبیر مخالف مرض سے کی وجہ سے کوئی

نقصان ظاہر نہیں ہوا تو اس دوا یا دیگر مخالف پر قائم نہ رہنا چاہئے۔ امور مذکورہ کا اور اک (دریافتہ) تجربہ و قیاس سے عمدہ طور سے ہو سکتا ہے۔

ایک ہی مرض میں ایک ہی دوا کے استعمال پر کفایت نہ کرنا چاہئے بلکہ دویہ کی تبدیلی ہوتی رہے اس لئے کہ اگر ایک ہی دوا کا برابر استعمال ہوتا رہے گا تو بدن افس سے مانوس ہو جائیگا۔ اور اس کا بدن پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ اور نہ کچھ فائدہ مترتب ہوگا۔

اسی طرح سے امر علاج میں اس بات کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ باختلاف اوقات و فصل انسان کے اعضاء و بدن میں بحالت مرض اگر ایک ہی قسم کی دوا سے نفع حاصل ہوا تو دوسری فصل و وقت و سن و حالات میں اسی قسم کے مرض اور اسی قسم کی دواؤں سے بعض وقت مضرت اٹھاتے ہیں۔ (چونکہ حالات - سن اور وقت اب وہ نہیں رہے)

امر علاج میں اگر تشخیص مرض مشکل یا شبہ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ ادویہ مہلکے استعمال میں توقف کریں ایسی حالت میں مرض کو طبیعت کے حوالہ کر دینا چاہئے پس جبکہ طبیعت کے کام سپرد کر دیا جائیگا تو دوا مر سے خالی ہوگا یا طبیعت مرض پر غالب ہوگی یا مرض طبیعت پر غالب ہوگا۔ اگر طبیعت مرض پر غالب ہوگئی ہے تو اس وقت معالجہ میں اقدام کرنا چاہئے کہ مرض کی تشخیص نہ ہوئی ہو۔ اور اگر مرض طبیعت پر غالب ہو گیا تو ضرور ہے کہ غلبہ مرض کی علامات بہت صاف طور سے معلوم ہونگی اور مرض مشخص ہو جائیگا۔ اگرچہ بصورت عدم تشخیص مرض علاج ترک کرنا ضرور ہے مگر مرض کے مجہول ہونے کی صورت میں علاج کا شروع کرنا بہت ہی خوفناک ہے۔

اور اگر کیوجہ سے بصورت عدم تشخیص مرض علاج کا ترک کرنا مناسب نہیں ہے تو ان ادویہ و تدبیرات کا استعمال کرنا چاہئے کہ جو ضعیف العمل ہوں اور کیفیات ردیہ سے خالی ہوں۔ اور اگر یہ دوائیں اور تدبیریں مشترک النفع ہیں تو بہت ہی مناسب ہے۔ فرض کر دو کہ زید کو تپ غشی (تپ خلطی) عارض ہوئی ہے مگر یہ امر مجہول ہے کہ آیا خلط صفر کے بگڑ جانے سے تپ عارض ہوئی ہے یا کہ حرارت سادہ یا فساد جوہر غذا کی وجہ سے تپ عارض ہے یا خلط بلغم کے فساد سے پس ایسے اشتباہ کی حالت میں سکنجین سادہ مسکہ یا کنجین لیمو یا شربت لیمو کے ترش دینا نہایت مناسب ہوگا۔ اس لئے کہ یہ چیزیں مشترک النفع ہیں یعنی صفر کی حرارت کو زایل کرنے والی ہیں اور خلط بلغم کی لزومیت کی قاطع اور حرارت سادہ اور فساد غذا کی دفع پس چاروں قسموں کی تپوں میں نفع دینے سے بخل نہیں کریں گی۔

اگر کسی مرض کے ساتھ کوئی درد سخت لاحق ہو اور وہ مرض درد مذکور کا سبب نہ ہو مثلاً مرض درد آرائیں سرخی چشم کے ساتھ درد لاحق ہو یا کوئی ایسی کیفیت عارض ہو کہ جس کا سبب درد ہو جس طرح سے کہ بوجہ درد قویخ غشی عارض ہو جاتی ہے یا کوئی ایسا مرض عارض ہو کہ وہ درد سخت کا باعث ہو اور مثلاً انٹریوں کا سدھ قویخ

میں درد کا باعث ہوتا ہے یا ہڈی کا ٹوٹ جانا یا جسم میں چوٹ کا لگ جانا اور سخت کا باعث ہوتا ہے پس ان صورتوں میں اولاً تسکین درد کا علاج کر دینا چاہئے اس لئے کہ ہر درد قوت کیلئے ایک سخت قاصر ہے اور قوت کے ضعف سے مرض غالب آتا جائیگا اور یہی نفیس ہے کہ طبیعت درد کی جانب مشغول ہو کر تیز بروز مرض سے روگردانی کرے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرض ترقی پائیگا۔ اور نیز یہ کہ درد مواد کو بوجہ حرارت اپنے مقام پر جلد جلد جذب کر لیا آخر کار مرض بڑھتا جائیگا پس ایسے حالات میں علاج مرض سے قطع نظر کر کے اولاً تسکین درد کی جانب معالج کو اپنی ہمت مصروف کرنا چاہئے اگرچہ یہ تسکین درد ادویہ مخدرات اسست کرنیوالی سے ہی کی جائے۔ مگر ادویہ مخدرہ داخلی و خارجی تعامل کرنے میں یہ ترتیب ضرور ملحوظ رکھنی چاہئے۔ کہ ابتداً خفیف دوائے مخدرے کی جاوے مثلاً تخم فستق یا شکر کہ یہ دوا مخدرہ خفیف ہے اور اکثر انسانوں کی طبیعتوں سے انوف بھی ہے۔ اگر اس سے کام نہ چلے تو تیز بیج پوست فستق یا افیون وغیرہ سے کام لگانا چاہئے مگر بایں ہمہ ادویہ مخدرہ کی اصلاح ملحوظ رکھنا چاہئے۔

گاہ امر استفراغات کا بمقدمات خشکی پیدا کرنیوالی چیزیں، خارجی سے حاصل ہو جاتا ہے مثلاً استسقا والونکو اگر ریت پر ڈھائی کی دوا دست کرانی جاوے تو ممکن ہے کہ ان کی رطوبات قابل استفراغ بالسهل رجوس سے نکلنے کے لائق ہوں خشک ہو جائیں۔

ایسا ہی بعض اوقات روزہ رکھنے سے بھی استفراغ یعنی ہل تھے وغیرہ کا کام نکلتا ہے اگرچہ چند امراض ایسے مجتمع ہو جائیں کہ ایک کی صحت دوسرے کی صحت پر بوز قوت سے مثلاً دم اور قرحہ پس علاج دم کا کرنا چاہئے اس لئے کہ قرحہ کی صحت دم کی صحت پر بوز قوت سے یا چند ایسے امراض مجتمع ہو جائیں کہ ان میں سے ایک مرض دوسرے مرض کا باعث ہو۔ مثلاً سڈہ اور تپ حطی پس سڈہ کی تفتیح کی کوشش کی جائیگی اس لئے کہ تپ مذکورہ کا باعث سڈہ ہے۔

یا ایسے امراض لاحق ہوں کہ ایک ان میں سے زیادہ خوفناک ہو بہ نسبت دوسرے کے جیسا کہ مرض جاد و مرض مزمن مثلاً تپ محرقہ اور فلج پس اس صورت میں اول معالجہ تپ محرقہ کا کیا جائیگا مگر بایں ہمہ جملہ صورتوں میں حتی الامکان دوسرے امراض کی جانب بھی غفلت کرنا مناسب نہیں ہے۔

روحانی علاج

روحانی علاج کی

تشریح و تفصیل

اس میں کچھ نہیں ہے کہ نفس انسان کا اثر پذیر ہوتا ہے ان حالات سے کہ جو بدن کو لاحق ہوتے ہیں اور بدن متاثر ہوتا ہے ان کیفیات سے جو نفس انسان کو لاحق ہوتی ہیں دیکھیے جو وقت کہ بدن انسان میں خلط سردا غالب آتا ہے تو نفس کو قوت و نشاط و فکر و توحش عارض ہوتا ہے یا خون رقیق و نورانی جب بدن پر غالب ہوتا ہے تو نفس کو سرد اور حسن امید وغیرہ آثار حسنہ پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح سے اگر نفس کو کیفیت عصبہ کی عارض

ہوگی تو بدن پر ہجوم صفر اور حرارت کا ہوگا اور اگر نفس کو عارضہ غم لاحق ہے تو بدن میں سودا کا غلبہ ہوگا۔ بلکہ اکثر حالات میں کیفیات نفسانیہ سے دفعۃً مزاج و رطوبات بدن کی عمدہ حالت یا بدتر حالت کی جانب تبدیلی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اکثر ان اشخاص کی مثالیں زمانہ سابق و حال میں موجود ہیں کہ جن کے بوجہ بعد و مفارقت محبوب کے اس درجہ عصبانیت بدن میں جفاوت (شکلی اعراض) ہو گیا ہے اور ان کی قوت سلب ہو گئی ہے۔ کہ چلنے پھرنے سے عاجز ہو گئے ہیں۔ پس اگر اتفاقاً ان کو محبوب کا وصل حاصل ہو گیا ہے تو فوراً ان کی قوت عود کر آئی اور چلنے پھرنے کی قدرت تاحاصل ہو گئی یا دفعۃً غوت یا غم سے انسان کے بدن پر جو تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں ان کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

چنانچہ حکماء اسی بنا پر اولیاء سے کرامات اور انبیاء سے معجزات صادر ہونیکے قابل ہیں وہ کہتے ہیں کہ نفس انسان کی کیفیات کی تاثیریں جبکہ بدن میں اس طور سے اثر کرتی ہیں تو ممکن ہے کہ نفس کی کیفیات کی تاثیر درحالیہ کہ وہ نہایت درجہ قوی ہوں تمام عالم میں ظاہر ہونے لگیں۔ مثلاً اگر وہ مٹی کے ڈھیلے کو طلا کا ڈھیلہ تصور کریں تو ممکن ہے کہ اس کی تبدیلی طلا کی جانب ہو جائے یا ہو کہ آگ خیال کریں عجب نہیں کہ اس کا انقلاب آگ ہی کی جانب ہو جائے یا آگ کو یا آتشکدہ کو گلزار تصور کریں تو ویسا ہی ہو جائے ایسے ہی اور امور جزئیہ کو کہ جو غیر ممکن خیال کئے جاتے ہیں ممکن الوقوع خیال کرو۔

پس جبکہ امور نفسانی کی تاثیرات اس درجہ کی ثابت اور متحقق ہیں تو عمدہ ترین معاملہ یہ ہے کہ ان امور سے امر صحت میں استمداد چاہی جائے۔ کہ جن سے قوائے نفسانیہ و حیوانیہ تقویت حاصل کرتے ہیں مثلاً وہ لوازم ہتیا کر نیکی کوشش کی جائے۔ کہ جس سے مریض کو خوشی اور مسرت حاصل ہو اور اس سے رخ و فکر وغیرہ عوارض دور رکھے جائیں یا اس سے ایسے لوگوں سے ملاقات کرائی جائے کہ جس سے اس کی دل لگی ہو۔ یا ان اشخاص سے اس کی قربت ہو کہ جن سے اسکو مسرت حاصل ہو۔

علیٰ ہذا القیاس جن لوگوں کو سررم یا جنون وغیرہ عارض ہوتا ہے ان کے پاس ان لوگوں کا موجود ہونا چاہیے کہ جن کا وقار و عظمت ان کی نگاہوں میں ہو اور ایسے مریض ان سے جفا کرتے ہوں اسلئے کہ ایسے لوگوں کی قربت سے یہ مریض ان حرکات اور جہات سے باز رہ سکتے ہیں کہ جو انکے مرض کو نقصان رساں ہیں۔

اسی طرح سے ایک آبادی سے دوسری آبادی میں مریض کو لیجانے اکثر اوقات شفا ہو جاتی ہے گو دونوں مقامات کی آب و ہوا میں فی الواقع کوئی اختلاف نہ ہو۔ لیکن تصور شفا کا مریض کیلئے کفایت کرنا ہو اور اگر اختلاف آ رہے ہو اس واقعہ موجود ہو تو دوسری میں شفا ہوگی۔

منذرات کے احکام

بعض عوارض ایسے ہیں کہ جن کے محسوس ہوئے بعض آنیوالی بعض بیماریاں بعض آنیوالی پیدا کرنے خوف دلاتی ہیں

بیماریوں کا خوف ہوتا ہے بشرطیکہ ان عوارض کا تدارک نہ کیا جائے ان عوارض کو ہم صرف لفظ منذرات (خوف و گھبراہٹ) سے موسوم کرتے ہیں مگر چہ منذرات اکثر کتب طب میں مجمل و مفصل پائے جاتے ہیں مگر ہم ان کو تفصیل کے ساتھ بطور مستقل اور مدلل (دع و دلائل) اور شرح اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیشرو اطباء و حکما نے اس سے بہتر تحریر نہیں کیا ہمارے اس بیان میں ایک یہ بھی خوبی ہے کہ عام اشخاص کے عمدہ طور سے ذہن نشین ہو جائیگا کہ عوارض مذکورہ کے لاحق ہونے کے سبب سے اینولے امراض کا خوف ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے ذہن کو ذرا تکلیف دینا گوارا کریں۔

خفقان دایمی مرگ ناگہانی لفظ خفقان سے وہ حرکت اضطرابی (بے اختیاری) اور غیر طبعی دل کی مراد کہ جو شبابہ اختلاج سے خوف دلاتا ہے (پھڑکنے) عضو بدن کے ہوتی ہے۔ بالجملة ایسی حرکت خواہ وہ کسی وجہ ہو جسکے بالذموم (ہمیشہ) قلب میں لاحق ہوگی تو ایسی حالت کے لاحق ہونے ناگہانی موت کا اندیشہ غالب ہو سکتا ہے اسلئے کہ دل کا اس طور سے مضطرب یا حرکت کرنا نہیں ہوتا ہے بجز اسکے کہ وہ اپنے آپ کو اس انداز سے بچائے یا بچانے کی کوشش کرے کہ جو اس کو بدنی یا غیر بدنی اسباب سے پہنچ رہی ہے پس اگر ہمیشہ اس کی یہی حالت رہے گی تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنے ضعف کی وجہ سے اس انداز کے رفع کرنے پر قادر نہیں ہے اور ہر گاہ کہ رفع انداز کی قدرت اس میں معدوم ہوگئی ہے تو بالضرورت موزی (تکلیف دہ) اس پر غالب ہو کر اس کی حرکت کو بند اور اسکے شور و اضطراب کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیگی اور یہی موت ہے پس ایسی حالت میں تقویت قلب قطع سبب خفقان میں سخت کوشش کرنا چاہئے تاکہ ناگہانی موت کا خوف باقی نہ رہے۔

مستن

خفقان مذکورہ سے وہ خفقان مستثنیٰ ہے کہ جو بوجہ قوت قلب اور اس کے صس کی جودت کی وجہ سے دواماً (ہمیشہ) عارض رہتا ہے۔ اس صورت میں بھی قلب متعوطے متعوطے انجڑہ برنیہ وغیرہ کی وجہ سے کہ جس سے عاڈہ کوئی بھی انسان خالی نہیں ہے دایما اختلاجی حرکت کرتا رہے گا۔ اس حالت کے ساتھ جملہ آثار قوت قلب وغیرہ کے موجود ہونے مرض کا بوس مرض رگی یا سکتہ کا بوس انسان کی اس غیر طبعی حالت کا نام ہے کہ جو نیند کی حالت میں خیال کیا جائے۔

یاد دوار کا خوف دلاتا ہے کہ اسپر کوئی شکل حیوانی خوفناک یا کوئی اور چیز بھاری و فعتہ آہڑی ہے اور اسکو دوبارہ ہی ہستی کہ اس خیال سے اسکے سانس میں گڑبگ پیدا ہو جائے۔ اور آواز بند ہو جائے۔ اور یہ حالت غالب امر میں ان ضعیف و سرد و دماغ و النوک عارض ہوتی ہے کہ جن کے نہایت گاٹھے مواد بدن میں موجود ہوں اور ان سے اجڑہ کثیرہ (زیادہ بخارات) اٹھ کر لگے حصہ دماغ میں صعود (چڑھنا) کرتے ہیں تاہنیکہ جب اس مقام میں کثرت سے ان کا تراکم ہوگا یعنی تہ برتر جمع ہو جائینگے تو بوجہ ضعف عارض فی الدماغ کے وہ بخارات بجائے اسکے کہ تحلیل ہو جائیں گاڑتے ہو کر صدر و پھیپھڑہ وغیرہ مجاری (گزرگاہیں) تنفس کی جانب واپس آتے ہیں جس کی وجہ سے حالت مذکورہ کا سونپو الیکو

ضیال ہوتا ہے۔ پس اگر تجارت مذکورہ گاڑھے ہو کر دماغ کے خانوں میں پہنچ جائیں گے تو اگر وہ کثرت سے ہیں اور گاڑھے بھی زیادہ ہیں تو سڈہ تامرہ (پورا سڈہ) دماغ کے خانوں میں پیدا کریں گے۔ اور سڈہ تامرہ علت تامرہ (پورا باعث) سکتے کا ہے اور اگر بہت کثرت سے نہیں ہیں اور نہ بہت زیادہ گاڑھے ہیں تو بطون دماغ (دماغ کے قلعے) میں سڈہ ناقصہ پیدا کریں گے کہ جو سبب کامل صرع (مرگی) کا ہے۔ پس ایسے حالات میں ان آئینوالی بیماریوں کی حفاظت کی غرض سے خلط غلیظ کا استفراغ و تفتیح اغراض تندرستی کے لئے فرض ہے۔

مستثنیٰ

کابوس مذکورہ سے وہ کابوس مستثنیٰ ہے کہ جو بوجہ افراط سردی ہو اور غیرہ کے پیدا ہو کہ جو دماغ میں کسی وقت لاحق ہو جائے اور دماغ کے اجزا کو منقبض کر دے بدیں وجہ بخروہ مجتمعه فی الدماغ (جو تجارت دماغ میں جمع ہو جائیں) ثقیل ہو کر سینہ اور اعضائے تنفس میں نازل ہوں پس یہ کابوس سکتہ و صرع سے خوف نہیں دلاتا ہے۔
 دو اراؤں حالت کا نام ہے کہ انسان کو تمام چیزیں چکر کھاتی ہوئی معلوم ہوں اور اراؤں میں قدرت کھڑے ہونے کی باقی نہ رہے اسوجہ سے وہ شخص گریٹے اور اس مرض کو ہمارے ملک کی اصطلاح میں دوران ہر یا چکر یا گھبرا کہتے ہیں اور سبب اس مرض کا اکثر اوقات میں ان چڑھنے والے بخروں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جو دماغ میں پہنچ کر تبصہ خروج (نکلنے کیلئے) چکر کھاتے رہتے ہیں۔ اور اجزات کے دوران اور گردش کی وجہ سے روح باصرہ بھی پکر لگائے گی لہذا ہر شے چکر کھاتی ہوئی معلوم ہوگی اور اجزات مذکورہ کی گردش کی وجہ سے نظام عصبی بھی غیر منتظم ہو جائیگا اس وجہ سے انسان میں کھڑے ہونگی قدرت باقی نہیں رہیگی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب یہ تجارت کثرت سے ہونگے تو ان کا استعمال یعنی تبدیل ایک رطوبت کی جانب ہوگا اور اراؤں رطوبت غلیظہ سے سڈہ تامرہ پیدا ہوتا ہے جو باعث سکتہ ہے یا سڈہ ناقصہ پیدا ہوگا جو باعث صرع (مرگی) ہوگا

کثرت اختلاج عام بدن مرض کثرت اختلاج عام بدن یعنی تمام بدن کا اکثر اوقات پھرتے رہنا مرض تشنج یا سکتے کے تشنج یا سکتے کا خوف دلاتا ہے آنے پر خوف دلاتا ہے اور امراض مذکورہ کے پیدا ہوجانے کا ظن غالب ہوتا ہے بشرطیکہ تفتیح یا استفراغ بلغم نہ کیا جائے یا کسی دوسری خلط غالب کا کہ جو سبب اختلاج ہے اخراج نہ کیا جائے۔

اختلاج سے تشنج یا سکتے کے پیدا ہونیکا اسوجہ سے خوف ہوتا ہے کہ اختلاج اس حرکت کا نام ہے کہ جو عضلات بدن اور اس گوشت بدن کو عارض ہو کہ جو عضلات کے متصل ہے اور یہ حرکت بتحریک ان ریاہ غلیظہ کے وقوع میں آتی ہے کہ جو عضلات بدن میں مجوس ہو کر تحلیل ہوئے یا خلج ہونیکا قصد کریں۔ اور ظاہر ہے کہ ریح غلیظہ بدن میں نہیں ہوتی ہے تا وقتیکہ کوئی خلط بارود غلیظہ مثل بلغم یا سودا بدن میں موجود نہ ہوں اور خلط مذکور کو حرارت قاصرہ

یعنی کم طاقت حرارت تحلیل اور فنا کرنے کا قصد کرے گراپے صنعت و کم طاقت ہونے کی وجہ سے تحلیل و فنا پر تو قدرت حاصل نہ کر سکے گراپے مادہ کے بعض اجزا کو ریاح یا بخار کی شکل میں تبدیل کر کے دماغ کی جانب پہنچاتی رہے۔ پس اگر یہ سلسلہ صعود ریاح یا بخار کا دماغ میں یہاں تک طویل کھینچے کہ تمام بطون دماغ (دماغ کے خانے) کو بھردے اور مجاری یعنی روح نفسانی کے گزر گاہ ہوں کو بند کر دے تو بالضرور سکتہ پیدا ہوگا۔ اور اگر باوجود امور مذکورہ کے دماغ میں ایک معقول حد تک قوت ہے تو دماغ بخار اور ریاح مذکورہ کو اعصاب کی جانب کہ جن سے ان کا قوی تعلق ہے فرج کرے گا پس دفعہ مرض تشنج پیدا ہوگا۔ اور اگر دماغ اُس حد تک قوی نہیں ہے تو ممکن ہے کہ صرع کا مرض ہو جائے۔ پس جبکہ یہ کیفیت اختلاف کی اکثر اوقات دیکھی جائے تو امراض مذکورہ کا احتمال غالب سمجھ کر کسی عاقل طبیب سے امر استفراغ وغیرہ میں مشورہ کر کے معالجہ شروع کرنا چاہئے۔

مستثنیٰ

اگر بوجہ بعض دیگر اسباب جزئیہ بدنیکل یا جزو بدن میں اتفاقاً حالت اختلاجی عارض ہو جائے تو امراض مذکورہ کا خوف نہ کرنا چاہئے یا مثلاً غصہ کجالت میں بدن کے مختلف مقامات پر اختلاف عارض ہو جاتا ہے تو یہ اختلاف بھی وہ اختلاف نہیں ہے کہ جو امراض مذکورہ کے آئین کا خوف دلائے۔

حواس خمسہ بیرونی کی کدورت جبکہ حواس کی کدورت یعنی قوت باصرہ و سامعہ و شامہ و لامسہ و ذائقہ (دیکھنے سننے بونگھنے اور حرکت کا ضعف مرض سکتے یا تشنج کا خوف دلاتا ہے) چھونے اور چکھنے کی حسیں اور حواس باطنہ معلومہ کے افعال صاف دھنسنے نہ ہونے بلکہ اُنکے افعال میں اصلی حالت کی نسبت کدورت معلوم ہوگی۔ اور بدن کے حرکات بھی ضعیف ہونگے اور یہ صنعت حرکات بدن بوجہ ضعف قوت بدن بھی نہ ہو بلکہ بوجہ امتلائے بدن اور اعصاب کے حرکات بدن میں صنعت عارض ہو ہو تو یہ جملہ علامتیں اس بات کا خوف دلاتی ہیں کہ عنقریب مرض سکتہ یا تشنج پیدا ہونیوالا ہے کدورت حواس ایسی حالت میں اس وجہ سے ہوتی ہے کہ بوجہ کثرت صعود و چڑھنے بخارات روح دماغی یعنی روح نفسانی غلیظ ہو جاتی ہے۔ اور ضعف حرکات بدن اس وجہ سے لاحق ہوگا کہ مادہ بار و اعصاب کے جوہر میں تداخل (سجایا ہوا) ہوگا اور ان دونوں حالتوں میں فلن غالب ہوتا ہے کہ مادہ دماغ کے بطون (خانے) کو بھردے اور سکتہ پیدا کرے۔ اور اگر بطون دماغ میں مادہ سے امتلائے کلی نہ ہو بلکہ فی الجملہ بطون (خانے) مذکورہ میں مادہ پہنچ جائے تو صرع اور تشنج پیدا ہونے کا احتمال قوی ہے۔ لہذا بصلح عاقل طبیب استفراغ وغیرہ تدبیرات لایقہ سے تدارک مناسب کرنا چاہئے۔

مستثنیٰ

اگر عوارض مذکورہ بوجہ ضعف توفہ عام بدن لاحق ہوں یا تاج دیگر امراض ہوں تو امراض مذکورہ کے آنے کا خوف نہیں ہو سکتا۔

عام بدن کا اکثر اوقات سن ہو جانا اگر اکثر اوقات عام بدن سن ہو جاتا ہے تو احتمال قوی ہے کہ مرض فلج یا صرع مرض فلج یا سنگتہ یا شیخ کا خوف ملتا ہے یا شیخ کا پیدا ہو جائے اس لئے کہ مرض سن ایک حالت غیر طبعی ہے کہ جو حس (چھونا) میں عارض ہوتی ہے۔ اور جس کے ساتھ حرکات بدنی میں یا تو نقصان پیدا ہو جاتا ہے یا حرکات مذکورہ بالکلیمہ باطل ہو جاتی ہیں پس جبکہ سن عام بدن میں پایا جائیگا تو اس بات کی صاف دلیل ہے کہ مادہ بار ویا تو دماغ میں ہے یا اعصاب بدن میں پس اگر مادہ مذکورہ دماغ میں ہے تو اس کی ترقی سے فلج پیدا ہو جاتا ہے بشرطیکہ مادہ رقیق ہو گا۔ اور اگر مادہ گاڑھا ہے تو مرض تشنج پیدا ہو جانا لازم ہے پس جبکہ خدر اسن (مذکورہ پایا جائے) تو حفظ امراض مذکورہ کے لئے استفراغ مادہ بار وکرنا چاہئے۔

مستثنیٰ

گا ہے بوجہ ضعف عام و دماغ جملہ توائے دماغ ضعیف ہو جاتے ہیں لہذا حس لاسہ (چھونے والی) بھی ضعیف ہو جاتی ہے۔ بدیں وجہ قوت مذکورہ جانب اعضا سرخ ایسر (جلد چلنے والی) نہیں ہوتی ہے۔ پس اس وجہ سے عام بدن میں ایک کیفیت خدر اسن (کی محسوس ہونے لگتی ہے۔ پس یہ حالت حالت اولیٰ پہلی حالت سے مستثنیٰ ہے۔ اس حالت میں اگر بوجہ غلطی کے استفراغ کیا جائیگا۔ تو معاملہ نازک ہو جائے گا۔ اور ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

چہرہ کا اکثر اوقات اگر دو انا کسی شخص کا چہرہ پھر کتار رہتا ہو تو اس کی نسبت یہ ظن غالب ہوتا ہے کہ وہ پھوٹے تھامراض لقوہ کے مرض لقوہ میں مبتلا ہو جائے۔ اس لئے کہ قبل اس کے بیان کیا گیا ہے کہ اختلاج آنے کا خوف ملتا ہے اس مادہ بار و کی ریاح کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جو عام بدن میں موجود ہو پس جبکہ یہ مادہ مخصوص چہرہ میں موجود ہو گا تو زیادہ ہو جانے کی صورت میں کسی شق کے اعصاب میں متداخل رہا جائے ہو جائے گا اور لقوہ پیدا ہوگا۔

ستثنیٰ

غصہ کی حالت میں بوجہ مذکورہ بالا چہرہ کے کسی اجزا میں اتملج (پھپھکننا) پیدا ہو جائے تو یہ کیفیت حالت اتملاجیہ مذکورہ بالا سے ستثنیٰ ہے۔

چہرہ و آنکھ کی کثرت سرخی کہ جو اگر کسی شخص کی آنکھ و چہرہ دفعتاً یا بتدریج سرخی کی جانب متغیر ہو جائیں حتیٰ کہ یہ سرخی آنسو جاری کرے اور روشنی چہرہ و آنکھ کی اس کی آنکھوں سے آنسو بہانے لگے۔ اور دروس بھی پیدا کرے۔ تو یہ امور سے نفرت ہو تو مرض سرسام پیدا ہو جانے پر قوی طور سے گمان دلا سکتے ہیں اس لئے کہ یہ سرخی آنکھ و چہرہ کے آنے کا خوف دلاتی ہے

اسی وقت میں ہوگا جبکہ دماغ میں افراط سے حرارت ہوگی اور دروس اس حالت میں ہوگا کہ جب بہت زیادہ گرمی دماغ میں ہوگی اور روشنی سے نفرت کی وجہ بھی حرارت دماغ کی ہے پس جب حرارت اس درجہ دماغ میں ہوگی تو یہ حرارت بہت جلد اور کثرت سے مادہ کو دماغ میں جذب کرے گی۔ اور جذب مادہ کثیر سے یقیناً سرسام پیدا ہو جائیگا۔ پس جبکہ عوارض مذکورہ ظاہر ہوں تو حفظ مرض سرسام کے نیال سے کسی لایق طبیب کے مشورہ سے نصیب یا اسمال یا جذب و مالہ (کھینچنا اور لوٹانا) مادہ کی تدریجاً کرنا چاہیے۔

کثرت غم و خوف بلا سبب خارجی بے وجہ ظاہری کثرت سے غم اور ملال کا لاحق ہونا اور بلا وجہ خارجی اسباب خوف کے یا بخوبی کے مرض کا خوف دلانا ہے خوفناک رہنا مرض مانجھو یا پیدا ہونیکا خوف دلانا ہے۔ اس لئے کہ آزدگی و غم و خوف با وجہ کا باعث خلط سودا اور لکے و خانات (دھوئیں) ہوتے ہیں۔ کہ جو قلب کو انبساط سے مانع ہونگے پس جبکہ یہ حالت ستر (میشہ) قائم رہے گی۔ تو مرض مانجھو یا پیدا ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے بدیں غرض قبل حدوث مانجھو یا اگر استفراغ یا تعدیل خلط سودا کیا جائے تو مانجھو یا سے امن ہو سکتا ہے۔

چہرہ سرخ مایل بہ تیرگی اور پھپھلا ہوا اگر دفعتاً یا بتدریج چہرہ کی رنگت سرخ سیاہی مایل ہو جائے۔ اور با وجود اس کے معلوم ہوا مرض جذام سے خوف لانا ہے چہرہ کسی قدر اٹھرا ہوا بھی معلوم ہوا اور یہ حالت ایک معقول مدت تک قائم رہے۔ تو غالباً جذام پیدا ہونے کا خوف ہے۔ اسلئے کہ جذام مرض سوداوی ہے۔ اور سودا کے هجوم سے آثار مذکورہ پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی تیرگی رنگ وغیرہ کا سودا باعث ہوتا ہے۔ پس جبکہ آثار مذکورہ پائے جائیں تو فوراً کسی عاقل طبیب سے رجوع بطلان ہونا چاہیے۔

گرانی و سستی بدن اور گونگی استلا سے روکنے اور اگر دفعتاً یا بتدریج کسی شخص کے بدن میں ثقل یا گرانی معلوم ہوا اور بدن کی شق ہو جانے یا کتہ یا گمانی موت کا خوف ہے، رگیں خون سے بڑا اور لبریز ہو جائیں تو اسکی نسبت خوف غالب ہو سکتا ہے

کہ بدن کی رگین جمع جائیں یا اسکو مرض سکتے یا ناگہانی موت کا حادثہ پیدا ہو جائے۔ اسلئے کہ آثار مذکورہ نہیں ہوتے ہیں مگر بوجہ افراط امتلاکے بدن (بدن کا مادہ سے بڑھونا) کے اور امتلاکے بدن امراض مذکورہ پیدا کر سکتا ہے خصوصاً اس وقت میں جبکہ ایسے شخص کو حرکات بدنی یا حرکات نفسانی مثل غصہ وغیرہ لاحق ہوں یا کوئی دوا یا غذا گرم کھائی جائے یا اسلئے کہ ایسی حالت میں خون زیادہ گرم ہو جائے گا اور اشکاجم بڑھ جائے گا۔ اور کوئی راستہ وسیع نہیں پائیگا۔ پس یا تو تفرق اتصال بعض رگوں میں پیدا کریگا یا فضا کے دماغ میں پہنچ کر سکتے پیدا کریگا یا فضا کے قلب (دل کی کشادگی) میں داخل ہوگا۔ اور ناگہانی موت کا باعث ہوگا۔ پس جب آثار مذکورہ ظاہر ہوں تو امراض مذکورہ سے خالیف ہو کر امراض میں مشغول ہونا چاہئے۔

چہرہ اور ہیکلوں اور ماتھے پر دنگا	اگر کسی شخص کا چہرہ اور ہیکلوں اور ماتھے پر بھروسے سے معلوم ہوں جس کو طبی اصطلاح
بھروسے سے معلوم ہوتا مرض استسقا	میں تہج کہتے ہیں تو اس کی نسبت خوف استسقا کا ہو سکتا ہے اسلئے کہ یہ تمام امور مزاج
کا خوف دلاتا ہے۔	جگر کے بگڑ جانے کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں اور ہر گاہ کہ جگر کا مزاج بگڑ گیا تو اس سے استسقا

کا پیدا ہونا یقینی خیال کیا جاتا ہے بشرطیکہ ابتدا میں جگر کے علاج کی جانب توجہ نہ کی جائے۔

برہو پائخانہ و پیشاب مختلف نمونے	اگر چند روز تک برابر براز جبکہ معرف عام میں پائخانہ سکتے ہیں بدبودار خارج ہوتا ہے بیگا
تپوں کا خوف دلاتا ہے	خصوصاً پیشاب بدبودار تو یہ امر اس بات کا خوف دلاتا ہے کہ اخلاط بدن میں تعفن آ گیا ہے

اور تعفن اخلاط باعث مختلف قسموں کی تپ کا ہوتا ہے پس قبل حدوث تپوں کے تعفن اخلاط کا تدارک کامل طور سے کرنا چاہئے۔

مستثنیٰ

اگر برہوئے براز بوجہ فساد غذا یا فساد معدہ ہے تو یہ حالت حالت مذکورہ بالا سے مستثنیٰ ہے۔

ماندگی اور اعضا خشکی	اگر کسی شخص کو ماندگی بدن یا اعضا خشکی عارض رہتی ہے تو یہ امر بھی تپ کے آنے پر خوف دلاتا ہے
بھی تپوں کا خوف دلاتی ہے	اس لئے کہ ماندگی اور اعضا خشکی مطلقاً کسی مرض کے آنے پر دلالت کرتی ہے پس جبکہ

ماندگی زیادہ محسوس ہوگی تو یقیناً تپ کے آئین کا خوف ہوگا۔ مگر ایسی ماندگی کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ تلخ کسی اور مرض کے نہ ہو۔ بلکہ مستقل طور سے اسکا ظہور ہوا ہو کہ جو حالات سے معلوم ہو سکتی ہے۔

بھوک کا تاویل یا باطل ہوجانا	بھوک کا قطعاً زایل ہوجانا یا بڑھ جانا کسی مرض غیر معدی کے پیدا ہوجانے کا خوف دلاتا ہے
کسی آئینہ لے مرض کا خوف لانا	اسلئے کہ یہ دونوں حالتیں غیر طبعی ہیں اور جو غیر طبعی حالتیں ہونگی ان سے مرض کا

پیدا ہوجانا یقینی ہے۔

مستثنیٰ

اگر زیادہ بھوک بوجہ بدل یا نخیل (رطوبات فنا شدہ کا معاوضہ) کے پیدا ہونے سے جیسا کہ اکثر اذات بائدہ
یا بعد جماع یا بعد عجم یا بعد امراض کے بڑھ جاتی ہے یا بوجہ فساد غذا وغیرہ بھوک معدوم ہو جاتی ہے تو یہ صورتیں
حالات مذکورہ بالا سے مستثنیٰ ہیں۔

ہر عادت کا تبدیل ہو جانا کسی
بھوک کے کم یا زیادہ ہونے پر کچھ حصر نہیں ہے بلکہ ہر عادت کا بدل جانا علامت حدوث
آنے والے مرض کا خوف داتا ہے (پیدا ہونے) کسی مرض کے ہو سکتی ہے مثلاً بھوک پیاس بول براز (پانچانہ پشایا)
پینہ شہوت جماع سونا جانا یا بدن کی غیر معمولی خارش یا ذہن کی تیزی سستی یا منہ کا ذائقہ یا کمی و بیشی اختلام یا
عادت غیر طبعیہ کا بدل جانا مثلاً خون بوا سیر یا استخاضہ (حیض غیر طبعی) یا تھے یا نکیر وغیرہ کہ جو احوال غیر طبعی ہیں مگر
بوجہ عادت کے طبعی ہو گئے ہیں تو یہ تبدیلیات بعض امراض کے پیدا ہونے کی دلیل ہیں اس لئے کہ ہر عادت غیر
طبعی بھی ایک طبیعت ثانی ہو جاتی ہے جیسا کہ حکماء کا قول ہے العادۃ طبیعیۃ ثانیۃ (عادت دوسری طبیعت)

مستثنیٰ

بوا سیر کا خون یا استخاضہ (حیض غیر طبعی) اگر بوجہ تفتیہ (صفائی) بدن موقوف ہو گیا ہے۔ تو یہ موقوفی کسی آنے
والے مرض کا خوف نہیں دلا سکتی ہے۔

دوا نادر دسر رہنے سے
زوال بینائی کا خوف ہوتا ہے
تو یقینی امر ہے کہ دماغ میں ضعف پیدا کر دیکھا اور جب دماغ میں ضعف ہو جائیگا تو اس کا ہضم بھی ضعیف ہوگا اور
جب ہضم ضعیف ہو جائیگا تو لامحالہ رطوبات غیر ضروری دماغ میں بچوم کریں گی۔ اور ان رطوبات مجتمعہ سے ممکن ہے
کہ کچھ حصہ تفتیہ عینی (جو سورخ آنکھ سے پردہ غیبیہ میں ہے) میں جذب ہو کر بصارت کو باطل کر دے۔

اسی طرح سے چند روز آنکھوں کے سامنے اشکال مختلف جن کی ہیئت چھریا کمی وغیرہ کے ساتھ مشابہ ہوتی
ہے۔ اور جن کا علاج میں وجود نہیں ہوتا ہے یعنی محض خیال ہی خیال ہوتا ہے موجود رہتا اور اس کے ساتھ یونانیوں
بینائی کم ہوتے جانا نزول الماء (موتیا بند) کا خوف داتا ہے۔ اس لئے کہ یہ اشکال بوجہ قیام ان اجسام غیر شفاف کے
آنکھوں کے روبرو نظر آتے ہیں کہ جو درمیان باصرہ اور ان اشکال اجسام بیرونی کے خیال ہو جاتے ہیں کہ جو باصرہ
کی جانب آتے ہیں۔ پس اگر یہ خیالات بوجہ قسوجات یا خشک ریشہ طبقہ قرنیہ (نام طبقہ چشم) نہ ہونے تو ضرور

کہ ان رطوبات زایدہ سے ہونگے کہ جو نزول الماء کا باعث ہو سکتی ہیں۔

مستثنیٰ

اگر خیالات مذکورہ آنکھوں کے روبرو چھ ماہ تک یا اس سے زائد قائم رہیں گے تو نزول الماء کا خوف جانا ہیگا بلکہ اس حالت میں ان خیالات کے اور اسباب ہونگے۔

گرائی و خش داہنی جانب جگر اگر داہنی جانب پیلے کے متصل گرائی و خش محسوس ہوتی ہوگی تو اس سے ثابت ہوگا کہ کسی مرض کے آئینے دلیل ہے کہ جگر میں کوئی نہ کوئی مرض ہے اس لئے کہ جگر داہنی جانب ہے اور گرائی و خش سے عام بدن کی گرائی اور خش مراد نہیں ہے بلکہ داہنی پیلے کی گرائی اور خش مراد ہے کہ جو محل جگر کا ہے۔

مستثنیٰ

اگر گرائی و خش انفاقیہ جگر میں عارض ہو جائے اور وہ جلدی زایل بھی ہو جائے تو یہ حالت حالت مذکورہ بالاسے مستثنیٰ ہے۔

گرائی اور کھنچاؤ تھیکا اور مکر کی گردہ کے امراض کا خوف دلاتی ہے گرائی اور کھنچاؤ تھیکا یا مکر کے نیچے کے حصہ بدن کے اور تبدیل حالات پیشاب کا گردہ کے کسی مرض کے پیدا ہو جانے پر دلالت کرتے ہیں نیز یہ تغیرات ایک مدت معتدل تک قائم رہیں اس لئے کہ گردے کے متعلق ہیں اور تھیکا کے قریب ہیں اور پیشاب کی گذرگاہ ہیں پس ضرور ہوگا کہ گرائی و خش ان دونوں مقام پر معلوم ہو اور بوجہ اس کے کہ گردہ میں مادہ مرض موجود ہے تو پیشاب تھیکا متغیر ہوگا۔

پانچخانہ سپید رنگ آنا براز جس کو عرف میں پانچخانہ کہتے ہیں عادت سے زیادہ سفید رنگ آنا یرقان کے مرض کا خوف مرض یرقان کا خوف دلاتی ہے دلتا ہے اس لئے کہ ایسا پانچخانہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ صفرا کے گزرنے کا راستہ کالہی یعنی وجہ سے بند ہو گیا ہے کہ جو اتر یوں پر فضندہ براز کو صاف کرنے کی غرض سے گر کرتا ہے پس ہر گاہ کہ یہ شکل ظہور پذیر ہوگی تو صفرا عام بدن میں منتشر ہوگا۔ اور مرض یرقان پیدا کریگا۔ الا اگر یہ صفرا قے یا پیشاب کے ذریعہ سے خارج ہو جائے گا تو پھر مرض یرقان کا باقی نہیں رہیگا۔

مستثنیٰ

اگر پانچخانہ کا سپید آنا بوجہ غذا کے خام رہ جانے کے ہے کہ بوجہ صفرا کے قصور سے ظہور پذیر ہوا ہے تو یہ

حالت دوسری ہے اس سے مرض یرقان کے پیدا ہونے کا خوف نہیں ہو سکتا ہے۔

پیشاب کی سوزش سوزاک اور
شنانہ کے قرص پیدا ہونے کی دلیل ہے
اگر پیشاب میں ایک عرصہ تک سوزش محسوس ہوتی رہے گی تو خوف ہو سکتا ہے۔ کہ
سوزاک کا مرض یا شنانہ میں قرصے پیدا ہو جائیں اس لئے کہ سوزش پیشاب بھی کثرت
صفراء یا دیگر مواد سوزندہ کی وجہ سے ہوتی ہے پس ہر گاہ کہ یہ کیفیت طویل زمانہ تک قائم رہے گی تو نطن غالب مقامات
مذکورہ میں خراش پیدا ہو کر قرصے پیدا ہو سکتا ہے۔

سوزندہ پانچخانہ انٹریوں کی خراش
و قرصے پیدا ہوجانے پر دلالت کرتا ہے
پانچخانہ یا دست سوزندہ اگر چند روز تک ہوتا رہے تو اس بات کا احتمال قوی ہے
کہ آنتوں میں خراش یا قرصے ہو جائیں اس لئے کہ سوزش و صلب اس بات کی دلیل
ہے کہ کوئی مادہ تیز غالب ہو رہا ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ ایسا مادہ انٹریوں میں خراش پیدا کرے گا۔

بھوک کا جاتا رہنا باوجود نفع دہنے
دلیل قویٰ پیدا ہونے کی ہے
بھوک کا سدوم ہو جانا اور ساتھ ہی اس کے قے کا ہونا اور نفع کا رہنا اور مانتھ
پیروں میں درد رہنا دلیل مرض قویٰ پیدا ہونے کی ہے اس لئے کہ بھوک کا جاتا رہنا
دلیل کثرت مواد کی ہے اور قے کا ہونا یہ بات بتاتا ہے کہ مادہ مذکورہ اصلی راہ سے یعنی براہ پانچخانہ دفع نہیں
ہو سکتا ہے اور نفع اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ مادہ مذکورہ مجبوس ہے لہذا اس سے ریح اٹھ رہی ہے اور
مانتھ پیروں کا درد دلیل اس بات کی ہے کہ سفلی مجبوس ان اعصاب کی فراحت کر رہا ہے کہ جو اطراف یعنی ہاتھ
پیروں کی جانب آتے ہیں۔

پانچخانہ کے مقام کی خراش
بشرطیکہ چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی وجہ سے نہ ہو تو پانچخانہ کے مقام میں چند روزہ
بواسیر کا خوف دلاتی ہے
خراش کے ہونے سے خوف کیا جاتا ہے کہ مرض بواسیر پیدا ہو جائے اس لئے
کہ یہ خراش دلیل اس بات کی ہے کہ مادہ شوربا نکلین مقام مذکور پر گرتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی پھینیاں بڑے
مترقی مقام پر چھوٹی چھوٹی پھینیاں یقیناً اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ عنقریب کوئی
ذیل پیدا ہوجانے کی دلیل ہے
بہت بڑا ذیل بدن پر ظاہر ہونے والا ہے اس لئے کہ کثرت خروج شور (پھینیاں)
مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بدن کے اندر مادہ قاسد زیادہ ہے لہذا طبیعت اس مادہ کو ایک جاکر کے ظاہر بدن
پر ایک ذیل کی شکل میں ظاہر کرے گی۔

داد کی کثرت سے برص سیاہ
پیدا ہوجانے کا خوف ہوتا ہے
داد کی کثرت برص سیاہ کے پیدا ہوجانے پر خوف دلاتی ہے اس لئے کہ داد جلد کی
ایک نشوونما ہے کہ جس کا رنگ گاہے سیاہ ہوتا ہے اور گاہے سرخ۔ پس ہر گاہ کہ یہ نشوونما
شدت پر جگے گی تو جلد بدن میں وقت (سوسنگی) شدید اور خراش قوی ہو کر فلس مثل فلس مچھلی کے پیدا
ہو جائیگے اور یہی برص سیاہ ہے۔

چھپ پید برص پید بہت پید یعنی چھپ پید کثرت اور شدت اگر بدن پر ظاہر ہو جائے تو پید کا خوف دلاتی ہے برص کا خوف کرنا چاہئے اس لئے کہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ چھپ کا مادہ گہرا نہیں ہوتا ہے اور برص کا مادہ گہرا ہوتا ہے پس ہر گاہ کہ چھپ کی کثرت و شدت ہوگی۔ تو عجب نہیں ہے کہ مادہ بدن کی گہرائی میں پہنچ کر پید برص کی حد تک پہنچے۔

طوالت عمر کے احکام

تدبیرات سے عمر بڑھانا اس تقریر کے عنوان کو دیکھ کر شاید عوام کو حیرت اور عجب ہوگا کہ عمر کا زیادہ کرنا کیا افعال اختیار کیا ایک امکانی حالت ہے میں سے ہے یعنی انسان اپنی قدرت و اختیار سے اپنی عمر کو گھٹا بڑھا سکتا ہے لیکن یہ شبہ ان کو اس وقت تک حیرت کے عالم میں رکھیں گے جب تک کہ ان کو وجوہ موت کا تفصیلی علم نہیں ہوگا پس اس تقریر میں ہم اولاً وجوہ موت کی تشریح کرتے ہیں اور پھر اجمالاً ان تدبیرات و انتظامات کا اعادہ کرتے ہیں کہ جو عمر طبعی کے حصول کے لوازم ضروریہ ہیں اور جس سے تمام کتاب بہ تفصیل آراستہ و پیراستہ ہے غرضیکہ امور مذکورہ کے جاننے اور عمل کرنا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان قبل از وقت نہیں مرے گا بشرطیکہ کوئی ناگہانی امور باعث موت نہ ہوں مثلاً قتل و غرق وغیرہ امور اتفاقیہ۔ اور اگر امور ناگہانی سے اُس کی موت وقوع میں بھی آئیگی تو امور مذکورہ کے عمل کرنے سے رتے دم تک صحت و عجب العمر قائم رہیگی۔

انسان امکاناً کب تک اب رہا یہ امر کہ انسان کس مدت زندہ رہ سکتا ہے یعنی اس کی طبیعی عمر کس قدر ہے سو یہ مسئلہ نہایت زندہ رہ سکتا ہے و قیق ہے اس لئے کہ کرہ زمین کی مختلف آب و ہوا اور مختلف سموروں کے آسمان زمین کے مختلف اوضاع اور آثار اور طبعی مزاج انسانوں کے متعدد اور متخالف حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہر لاکھ افراد انسانی بلکہ ہر فرد بشر کی طبیعی عمر مختلف ہو سکتی ہے یعنی غالب امور و حالات کے لحاظ سے اکثر قطعات زمین میں اور اکثر حالات مزاج طبعی افراد ان کے لحاظ سے ایک سو میں حال تک انسان زندہ رہ سکتا ہے اس لئے کہ سن نمونہ یعنی جسم و قوائے بدنی کے ترقی کا زمانہ تین سال تک اور سن و قوت یعنی ترقی مذکورہ کے قیام کا زمانہ چالیس سال تک سن کہولیف یعنی ترقی و کمال مذکورہ کے بعد کا زمانہ جبکہ بتدریج (اہستہ آہستہ) قوائے بدنی و رطوبت غریزی (اصلی) کا نقصان شروع ہو جاتا ہے ساٹھ سال سن پنچوخت یعنی جبکہ نقصان قوائے بدن و رطوبت غریزی کا بہت سرعت اور تیزی کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ ساٹھ سال سے آگے ساٹھ سال تک جبکہ مجموعہ ایک سو میں سال ہوا۔

بعض حکما کی رائے ہے کہ انسان کی عمر طبیعی ایک سو چالیس سال تک ہو سکتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ

نوسو بکہ ایک ہزار سال انسان زندہ رہ سکتا ہے بعض قدما فلاسفہ کا قول ہے کہ انسان امکاناً ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے میری رائے ہے کہ انسان ایک سو چالیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہ سکتا ہے بشرطیکہ اوضاع فلکی اور آثارارضی اُس زمانہ و مکان کے جہاں وہ رہتا ہے مقتضی طول عمر مذکورہ کے ہوں۔

انسان کے لئے بہر حال حق بات یہ ہے کہ انسان کے لئے موت ضروری ہے اور اس کا دوام بقا حکمت کے منافی ہے موت ضروری ہے اس لئے کہ جسم انسانی لینے عنصروں سے مرتب کیا گیا ہے کہ جو ایک دوسرے کے خلافت اور ہمیشہ بہت زور و شور سے خواہان فراق (جدائی) کے رہتے ہیں اگر قاسم (جابر) یعنی حرارت غریزی ان چاروں عنصروں کی مواصلت میں اہتمام نہ کرے تو حضرت انسان کا یہ کالبد خاکی جناب کی طرح سے معدوم ہو جائے اور اس حرارت غریزی (اصلی) کا بقا و قوت و ضعف صرف رطوبت غریزی کے بقا و قوت و ضعف پر منحصر ہے کیا معنی رطوبت مذکورہ حرارت غریزی کا مادہ ہے اور حرارت غریزی چونکہ بدن کی کلیں چلنے کی غرض سے متحرک رہتی ہے لہذا اس کا مادہ یعنی رطوبت غریزیہ آنا فنا ہوتا رہتی ہے تاہم حرارت مذکورہ کے دوام حرکت سے ایک نہ ایک دن رطوبت غریزی بالکل فنا ہو جائیگی جب یہ رطوبت فنا ہو جائیگی تو یہ حرارت بھی بجھ جائیگی جس طرح سے کہ تیل کے صرف ہو جانے سے چراغ یا لیمپ گل ہو جاتا ہے پس اس حرارت کے بجھ جانے سے ان چاروں مخالفوں (چار عنصر) میں بھی انشقاق ہو جائیگا یعنی ہر ایک ان میں اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیگا۔ کیا معنی غالب انسان فنا ہو جائیگا اس لئے کہ اس حرارت کی وجہ سے ان مخالفوں میں باہم ارتباط اور اتفاق تھا۔

انسان کا دوام بقا منافی حکمت ایزدی اس لئے ہے کہ انسان اگر ظلم و شریر ہے تو اُس کے دوام شر و ظلم سے عالم دنیا میں آفات و شریر پارہیں گے اور یہ امر منافی انتظام ہے اور اس لئے بھی وہام بقا انسان کا منافی حکمت الہی ہے کہ اگر موت و آخرت نہ ہوتی تو نیک و صالح انسان بدترین انسان ہو جاتے اس لئے کہ اُن کو ترک لذات دنیا سے کوئی معاوضہ یا فائدہ حاصل ہونے کی امید نہیں ہوتی۔

کون کن وجہ سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ بدن انسان کا بدم (سرخیمہ) پیدائش مرد اور عورت کی منی اور حیض کا خون موت پیدا ہوتی ہے ہے اور یہ دونوں جبکہ مخلوط ہو کر تہ ہو جاتے ہیں تو ان میں بوجہ جزوارضی و جزو ناری (مٹی اور آگ کے جزو) میلان تو نہیں رہتا ہے مگر ڈھیلا ڈھالا ایک مضمغہ گوشت کی شکل سے متشکل ہو جاتا ہے اور اس درجہ اس مضمغہ گوشت میں صلابت (سختی) بھی نہیں ہوتی ہے جیسے کنکر و پتھر میں سختی ہوتی ہے اگر ایسی سختی ابتدا سے اُس مضمغہ گوشت میں ہوتی تو حضرت انسان ایسی جلدی منزل ناگزیر (موت) پر پہنچنے کی مجلت نہ کرتے۔ بالجمہ چونکہ ہمارے بدن کی بنا ابتدا ہی سے ضعیف اور سست ہے لہذا دوڑھکی

آفات کا سامنا دو انا لکار ہوتا ہے۔ ایک آفت داخلی۔ دوسری آفت خارجی۔ آفت داخلی سے ان رطوبات کی تخلیل اور فنا ہوتی ہے کہ جس سے ہمارے جسموں کی پیدائش ہے کہ جو بدترجیح (آہستہ آہستہ) زمانہ موت تک فنا ہوتی رہتی ہیں اور آفت خارجی سے وہ آفت مراد ہے کہ جو رطوبات و اخلاط کے تعفن و فنا کی وجہ سے عارض ہوتی ہیں اور یہ خارجی آفت گویا وہی النظیر میں اُس داخلی آفت کے جداگانہ معلوم ہوتی ہے مگر نتیجہ لازمی اس کا بھی تخلیل ہونا نہیں رطوبات کا ہے کہ جو ہمارے جسموں کا مبداء (سرچشمہ) آفرینش سے اس لئے کہ جب بوجہ تعفن رطوبات میں فنا ہو گا تو ان میں صلاحیت جزو بدن ہونے کی نہ رہے گی۔ آخر کار وہ خاک تر ہو کر رہ جائے گی۔ اور یہ دونوں آفتیں یعنی رطوبتوں کی تخلیل اور ان کا تعفن ہونا ان آفات کے علاوہ ہیں کہ جو رطوبات بدن کو دیگر وجہ سے لاحق ہوتی ہیں۔ مثلاً برت کی سردی سے۔ باد سرد و موسم (لوہ) کی گرمی سے یا مختلف اور ام و احراض بدن سے۔ لیکن اس مقام پر باب الجث (جس سے بحث کی جائے) آفات اول الذکر ہیں۔ قصہ مختصر یہی دونوں آفتیں اسباب خارجیہ سے پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ کیا مہینے یہی معمولی ہوا کہ جو ہر وقت ہمارے بدن سے ملاقات کرتی رہتی ہے ہمارے رطوبات بدن کو ہر وقت فنا کرتی رہتی ہے۔ اور یہ ہوا جبکہ اس میں ایسی خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ رطوبات بدن میں عفونت پیدا کرنے لگتی ہے تو یہ عفونت بطور مذکورہ بالا وجہ تخلیل رطوبت بدن ہوتی ہے۔

علیٰ ہذا یقیناً رطوبت مذکورہ اسباب باطنی سے بھی فنا ہوتی رہتی ہے۔ یعنی ہمارے بدنوں کی حرارت غریزی (اصلی حرارت) اور دواؤں اور غذاؤں کے اجسام کی حرارت ہر وقت و ساعتاً فاسختا ہمارے بدنی رطوبات کو جلاتی رہتی ہے۔

بالجملہ یہ کل اسباب عام اس سے کہ رطوبات کے فنا و تخلیل کرنے والے ہوں یا اُس کے خراب اور متعفن کر نیوالے ہمارے اور آپ کے بدنوں کو وقتاً فوقتاً خشک کرنے میں اعانت کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہمارے روزمرہ کے حرکات و تحریکات و طلب علم وغیرہ ہمارے رطوبات بدن کو تخلیل کرتے رہتے ہیں۔ آخر کار یہ رطوبات بدنی اسباب مذکورہ سے تخلیل ہوتے ہوتے ایک روز بالکل فنا ہو جائیں گے پس یہ حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن کی بھی بجھ جائے گی۔ جس طرح سے تیل کے فنا ہو جانے سے چراغ یا لیمپ بجھ جاتا ہے۔ اسی طرح سے زندگی کا چراغ بھی بدن کی رطوبات اصبیہ کے فنا ہو جانے کی وجہ سے گل ہو جائیگا۔ اور یہی وجہ موت طبعی کی ہے۔

اب رہا یہ امر کہ رطوبات بدن کس طرح سے بالکل فنا ہو جاتی ہیں درحالیکہ وہ روزمرہ غذا سے پیدا ہوتی ہیں سو اس اجمال کی تفصیل کا مناسب معلوم ہوتا ہے پس اس کی تفصیل سنئے۔ کہ شروع زمانہ سے خلق بنا کر کہ ہم نہایت

درجہ ذی رطوبت پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ قبل اس کے مشروحاً بیان ہو چکا ہے پس ضرور ہوا کہ اُس رطوبت پر زیادہ حرارت ہمارے بدنوں پر مسلط کی جائے تاکہ حرکات ارادی طلب معاش و تحصیل منافع و دفع ضرر و نقصان وغیرہ میں اس رطوبت کے غلبہ کی وجہ سے عصبان اور قصور واقع نہ ہو چنانچہ بدیں وجہ زیادہ حرارت ہمارے بدن پر مسلط کی گئی۔

اب اس حرارت مسلط کا فعل یعنی رطوبات کا کم کرنا ہر وقت قائم رہیگا ایسے آخر العمر و عمر کے آخر تک حتیٰ کہ یہ حرارت رطوبات بدنیہ کو جب ایک اعتدالی حالت پر قائم کر دیگی تو بدن انسان اعتدال کے قالب میں آجائیگا اور یہی اعتدالی حالت بدن انسان کی انسان کے شباب کا عالم ہے پس اس سن میں رطوبات کو تو حرارت مذکورہ نے جلا کر کم کر دیا مگر وہ خود بمقدارہ (اپنے مقدار پر) باقی ہے اور اب اعتدالی حالت سے آگے چل کر یعنی عالم شباب سے آگے چل کر بھی رطوبات بدنیہ کو حرارت بدستور سابق فنا کرتی رہیگی پس بدن میں وقتاً فوقتاً خشکی بڑھتی جائیگی تاکہ رطوبات بدن جب بالکل فنا ہو جائیگی۔ تب یہ حرارت بھی بچھ جائیگی۔

جب اعتدالی حالت یعنی زمانہ شباب سے آگے چل کر یہ حرارت رطوبت بدنیہ کو فنا کرتی جائیگی تو جوں جوں رطوبات مذکورہ فنا ہوتی رہیں گی اسی قدر حرارت بھی کمزور ہوتی جائیگی اور جب حرارت کمزور ہوگی تو طبیعت غذا سے معاوضہ کافی اُن رطوبات کا کہ جو فنا ہوتی رہتی ہیں پہنچانے پر قادر نہ ہوگی لہذا حرارت کے روز بروز کم ہونے سے طبیعت بخیر شدہ رطوبات کا غذاؤں سے بدل و معاوضہ پہنچانے پر قادر نہ ہوگی روز بروز کم ہونا جائیگا۔ الغرض جب طبیعت بوجہ ضعف حرارت بالکل معاصر پہنچانے پر قادر نہ ہوگی اُس وقت موت طبعی وقوع میں آویگی۔

اجمالاً ان تدبیرات کا ذکر کہ جو طویل عمر کا باعث ہو سکتی ہیں بدن قائم ہو کر انسان اپنی انتہائی عمر کو پہنچ سکتا ہے یعنی کھانے پینے سونے جاگنے حرکات و سکنات و استفرغ وغیرہ کی تفصیل مگر اس مقام پر مناسب خیال کیا گیا ہے کہ بغرض مزید بصیرت بالاجمال تدبیر مذکورہ کا اعادہ کریں۔

خیال رکھنا چاہئے کہ دار مدار تکمیل عمر طبعی کا صحت کی حفاظت سے اور حفظ صحت سات امور کی تعادل (بناقاعدہ استعمال میں لانا) سے ہوتا ہے۔

اول نراج کو بذریعہ ہوا کے ٹھکانے سے رکھنا یعنی روح و حرارت غریزی (حرارت اصلی) بدن کو بحسب الضرورت ہوائے صاف و شفاف سے ٹھنڈک پہنچانا جس کا بیان انشاء اللہ ہم آئندہ مقدمہ شرح و باء کے بیان میں کریں گے۔

دوسرے غذا و پانی کا مناسب طریقہ سے استعمال کرنا جس کے مراتب ہم شروع کتاب میں تعلیمات

و تقسیمات میں بیان کر آئے ہیں۔

یہ سب خواب و بیداری کا بالاعتدال (باقاعدہ) عمل میں لانا جس کے قواعد و احکام طبعی نیناد و بیداری کے بحث میں مضبوط ہو چکے ہیں۔

چوتھے۔ اصلاح و تعدیل حرکات بدن و نفسانی جس کی توضیح حرکات و سکناات کے بیان میں مرقوم ہوئی ہے۔
پانچویں اصلاح لباس کی جس سے حرارت و رطوبت بدن قائم رہے جس کا بیان نمونہ فصلوں یعنی ہوسموئی تدریسات کی ذیل میں مذکور ہوا ہے۔

چھٹے۔ فضلات بدن کا تفتیہ جس کے احکام کی تشریح استفراغ کے بیان میں عمدہ طور سے گذر چکی۔
ساتویں ہوا کو کہ جو قلب اور حرارت بدن کو پہنچتی رہتی ہے اسے مائے معطرہ و مقویہ روح سے اصلاح کرنا۔

علاوہ ان کے احکام سفر و غسل و حمام وغیرہ کہ جو قبل اس کے عمدہ طور سے شرح ہو چکے ہیں بحال ناعمر طبعی کے حصول کے معاون (مددگار) ہیں۔

بوڑھوں کے حفظ صحت کے احکام

بوڑھوں کو اصولاً حفظ صحت کے لئے کون کون امور اختیار کرنے چاہئیں اور بوڑھوں کو نیند کی سخت ضرورت ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ جب تک مزاج انسان کی حالت اعتدالیہ قائم رہے گی اس وقت تک اس کی صحت بھی اچھی رہے گی اور اگر کسی بے اعتدالی سے حالت مذکورہ میں مزاج انسان جاوہ راستہ اعتدال سے منحرف بھی ہو گا تو ذرا سی تدریس سے صحت زایلہ واپس آویگی اور ہر گاہ کہ مزاج اعتدالیہ حالت سے بعید ہو جائیگا تو وہ صحت سے بھی بعید ہو گا چونکہ عالم بوڑھاپے میں مزاج پر سردی و خشکی کا غلبہ ہوتا ہے اور کیفیات سردی و خشکی دونوں اعتدالی حالت کے مخالف ہیں یعنی حرارت و رطوبت کی ضد ہیں لہذا اس میں حفظ صحت اولے بالا ہتمام (نہایت کوشش کی مستحق) ہے پس وہ تدریس عمل میں لانا چاہئیں کہ جن کے آثار بدن میں کیفیت گرمی و تری کی پیدا کریں تاکہ برودت و بیہوشی کا کہ جو لازم سن مذکور ہے تدارک ہو جائے مگر اس کے ساتھ ہی یہ خیال رکھنا بھی ضرور ہے کہ بوڑھے ایسی تدریسات داخلی و خارجی ہرگز عمل میں نہ لائیں کہ جو ان کے بدنوں میں گرمی پیدا کریں مثلاً اغذیہ نہایت گرم یا دویہ نہایت گرم یا افراط ریاضت یا جماع وغیرہ۔ اس لئے کہ غایت درجہ کی حرارت ان کے مزاجوں میں نہایت درجہ خشکی پیدا کریگی جس کا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ انکو وقت کے پہلے مرتے سے مواصلت ہوگی۔ یا کسی مرض سخت میں مبتلا ہونگے۔

چونکہ حسب تقریر مابین (پہلی تقریر کے مطابق) بوڑھوں کو حرارت خفیفہ و رطوبت کثیرہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے

عرق کشید کیا جائے اور تیاری سے چوبیس گھنٹہ گزرنیکے بعد قابل استعمال ہوگا۔

نمبر ۱۶۔ عرق بازنگ مفرد باوصاف مذکورہ کہ جو گرمیوں کی وباء میں نافع ہوگا۔

بازنگ نیم کوفتہ آدھ سیرا کے آہٹائے مذکورہ بالا میں تر کر کے صبح کے وقت چار سیر عرق کشید کیا جائے

اور عرق بعد تیاری بارہ گھنٹہ کے بعد قابل استعمال ہوگا۔

نمبر ۱۷۔ سفوف باوصاف مذکورہ بالا نہایت قوی العمل۔

طبائشیر کبودیشب سبز ہر ہرہ ختائی۔ عود غرقی ہر ایک یکتولہ۔ مرداریدنا سفوف چھ ماشہ۔ عینر شیب یک ماشہ

جملہ ادویہ بہت باریک مثل غبار سائیدہ کر کے سفوف بنایا جائے۔

نمبر ۱۸۔ سفوف باوصاف مذکورہ ہم مرتبہ سفوف مصر صمد۔

لاہور و مغول طبائشیر کبود۔ برادہ مندل پیدید۔ سبزی کنول گشہ۔ زردی گل نیلوفر عود غرقی۔ بہمن پیدید۔

ہر ایک چھ ماشہ زعفران یک ماشہ۔ ان جملہ ادویہ کو بہت باریک مثل غبار سائیدہ کر کے سفوف بنایا جائے

نمبر ۱۹۔ جبوب باوصاف مذکورہ۔

جدواختائی طبائشیر کبود۔ زہر ہرہ ختائی۔ گل ہرنی گل ختموم۔ عود قناری۔ مرداریدنا سفوف ہر ایک تین ماشہ

ورق طلا۔ ورق نقرہ ہر ایک ایک ماشہ۔ ان جملہ ادویہ کو آٹھ روز تک عرق بید شاک میں کھل کر کے بقدر ماش

جبوب بنائی جائیں۔ اور تیاری سے ایک ہفتہ بعد استعمال میں لائی جائیں۔

نمبر ۲۰۔ جبوب باوصاف مذکورہ بدرجہ نہایت قوی العمل۔

افیون خالص و دقو لہ آدھ پاؤ عرق بید شاک تسم اول میں ترکی جائے جب خوب کھل جائے۔ تب

ابھی طور سے صل کر کے پارچہ صاف میں مقل کر کے بعد شیرہ زعفران۔ شیرہ مغز بادام شیریں۔ شیرہ مغز تخم

کدوئے شیریں۔ شیرہ مغز چھنوزہ ہر ایک تین ماشہ۔ ڈیڑھ چھٹانگ عرق کیوڑہ میں نکال کے افیون مقطر میں سال

کر کے تعلق داری دچی میں آویز کر رکھی جائے جبکہ گاڑھی ہو جائے تب ادویہ مفصلہ ذیل کا سفوف شامل

کر لیا جائے۔ ادویہ سفوف۔

بادرنجبویہ۔ بہمن پیدید۔ طبائشیر کبود۔ زہر ہرہ ختائی۔ جدواختائی۔ مرداریدنا سفوف۔ وانہ الاچی خورد۔ عود۔

غرقی۔ دروخ عرقی۔ بیج آوڑ۔ مصلی رومی۔ پودینہ زنگب باریک سائیدہ کر کے قوام مذکور میں ملا کر کسی قدر روغن بادام

سے چوب کر کے بقدر چنے کے گولیاں بنائی جائیں۔

ادویہ مذکورہ کی وباء کے

زمانہ میں استعمال کی ہریت

نمبر ۲۱۔ سبزی کنول۔ ان دونوں میں سے جو مغرب طبیعت ہو روزمرہ قبل غذا اور بعد غذا ایک

یا دو تولہ چٹ لینا چاہئے۔ اور اگر وہ اس معمولہ (آبادی) میں شروع ہو گئی ہے جہاں کا وہ باشندہ ہے تو باوجود استعمال ہر دو سکنجبین مذکورہ بالا کے شربت نو اکہ (میوہ جات) نمبر ۳ یا شربت نمبر ۴ یا شربت نمبر ۵ سے جو موجود ہو بقدر تین تولہ آدھ پاؤ عرق نمبر ۱۲ میں مخلوط کر کے گاہ گاہ صبح دم پی لینا چاہئے۔ اور اگر عرق مذکورہ جو نہ ہو تو تازے پانی میں محلول کر کے پینا چاہئے اور اگر شربت ہائے مذکورہ موجود نہ ہوں تو صرف تین چھٹانک عرق مذکور یعنی نمبر ۱۲ پینا چاہئے۔ یا سفوف نمبر ۱۹ بقدر تین ماشہ شربت نمبر ۶ دو تولہ میں مخلوط کر کے گاہ گاہ صبح دم نوش کیا کریں اس کے بعد آدھ پاؤ عرق نیلو فر یعنی عرق نمبر ۱۱ یا عرق بارتنگ یعنی عرق نمبر ۱۲ پیا جائے اور اگر سفوف نمبر ۱۹ بقدر تین ماشہ دو تولہ شربت نمبر ۳ میں مخلوط کر کے کھایا جائے۔ بعد عرق نیلو فر یعنی عرق نمبر ۱۱ یا عرق بارتنگ یعنی عرق نمبر ۱۲ مقدار آدھ پاؤ پیا جائے تو نہایت ہی مناسب ہوگا۔ اور اگر مزاج زیادہ گرم نہ ہو یا موسم گرم نہ ہو تو نمبر ۳ سفوف بقدر تین ماشہ نمبر ۳ شربت خانہ ساز دو تولہ میں مخلوط کر کے عرق نمبر ۱۱ خانہ ساز آدھ پاؤ پیا جائے۔ بجائے عرق نمبر ۱۱ کے۔ یا حبوب نمبر ۱۹ بقدر دو ماشہ ایک چھٹانک عرق گاؤ زبان یا عرق نیلو فر یا عرق بید سادہ ساتھ کھانا چاہئے۔ اور اگر وہ بارگاہ ہنگامہ نہایت ہی ترقی پر ہے تو مجموعاً نمبر ۱۹ بقدر چھ ماشہ نہایت ۹ ماشہ دوسرے تیس روز نہ کھایا جائے۔ بعد عرقیات مذکورہ سے کوئی عرق پیا جائے۔

اور اگر نفوذ ناسد و بانہایت درجہ مہلک اور قتال ہے تو مجموعاً نمبر ۱۱ چھ ماشہ نہایت نو ماشہ کھلا کر اس پر عرقیات مذکورہ سے کوئی عرق آدھ پاؤ پیا جائے۔ روزمرہ۔

یا حبوب نمبر ۱۲ یعنی حبوب ایضونی ایک عدد چار گھڑی دن باقی رہے کھا کر کوئی عرق عرقیات مذکورہ سے دوسرے روز پینا چاہئے۔ اور سکنجبین لیویا سکنجبین سرکہ روزمرہ ہر حالت میں قبل غذا یا بعد غذا استعمال کرنا مناسب ہوگا۔ مابقی دیگر ادویہ مذکورہ دوسرے تیسرے روز استعمال میں آنا چاہئے۔ اگر ادویہ مصرحہ کے دوران استعمال میں اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ کہ ادویہ ستملہ کسی اور حالت بدنی کو تو ضرر نہیں پہنچا رہی ہیں ساگر ایسا دیکھا جائے تو اس دو کا مبادلہ دوسری دوائی مذکورہ سے کیا جائے۔ یا دو چار روز ترک کر کے پھر استعمال شروع کرنا چاہئے۔ یا لگا ہے استعمال کرے اور گاہے ترک کر دے۔

ادویہ مذکورہ کا با اعتبار
عمر قدر خوراک کے مراتب
یہاں یہ امر ظاہر کرنا ضروری ہے کہ چونکہ سال سے کم عمر و ایک نہایت سا سال نصف یا نصف کا کوئی چیز قدر خوراک مقدر کرنا چاہئے۔ اور سات سال سے کم عرواے کو ایک چہارم یا چہارم کا کوئی جزو ادویہ مذکورہ کی مقدار خوراک ہونا چاہئے۔

احکام متفرقہ زمانہ علاوہ تہیرات مذکورہ کے زمانہ و باہر دونوں کف دست و کف پا میں روغن گل یا روغن
دباؤ کی ہدایت کیوڑہ اور اگر فصل زیادہ گرم نہ ہو تو روغن چینی یا روغن جوہی یا روغن موتیا یا روغن میلادن بھر
میں ایک با زوب ساش کر کے فوراً نیم گرم پانی سے کف دست و کف پا کو بالآخر سے دھونا چاہیے۔

جس مکان میں کوئی امراض و بائید کا مبتلا ہو یا مریضوں کے قیام سے نہایت درجہ پر سبب
اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو قلت قیام بہتر ہے اور قیام بائیں احتیاط ہونا ضروری ہے کہ مریض کے جسم سے یا اسکے
فضلات سے جو ہوا ملاقات کرتی رہتی ہے۔ اس کی مواصلت سے امن رہے اور مریض سے جس قدر
فضلات خارج ہوں وہ صحیح آدمی کے کسی عضو سے متصل یا ملاتی نہ ہونے پادیں۔ بلکہ زمین پر بھی
نہ گرنے پادیں۔ ان کو کسی طرف میں لینا چاہیے۔ اور فوراً اسپر یا کھیا خشک مٹی ڈال کر مع طرف نہ کر کے بیہیہ مقام
پر پھینک دینا چاہیے۔ اور اگر ہر بار تبدیل ظن ممکن نہ ہو تو ظن مذکور فوراً پانی سے صاف کر کے تیز آج سے
خشک کر دینا مناسب ہے اور مریض کا لباس وغیرہ کے اتصال سے نہایت احتراز لازم ہے اور اگر مریض مریضوں کو
اسکے لباس موجودہ جسم کو جلا کر خاک تکرار دینا چاہیے۔ اور اس مکان کو کہ جہاں مریض کا واقعہ موت ہوا ہو گندہ
اور لوبان و عود غرقی وغیرہ کا حسب تصریح بالانہایت اہتمام کے ساتھ دھول دینا واجب ہے اور اگر ممکن ہو سکے
تو اس مکان سے دوسرا مکان تبدیل کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ مبتلائے مرض کے جسم کے فضلات وغیرہ کے
تاثیرات سے بطور انتقال قیاساً و تجربتاً بہت ہی جلد تندرست انسان اثر پذیر ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک
میں رواجاً طریقہ عیادت و بیمار پرسی، نہایت وحیثاً اور خوفناک ہے۔ طریقہ مذکورہ نہ محض مریض کو ہی
سم قاتل ہے بلکہ تندرستوں کو بھی خطرہ میں رکھتا ہے یعنی مکان مریض میں ایک صحیح کثیر آدمیوں کا ہونا ہرگز
سخت انوس ہے کہ اس مہلک اور خوفناک صحیح اور طوفان بے تیزی کا کوئی بھی خیال نہیں کرتا ہے کہ
ارباب ملک اس طوفان بے تیزی سے باز آؤ اور اپنے آپ کو دانا کے فرنگ اہل یورپ کا نشانہ ملامت نہ بناؤ۔

تہیرات دفع و باکے و با سے بچاؤ کے بارہ میں جو بیہ اور شرح تہیرات بیان کی گئی ہیں ہر عاقل اور ذی شعور
بارہ میں تسکین ان کا ضرور ہی انقباط کر لیا کر عوام کی تنبیہ کے لئے مجھ کو یہ امر قابل تجویر معلوم ہوتا
ہے کہ جو امور بغرض تحفظ صحت و زرعہ و باکے تحریر ہوئی ہیں ان کی بجا آوری کو اہم خیال کریں اس لئے
کہ یہ امر یہی ہے کہ و با ہر شرفی البدن ہے۔ اور یہ امر بھی خیال رکھنے کے قابل ہے کہ و با ہوا اور
پانی وغیرہ کے غیر طبعی حالت کے استعمال (تبدیل) ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور ہر حالت غیر طبعی کا قیام
و بقا چند روزہ ہوتا ہے لہذا بقائے صحت اور حفظ تندرستی کے لئے ایک زمانہ محدود تک پابندی
مذکورہ کچھ دشوار نہیں ہیں۔ اس لئے کہ صحت اور زندگی پر تمام مدارج و لوازم دنیا و آخرت کے مربوط ہیں +

ہیضہ و پائی کے احکام

(الف)

ہیضہ و پائی کی نہایت قبل اس کے ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ بامختلف امراض کے قالب میں ظاہر ہوتی ہے شرح و ہیضہ و پائی کی نہایت پس اگر وہ بامرض ہیضہ کی صورت میں ہو گا تو گرم کن ہو کر کسی فرد بشر کو عارض ہوئی ہو۔ تو بشرط امکان مریض کے آرامگاہ شمال رویہ اور کثادہ مکان میں جہاں ہوا کو آزادی سے در آمد و برآمد کلاست ملے معین کرنا چاہئے۔ اور مریض کے مکان کی اصلاح اور اس کے قوائے جمانیہ و قلب و دماغ و حرارت غریزی (اصلی حرارت) کی تقویت و حفاظت و اخراج مادہ سمیہ میں نہایت دل جمعی اور استقلال سے ہمت کو مصروف کرنا چاہئے۔

اصلاح ہوا کی ایسے وقت میں بہتر سبیل یہ ہے کہ اس میں عمدگی اور صلاحیت بھی پیدا ہو جائے اور کال طور سے استعداد ترویج و ٹھنڈک پہنچانا، حرارت غریزی اور تقویت قلب و روح قلبی بھی حاصل ہو اور اغراض مذکورہ اطلاق سے مکمل ہو سکتے ہیں کہ مکان مریض سے اسباب و ظروف خانہ داری و کیفیت فرش و جلائی غیر ضروری فوراً علیحدہ کر دی جائیں اور فرش و لباس مریض نہایت صاف و عطرس و عطر کیوڑہ و عطر گلاب وغیرہ عطریات سے مسطر کر دینا چاہئے۔ اور مکان مریض کی در و دیوار و زمین بالکل صاف کر دینا چاہئے۔ پس اگر موسم گرم خشک ہے تو کافور سرد و شیریں پانی میں حل کر کے تمام مکان کے در و دیوار پر مٹوڑی جھنڈی دیر کے بعد چھڑکنا چاہئے۔ اور مکان مریض کے در و دیوار پر مٹوڑے مٹوڑے تو وقت کے بعد چھڑکنا چاہئے۔ اور مکان کے دروازوں پر سنڈل و کافور میں تھر کر کے پردے آویزاں کئے جائیں اور خشک ہو جانے پر ان پر دوں کو تر کرتے رہیں۔ اور عرق کیوڑہ اور عرق گلاب اور کافور و سنڈل سرد پانی میں ملا کر تاش یا ناند کھلاں وغیرہ میں پڑ کر کے پھلنی وغیرہ سے اچھلتے رہیں اور کیلے کے پتوں میں لیوڑ نارنگی و گل نیلو فر و گل سُرخ و کبیرا و گلگڑی و سیب تازہ و آلو کے بخارا تازہ اور دیگر گل دریا صین و ترہ جات سرد سے گلہ سے مرتب کر کے قریب تر مریض کے رکھے جائیں۔ اور متواتر فرشی اور دستی پیکھو کو حرکت دیتے رہیں۔

اور اگر موسم برسات کا تر و نمناک ہے یا سردی کا زمانہ ہے تو تہذیبات مذکورہ اصلاح ہو میں تو معیم کرنا ہوگی۔ یعنی بجائے اس کے کہ سنڈل و کافور پانی میں محلول کر کے در و دیوار پر چھڑکا جائے۔ یا ایشیا کے مذکورہ سے تھر کر کے پردے مکان کے دروازوں پر آویزاں کئے جائیں۔ سنڈل و کافور و عود کی ایک صاف مکان میں عرصہ معقول تک بھجیر کی جائے۔ اور جب دھوئیں اور بخارات کا غبار بالکل ناپائیدار

ہو جائے تب مریض کو نہایت اہستگی کے ساتھ بروں حرکت قوی اور بغیر وقت اس مکان میں لانا اور اس کی آرمگاہ تجویز کرنا چاہیے اور اس مکان کے طاقتوں پر یا جہاں مناسب ہو برادہ مسندل و کافور کو طرف کورسے دنگلی میں رکھ کر جایا رکھنا چاہئے۔ اور گرمی اور صس ہو انکو ٹھیکوں وغیرہ کے ذریعہ سے رفع کرتے ہیں۔ مگر تبدیل مکان مذکورہ کے بارہ میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مکان تبدیل شدہ جس میں مسندل و کافور سے بخیر کی ہے۔ بہت فاصلہ سے نہ ہو اس لئے کہ اکثر اوقات نقل حرکت مریض کے لئے باعث ضعف توئے ہو جاتی ہے اور اگر کسی قدر حرکت سے بھی باعتبار حالت مریض ضعف و غشی وغیرہ کا خوف ہو تو اس صورت میں حرکت نہایت درجہ مضر ہوگی۔ ترک حرکت ہی بہتر ہوگا اس صورت میں مکان مریض میں مناسب جگہوں پر مثلاً طاقتوں وغیرہ پر پارچہ مسندل و کافور و عطریات مفرہ مذکورہ سے تر کر کے رکھنا ضروریات سے ہوگا۔ اور عرق کیوڑہ یا عرق گلاب یا عرق بید سادہ یا عرق بید رشک مریض کے قریب کی دیواروں پر خفیف خفیف چھڑکنا چاہئے۔ اور صفائی اور پاکیزگی مکان اور منع کثرت مجمع میں بہر حال اہتمام ہونا ضروریات سے اور ہر حالت میں مکان مریض اشیا و زواید خانہ داری سے خالی ہونا مناسب ہے اور لباس و بستر و تکیہ صاف و معطر کا انتظام ٹھیک طریقہ سے کرنا بہت بہتر ہے۔ امور مضرہ کو شاید عوام امور زیادہ اور سرسری خیال کریں۔ اس لئے ان کی تنبیہ کیلئے اور ان کے بیدار کرنے کی غرض سے لکھا جاتا ہے کہ فی الواقع یہ امور خاجیہ متعلقہ اہتمام مکان و صفائی وغیرہ امر علاج میں خصوصاً امراض و بایئہ میں نہایت ہی اہم باشند ہیں۔ اگر ان امور کا عمدہ طور سے انجام ہوگا تو انشاء تعالیٰ طبیعت مریض و بائی پر غالب ہوگا فوراً مرض کو رفع کرے گی اور مریض صحت یاب ہوگا ایسے کہ ان تہیروں سے اصلاح ہو اور ترویج حرارت غریزی و تقویت توانے بدنی و قلب و روح قلبی بدرجہ کمال ہوتی ہے اور ان امور کی نگہ دار مدار صحت کی ہے اور ان تبدیلات سے مریض ہر صنفہ کا کرب و بے قراری رفع تشنگی بلنبنت استعمال ادویہ و انہی کے بہت سہل اور آسان ہوتا ہے۔ منجملہ تبدیلات مذکورہ کے ایک قوی تہیر رفع شدت اعراض ہضہ کے لئے یہ ہے کہ مریض کو تھننے سوگھائے جائیں تاکہ اس کی قلبی اور اندرونی سوزش فرد ہو اور نخلخونکے لئے اجزائے مفصلہ ذیل مناسب ہوگی۔ مثلاً

کافور۔ برادہ مسندل۔ پید۔ کشنیز خشک گل سرخ۔ تخم کاسنی۔ خس مقرر (کتری ہوئی خس) گل منی گل محتوم۔ عطر فس۔ عطر گلاب۔ عطر کیوڑہ۔ عطر مٹی۔ عطر گلاب۔ عرق کیوڑہ۔ عرق نیلو فر عرق بید رشک۔ عرق بید سادہ۔ وغیرہم اجزائے کلا یا جزو جو دستیاب ہوں۔

اور نخلخونکے تیاری اور تبدیل اور تجدید کا بیان قبل اس کے ہو چکا ہے۔ حاجت اعادہ نہیں ہے۔ مگر ہر نخلخونکے کسی قدر تیز کر کے بھی شال کرنا مناسب ہوگا۔ ایسے کہ سرکہ بوجہ اپنی جدت کے ادویہ نخلخونکے سے اجزائے

لطیف جدا کرتا ہے کہ جو ہوا میں عمدہ طور سے شامل ہو کر قلب اور دماغ تک بخوبی پہنچ سکتے ہیں بشرطیکہ طبیعت سرکہ کی بو سے نفرت نہ کرے۔

اور اگر وہ موسم سردی میں شروع ہوئی ہو تو عمدہ تدریج متعلقہ صفائی و اہتمام مکان و لباس مریض میں وہی عمل در آمد رہے گا کہ جو قبل اس کے بیان ہوا ہے مگر ہوا کی تعدیل میں ترمیم ہوگی کیا معنی سردی کے موسم میں ان چیزوں سے ہوا کو معطر اور تینڈل کرنا چاہئے۔ کہ جن میں مشاد ہوا کے لئے معطریت اور تریاقیت کا اثر ہو اور ہوا میں عارضی سردی کی تخفیف ہو۔ مثلاً بجائے آبپاشی در و دیوار مکان مریض و دیگر تدریجات مذکورہ مریض کی ایسے مکان میں آرام گاہ تجویز کرنا مناسب ہے جہاں بخیر (دھواں دینا) لوبان و یا عود و یا لچر و یا صمغ کی دیا سعد کوئی دیا شہ نہ دیا صندل و یا کافور و یا عنبر و یا مشک وغیرہ کی عمدہ طور سے کی گئی ہو۔ اور اس مکان میں بخیر کے غبار کا اثر زایل ہو گیا ہو اس لئے کہ بخیر کے غبار سے مریض کو ایذا اور اضطراب پیدا ہو جائے گا احتمال ہے۔ علیٰ ہذا القیاس موسم سردی میں عطریات یا بل حرارت کا سو گھنا مناسب ہوگا مثلاً عطر موتیا و عطر چنبیلی و عطر عنبر وغیرہ اور جلدی موموں میں ہوائے مکان مریض کو جس (بند) کرنا مناسب نہیں ہے یعنی ہوا کے آنے جانیگا راستہ کھلا رہے۔ سرد موسم میں مکان مریض کے دروازہ و کونیاں بالکل بند کرنے سے یہ امر بہتر ہوگا۔ کہ زیادہ روشنی و آرائش وغیرہ سے یا مکان میں آگ کی آنکھیں و کئے ذریعہ سے سردی کا تدارک کیا جائے۔ مگر بھروسہ بزیادہ تاکید لکھا جاتا ہے کہ جاڑوں میں بھی ہوائے تازہ کے آئینکار استہ کھلا رہنا چاہئے۔

تعلیم

تدریجات مذکورہ کے بارہ میں ایک عمدہ تعلیم مکان و دیگر مدارج جو احکام تاکید می عرض تحریر میں آئے ہیں ان کی نسبت یہ امر بہت ہی لحاظ کے قابل ہے کہ اگر بخیر تدریجات مذکورہ بالکے مریض کسی تدریس سے یا کسی چیز کی خوشبو سے یا دیگر بوالہی متنفر ہو اور اس کا عمل میں لانا اس پر ناگوار اور شاق ہو تو اس پر جبراً اس کی تعمیل کرنا داخل حماقت ہے۔ لہذا اس سے وہ ناگوار خستے بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ بلکہ مریض کی خدمت کرنے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ خود کبما ل فراست اس بات کے نگراں رہیں۔ کہ مریض کس تدریس سے رنجیدہ ہوتا ہے اس لئے کہ اکثر مریض بوجہ شرم و حیاء آداب اپنے اکابر یا لجانا طبیب معالج کے اپنی ناخوشگوار ہی کو مطلق ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ خصوصاً چھوٹے چھوٹے بچے تو اپنی حالت کے بیان سے بالکل مجبور ہوتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہر مریض کے علاج میں جاری ہوگا۔

ہیضہ کا علاج گلی

ہیضہ کا معالجہ باعتبار شدت و ضعف اعراض ہیضہ اصولاً مرض ہیضہ میں اختیار اودویہ و تدریجات میں امور بطور قاعدہ کالیہ مفصل ذیل کا بالاجتماع یا بالانفراد یعنی جیسی ضرورت ہو لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(الف) اصلاح مادہ سمیہ۔

(ب) اخراج مادہ سمیہ محکمہ۔

(ج) تقویت قلب و روح قلبی و ترویج (ٹھنڈک پہنچانا) حرارت غیر نری بدن۔

(د) سکون ارواح و قوائے بدنی بذریعہ خواب (نیند) و ترک حرکات بدنی و نفسانی دیگر تدریجات۔

(ه) تدارک عوارض دوران مرض ہیضہ۔

ہیضہ کا علاج جزئی

ہیضہ و بانی کا معالجہ ہیضہ کے مرض کے شروع ہوتے ہی نہایت استقلال کے ساتھ تدریجات خارجی مصرحہ بصورت جزئیات صدر عمل میں لائی جائیں اور نہایت ہی فراست کے ساتھ دیکھا جائے کہ آیا مادہ متحرکہ کا اخراج

بذریعہ تھے و اسہال کافی طور سے ہو رہا ہے یا نہیں۔ اگر طبیعت کی مدافعت سے مادہ تھی اسہال سے بطور کافی دفع ہو رہا ہے تو تمارش عنایت تقویت قلب و العناش حرارت غیر نری اصلاح سمیت کی جانب زیادہ متوجہ ہونا چاہئے۔ مگر فی الجملہ طبیعت کی بھی دستگیری کی جائے گی۔ تاکہ اخراج مادہ سمیہ میں اس کو مدد حاصل اور یہ امور تدریجات ذیل سے تکمیل پاسکتے ہیں۔ نازیل و ریائی پیتیا ہر ایک ایک ماشہ آدھ پاؤ گلاب قسم اول میں سائیدہ کر کے دو تولہ سکنجبین مرکہ مخلوط کر کے پلانا چاہئے۔ یا

جد و ارتقائی ایک ماشہ ایک چھٹانک عرق گلاب اور ایک چھٹانک عرق بید سادہ۔ یا عرق نیلوفر یا عرق بید مشک میں سائیدہ کر کے دو تولہ سکنجبین مرکہ شامل کر کے پلایا جائے اور اودویہ مذکورہ بہ ترتیب مطلوبہ دو دو گھنٹہ کے فاصلہ پر دن رات میں چند بار پلانا چاہئے۔ یا کوئی اور دو مناسب دن رات میں چند بار پلانی جائے۔

اور اگر پیاس کا غلبہ ہو تو انڈک انڈک نقوع (خسیانڈہ) اودویہ مفصلہ ذیل ٹھنڈا کر کے دیا جائے اور اگر بوجہ حرارت موسم حسب مطلوب سرد ہونا ممکن نہ ہو تو شورلی یا برف سے کسی قدر سرد کر لینا مفید ہو گا یا جس طور سے سرد کرنا ممکن ہو۔ شورہ یا برف سے سرد کر نیے مراد یہ ہے کہ شورہ یا برف پانی میں ڈال کر اس

پانی میں خیسانہ ادویہ بذریعہ صراحی یا بوتل سرور کیا جائے یعنی خیسانہ مذکور کی بوتلیں یا صراحیوں برف یا شورہ سے بھی جاویں۔

عرق گلاب پاؤں سے عرق بیدرنگ آدھ پاؤں تازہ صاف دھیریں پانی تین پاؤں سب کو باہم مخلو کر کے کسی کورس ظرف گلی میں ڈال کر تیس عدد آلوٹے بخارا گرد و فہر سے صاف کر کے اس میں چھوڑ دینا چاہئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد صاف لکڑی وغیرہ سے خوب جنبش دیکر حسب طریقہ مذکورہ برف یا شورہ سے سرور کر کے آہستہ آہستہ بقدر رفع تشنگی پلایا جائے۔ اور جس قدر دلال یا کوٹے بخارا صاف ہوتا جائے، اسی قدر اس میں عقیات مذکورہ و صاف دسر پانی زیادہ کرتے رہیں اور لکڑی سے جنبش دیتے رہیں۔ غرض ایسا نہ کیا جائے کہ بعض تشنگی سے تیار ہے۔

خیسانہ مذکور کہ جو ارباب ہیند کو دیا جاتا

اور تقویت قلب و روح قلبی کے لیے مخلو ذیل ترتیب کر کے متواتر سونگھنا ضروری ہے۔ برادہ معدل پدید نفس مقروض (مقروض سے کتری ہونی) تخم کاسنی کو فستق گل سرخ کا فوہر ہر ایک ایک تولہ ان سب اجزا کو آبخورہ گلی آب نارسیدہ یا چھوٹی صاف بوتل یا شیشے میں رکھ کر ایک چھٹانک عرق گلاب اور ایک چھٹانک عرق کیوڑہ ڈال کر مخلو بنایا جائے۔

اور اگر ناگوار طبع نہ ہو تو اس مخلو میں دو تولہ عمدہ اور تیز سرکہ شامل کر دینا نہایت مستحسن اور بلیغ النفع ہوگا اور اس مخلو کو دو دو پیر کے بعد تبدیل کرنا ضروری ہے وگرنہ بجائے نفع کے نقصان عاید ہوگا۔

عسے ہذا القیاس تقویت قلب و ترویج حرارت غریزی و روح قلبی کے لئے کہ جو اعظم امور معالجہ سے ہے۔ فرشی یا دستی سنبھے عطر مس یا عطر گلاب یا عطر کیوڑہ یا عطر صندل عکر اور عرق گلاب و عرق کیوڑہ و عرق بیدرنگہ و عرق مشک وغیرہ چھڑک کر چھتے رہیں۔ مگر عطریات عرقیات وغیرہ میں رغبت طبیعت کا دیکھنا ضروری ہے جس چیز سے طبیعت کو سخت درجہ نفرت ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اور اگر ثابت ہو کہ طبیعت مادہ متحرکہ عیسہ کو اچھی طور سے دفع برقرار نہیں ہے یا غذائے قاسدہ اور غیر سہتم موجود ہے تو فوراً آثار و علامات مخصوصہ سے معلوم کرنا چاہئے کہ آیا مادہ عیسہ کے دفع کرنے پر طبیعت کا کس جانب کو رجحان ہے۔ مثلاً اگر غلبان و تہوع (اد پکائی) ہو کر تہوع و اضطراب وغیرہ کے آثار پائے جاتے ہیں یا تھے ہوتی ہے گراؤ دانہ نہیں ہوتی ہے تو ان امور سے نہایت ہوگا کہ دفع مادہ مذکورہ کے لئے طبیعت کا رجحان سنبھے کی جانب ہے پس فوراً چھال نیم پانی میں دیکھو اور سنبھیں سرکہ بقدر ضرورت اس میں مخلو کر کے نیم گرم پلا کر تھے کرنا چاہئے اور اگر جو شانہ چھال نیم پے خود بخود تھے نہ ہو تو کیوڑہ کے پیر وغیرہ کو حلق میں ڈال کر تھے کرنا چاہئے۔ اور بعد تھے کے موجودہ حالت کو بہت غور سے دیکھنا

یا قطعہ برف کا معدہ اور نم معدہ پر رکھا جائے۔

اور دونوں پنڈلیوں اور دونوں بازوؤں کو سختی کے ساتھ نوازو وغیرہ سے بانڈھا جائے۔ اور لہریض
انقطاع (بچھانے) تاثرہ حرارت و سوزش معدہ و اتراویوں اور روع (واپسی) صفرا اور طوبات جو شدہ و مجذوبہ
بارتنگ۔ تخم خرفہ سیاہ بریان زرشک سماق ہر ایک چھ ماشہ آدھ پاؤ عرق گلاب میں سائیدہ کر کے اور پانی
میں چھان کر سکنجبین لیمو شامل کر کے بعد نصف گھنٹہ ضماد مذکورہ کے پلایا جائے۔ یا

عرق لیمو نے کاغذی نو ماشہ عرق گلاب آدھ پاؤ میں مخلوط کر کے شربت سیب یا شربت نیلو فر
یا دونوں شربت شامل کر کے پلانا چاہئے یا۔

سکنجبین لیمو چار تولہ میں طباشیر کمبود بریاں۔ زہر مہرہ ختانی مغز کشینہ زرشک دانہ الہی خور و بریاں
تخم خماص بریاں شیب سبز ہر ایک ڈیڑھ ماشہ کا فور چار تلی باریک سائیدہ کر کے ملا کر لعوق بنایا جائے اور
بعد ضماد مذکورہ اندک اندک چٹائی جائے یا

رب ہی۔ رب سیب۔ رب امرود۔ رب آڑو کل یا جو دیتساب ہوں مساوی الوزن۔ زرشک نصف
وزن کسی قدر عرق گلاب میں سائیدہ کر کے اور تھوڑی سی سکنجبین لیمو شامل کر کے لعوق بنایا جائے اور بعد
ضماد مذکورہ تھوڑی تھوڑی چینی چٹائی جائے یا

صندل پید سائیدہ طباشیر کمبود تخم خماص بریاں زہر مہرہ ختانی ہر ایک ڈیڑھ ماشہ باریک سائیدہ کر کے
شربت ہی یا شربت سیب یا شربت غورہ یا شربت لیمو دو تولہ میں شامل کر کے کھلایا جائے بعد ضماد مذکورہ کے
بعد ایک چھٹا تک گائے کے دہی کا پانی ساتھ بار چاندی سے بچھا کر پلانا چاہئے۔

اور اگر تیرات نصرہ بالا کافی نہ ہوں تو مخدرات دست کریوالی دوائیں کے استعمال سے چارہ
جوئی کرنا چاہئے۔ مثلاً پوست خنخاش پانی میں سائیدہ کر کے معدہ پر ضماد کرنا چاہئے یا
ایسوں بقدر نصف رقی کھلانا چاہئے اور۔

النداقے کے لئے نیند بھی حسب طریقہ مذکورہ بالا آئینہ آس عمدہ معالجہ اور قوی تیزیر ہے اور
النداقہ ہر قسم کی قے کے لئے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کا سر دیانی میں رکھنا اکثر حالات
میں قے کے سلسلہ کو قطع کرتا ہے اور ایک پرتاثر عمل ہے۔

علمہ ہذا القیاس خالی سینگیوں معدہ پر کھینچنا یا آئینہ گلاس کے ذریعہ سے معدہ کو جذب کرنا یعنی
معدہ پر بارے لگانا اکثر اوقات میں ناامیدی کی حالت میں قے سے نجات دینا ہے بالجملہ اعمال خارجیہ
مذکورہ بوجہ جذب و مالہ اکثر حالات میں سخت نفع ہوتے ہیں۔

تشنگی زایل کرنیکی تدبیرات بشرطیکہ مرض ہبیسہ بوجہ سوہضم نہ ہو یا معدہ میں غذائے ناسد غیر منضوم موجود نہ ہو۔ تو مریض ہبیسہ کی تشنگی رفع کرنیکی نہایت احتیاج اور ضرورت ہوتی ہے یہ خیال اُن جملاء اور سفہاء انا دان و بیوقوف کا ہے کہ جن کو علم اور اذکار سے بہرہ نہیں ہے کہ جو مریض ہبیسہ وبائی کو پانی سے باز رکھتے اور مریض العطش العطش دپیاس پیاس کہتا ہوا داعی اہل کو لبیک کہتا ہے یعنی اس کی زندگی کا قصہ تمام ہوتا ہے اگر اس مسئلہ میں مدلل بحث کی جائیگی تو قیصہ طولانی ہو جائیگا اور عقلاء کے نزدیک ارباب ہبیسہ کو پانی دینا کا قیصہ محتاج ثبوت بھی نہیں۔ الغرض مریض ہبیسہ کو بشرط ارتفاع موائع مذکورہ سرد پانی یا مشکل سرد پانی کے کوئی چیز بغرض رفع تشنگی دینا ضروریات ہے مگر خاص احتیاطوں کے ساتھ اس کے لئے بسیل پانی پلاننگی مقرر کریں یعنی اولاً وہ میسکن تشنگی دینا ضروریات ہے اگر اس سے مقصود حاصل نہ ہو تو زلال آلوئے بخارا یا زلال املی یا زلال زرشک یعنی جو مناسب ہو عرق گلاب یا عرق کاسنی یا عرق بید سادہ یا تازہ پانی و عرقیات مذکورہ میں لگا کر سرد سرد دیا جائے یا۔

سرد و شیریں پانی بقدر ضرورت و تسکین دیا جائے اور اگر شورہ و برف کے ذریعہ سے زلال مذکور یا پانی کسی قدر سرد کر لیا جائے تو نہایت مناسب ہوگا۔
 علی ہذہ القیاس عرقیات باروشل عرق کاسنی و عرق بید سادہ و عرق نیلو و عرق بازنگ وغیرہ سرد سرد خواہ شورہ و برف کے قیاس قدر سرد کر کے جرعمہ جرعمہ رگھونٹ رگھونٹ پلانا چاہئے مگر ہر حال میں ایکدم سے غٹا غٹ پانی پلانا مضر ہوگا۔

اور اگر تشنگی تدبیرات مذکورہ سے زایل نہ ہو اور سوزش اور التهاب (شعلہ زنی) برسر ترقی رہے تو معدہ پر براہ صندل پید بگلاب سائیدہ و لعاب اسپنغول یا لعاب بہداتہ تاب بر آوردہ یا ہم مخلوط کر کے پارچہ تر کر کے اور چندتہ کر کے رکھنا چاہئے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے آس پارچہ کی تبدیل کرتے رہیں یا۔
 صندل و کافور پانی میں سائیدہ کر کے پارچہ تر کر کے معدہ پر رکھا جائے اور اس کی تبدیلی کرتے رہیں۔ اور جملہ تدبیرات مثل نخلینہ از تبرید ہوائے مکان مریض و دیگر تدبیرات مثل نخلینہ و تبرید ہوائے مکان بعض دیگر تدبیرات مصرعہ صمد نہایت اہتمام کے ساتھ عمل میں لانا چاہئیں اور تسکین عطش تشنگی کے لئے قلب کی ترویج یعنی حسب تشریحات صدر دل کو ٹھنڈک پہنچانا عمدہ طور سے متکفل ہو سکتا ہے۔

تسلیم

ارباب ہبیسہ کی حرکات سکون و خواب بیداری غذا کی شرح تدبیرات ہر حالت میں ارباب ہبیسہ کو سکون یعنی ترک حرکات بدن

نہایت ہی ضروری ہیں یعنی مریض کو اُس کے آرامگاہ سے بلا اشد ضرورت کے حرکت نہ کرنا چاہئے یا نہ تیرا چاہئے اور ترک حرکات میں ترک حرکات نفسانیہ بھی داخل ہیں یعنی غم و غصہ و خوف و فکر وغیرہ سے بھی اُس کو آزاد رکھنا ایک نہایت مقدم امر اور بولہ لا متنع کے حکم میں داخل ہے یعنی امور مذکورہ سے اگر اس کو نجات نہ ہوگی تو اُس کی صحت متنع ہو جائے گی۔

اور بہر صورت مریض کے نیند لانے میں سخت کوشش کرنا چاہئے یا کم سے کم اس کو خوابیدہ صورت میں آرامیدہ رہنے دیں۔ خواب آور تدریروں کا تذکرہ اجمالاً ہم بیداری کی بحث میں کر چکے ہیں مگر ضرورتاً بعض خواب آور تدریروں کا حسب تقاضائے وقت یہاں بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا اور ادویہ سہلہ سے سہلہ بکثرت جاری ہونی کی بحث میں بھی ہم نے تدریجاً منومہ بیان کی ہیں وہ تدریروں میں بھی اس مقام پر بلکہ جملہ مقام پر جہاں نیند لانیکی ضرورت ہو پورے طور سے متعلق ہونگی۔

خواب آور تدریروں کا بیان حقیقت خواب بیداری کی تو پورے طور سے تشریح قبل اس کے ہم بیان کر چکے ہیں مگر اس مقام پر مریض مہینہ کے مناسب جو تدریجات خواب آور ہیں ان کو بیان کرتے ہیں پس معلوم کرنا چاہئے۔ کہ مریض مہینہ کو نیند لانے کے لئے لعلیہ مفصلہ ذیل سخت نافع ہوگا۔

تخم کاہونیم کوفتہ پوست خشخاش تیم کوفتہ برادہ صندل تخم خرفہ سیاہ نیم کوفتہ گل نیلوفر سیاہی الوزن کے لعلیہ جات بہت ہی نفع کریں گے یعنی ادویہ مذکورہ عرق گلاب یا عرق کیوڑہ یا عرق بیدارہ یا تازہ پانی میں سائیدہ کر کے کسی ظرف گلی یا شیشی میں رکھ کر لعلیہ بنایا جائے اور سوکھایا جائے۔

علیٰ ہذا القیاس شیر و خمر یعنی دختر والی عورت کا دو دھ دماغ اور ناک میں دھاریں مارنا منوم ہے اور ایسا ہی آب برگ خرفہ سبز آب برگ کاسنی سبز میں تخم کاہونیم کا ہوا ایک تولہ سائیدہ کر کے دماغ پر ضماد کرنا چاہئے یا تخم کاہونیم کوفتہ سیاہ گل نیلوفر گل بنفشہ ہر ایک ایک تولہ عرق نیلوفر یا عرق گلاب یا عرق بیدارہ یا تازہ پانی میں سائیدہ کر کے دماغ پر ضماد کرنا منوم اور ہے یا

مغز تخم کدوے شیریں نیم کوفتہ مغز تخم تربوز۔ تخم خشخاش سپید۔ آرد جوہر ایک ایک تولہ پانی میں سائیدہ کر کے گل روغن ملا کر نیم گرم دماغ پر ضماد کیا جائے اور اگر مزاج و فصل گرم ہو تو مغز کدو یعنی گھیا کدو کا مغز عرق گلاب میں سائیدہ کر کے روغن ملا کر دماغ پر ضماد کیا جائے۔

اور اگر تدریجات مذکورہ یا مثل تدریجات مذکورہ سے نیند لانے کی سخت ضرورت ہو تو گل بابونہ گل بنفشہ گل سرخ گل نیلوفر۔ تخم کاہونیم۔ تخم خشخاش سپید ہر ایک تین تولہ جو متشہر یا پختہ تولہ پانچ شیر پانی میں جوش دیا جائے۔ اور اس کے نیم گرم پانی کو دماغ پر لطلول (ترپڑا) کیا جائے۔ اور ان دواؤں کا سفلی کسی قدر

عرق گلاب میں سائیدہ کر کے گل روغن تین ماشہ مخلوط کر کے دماغ پر ضمنا دیا جائے۔ یا
برگ کاسنی سبز برگ بید سادہ قطعات کدو یعنی گھیا کدو کے ٹکڑے ہر ایک بقدر ایک چھٹانک یا کم و بیش گل
بابونہ پانچ تولہ چھ سات سیر یا تینی میں جوش دیا جائے اور اُس پانی کو دماغ پر ایک بالشت کے فاصلہ سے نطول تڑپلا
کرنا چاہئے بعدہ سفل ان ادویہ کا بقدر ضرورت عرق گلاب میں سائیدہ کر کے کسی قدر روغن گل و یاروغن بنفشہ یا
روغن مغز تخم کدو شامل کر کے دماغ پر ضمنا دکرنا چاہئے۔

یاروغن تخم خشخاش یاروغن بنفشہ یاروغن نیلوفر کی دماغ پر اور دونوں کف دست اور دونوں کف پائیں
خوب مالش کر کے کف دست اور کف پا کو گرم پانی سے دھو ڈالے اور روغن ہائے مذکورہ سے ناف کو بھی
چرب کرنا چاہئے۔

اور اگر تیرات مذکورہ سے بھی نیند نہ آئے اور بلحاظ حالات موجودہ نیند لانیکی نہایت ضرورت ہو تو بذریعہ
ادویہ مخدرہ نیند لانا چاہئے مگر ادویہ مخدرہ کی اصلاح بھی عمل میں لانا ضروری ہوگا مثلاً
پوست خشخاش دو تولہ گل بابونہ چار تولہ تخم خشخاش پید چار تولہ چھ سیر پانی میں خوب جوش دیکر تسبیح
مذکورہ بالا نطول کیا جائے یا

مرغین کو افیون نوگھانی جائے مگر زیادہ دیر تک منوگھانے سے احتراز کرنا چاہئے۔
یا تین چھٹانک گائے یا بکری کے دودھ میں تین تولہ تخم خشخاش سائیدہ اور ایک تولہ تخم بنگ باریک سائیدہ
شامل کر کے پکایا جائے جب دودھ میں یہ چیزیں پک کر دودھ کا ٹھاٹھا ہو جاوے تب ہر دو کف پا و کف دست
میں مثل مہندی کے ضمنا کریں۔

یا برگ بھنگ بکری کے دودھ میں سائیدہ کر کے مثل مہندی کے ہر دو کف پا و ہر دو کف دست میں
ضمنا دیا جائے۔

یا تخم دہتورہ ایک تولہ باریک سائیدہ پاؤ سیر دودھ میں پکایا جائے اور جب تصیر صمد جب خوب پکیجئے
تب ہر دو کف پائیں ضمنا دیا جائے۔

بالجملہ تیرات مذکورہ بالا دیگر تیرات منومہ سے جو مناسب وقت ہو نیند لانے کے لئے استعمال کی تھیں
اس لئے کہ مرغین مہینہ کو نیند لانے سے بہتر کوئی عمدہ علاج نہیں ہے۔

ارباب مہینہ کے لئے غذا جب اعضاء مہینہ ساکن ہو جاویں اور طبیعت مواد مہینہ یا غذائے غیر منضہ و فاسد کو دفع
کر چکی ہو اس وقت میں مریض کو غذائے ملائم اور میرج المضموم اور جید الکیسوس یعنی جس میں فضلات کم ہوں اور جزو
بذن زیادہ ہوتی ہو دینا چاہئے مثلاً شوبائے چوزہ مرغ پھلک گندم کے ساتھ دیا جائیگا۔ بشرطیکہ حرارت طبع و حرارت نفس

نہ ہو وگرنہ بکری کا شور یا چھوٹی چڑیوں کے گوشت کا شور یا مثلاً تیر و لوہ و ٹیر پھلک گندم کے ساتھ کھلانا چاہئے اور شور بوں میں کسی قدر ترشی شامل کرنا مناسب ہوگا مثلاً عرق لیمو و عرق نارنج یا آب نارنگی و دیگر ترہ و زرشک وغیرہ۔ اور شور بایں پھلکہ محفوظ سے عرصہ تک تر رکھنا چاہئے تاکہ میرج المضم ہو جائے اور تا وقتیکہ ایک ہفتہ کا زمانہ صدات مرض ہیفیہ سے اعضا کے مضم کو تسکین اور اطمینان حاصل نہ ہو پیٹ بھرنے کے کھانا چاہئے اور اگر طبیعت راعب ہو تو شور بایں مذکورہ کے ساتھ خشک ملائم پورانے اور باریک چانولوں کا یا ملائم کچھڑی مونگ کی تنہا یا شور بوں متذکرہ صدر کے ساتھ کھلانا مضائقہ نہیں ہے۔

یاد ال رقیق مونگ کے ساتھ گیہوں کا پھلکہ کھلانا مناسب ہوگا۔

اور اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جو غذا دی جائے وہ مرغوب طبع ہو۔

عجیب کتبہ متعلق غذا اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض متوجہین (وہمی) اور خفقانی مزاج اپنے غلط خیال سے بتوہم ہیفیہ غذا کھانے میں کوتاہی کرتے ہیں حتیٰ کہ خلوے معدہ میں حرارت کا جوش و خروش شروع ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے مزارہ سے صفراء اور طوبات سوزندہ نہایت طیش اور اضطراب کے ساتھ براہ قے و اسہال نکھنا شروع ہوتے اور ہیفیہ کی شکل میں ہنگامہ آرا ہوئی پس مریض کو اور معالج کو ایسی حالت کے حادثہ سے خبردار رہنا چاہئے یعنی اگر فاقہ و اگر سنگی سے ہنگامہ مذکورہ برپا ہوا ہے تو بہترین معالجہ یہ ہے کہ مریض کو فوراً غذائے ملائم کھلائی جائے بعد اس کے شاید خفیت تدریجی بھی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

عجیب حکایت متعلق وہم ہیفیہ قصبہ چاند پور ضلع بجنور کے رہنے والے ایک خان صاحب اہلکار عدالت میر کے دربار ہسائیہ میں ان کو ۱۸۹۲ء میں عین تلام و بائے ہیفیہ کے زمانہ میں یہ توہم دامن گیر ہوا کہ اگر میں پانچا نہ رفع حاجت کے لئے جاؤنگا تو مجھ کو اسہال ہیفیہ شروع ہو جائیگی چنانچہ اسی خیال سے وہ رفع حاجت نہیں کرتے تھے۔ ایک روز ان کا چہرہ بہت ہی تغیر دیکھا گیا۔ ان سے باعث پریشانی دریافت کیا گیا تب انہوں نے میر کے اصرار پر واقفیت و اصلیت حال بیان کی میں نے ان کو حالت سے بہت خوف دلایا آخر کار انہوں نے بعد فہمائش کے فضلہ مقیدہ کو بائی دی یعنی پانچا نہ جانے کے رفع حاجت کی اس کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہا کے زمانہ میں طریقیہ عمل معاملہ مذکورہ میں ان کا کس طور سے رہا۔

تذییر ہیفیہ و بائی کا فصل قابل غور لہذا بیان کیا جاتا ہے کہ تدریج تقویت قلب و روح قلبی و ترویج حرارت غیرتی و اصلاح ہوا ان طریقوں کے ساتھ بیان کر دی ہیں اب ہم کو ان تدریج کا حاصل بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

سے کہ جو ہر ہضم کے علاج جزئی کی بحث میں بیان ہوئے ہیں علاج امراض وبائی کے لئے ایک عظیم الشان ذریعہ نجات اور عمدہ ترین وسیلہ رنگاری ہے اور تے واسمال کے بند کرنے میں یا ان کو جاری و قایم رکھنے میں نہایت درجہ فراست اور ہوشیاری کام میں لانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وضع لٹھے علی غیر محلہ (کسی چیز کا بے محل استعمال کرنا) کا مضمون صادق آجائے یعنی تے واسمال بے موقع بند کئے جائیں یا بے موقع ان کے جاری رکھنے کی کوشش کی جائے۔

ہیضہ کی تبدیلات داخلی و خارجی جو بیان کی گئی ہیں ان تبدیلات میں تبرید و ترقیب کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اکثر اوقات وبائی ہیضہ گرم فصلوں میں زیادہ شائع ہوتی ہے یا اس ہبہ سبب محرک و باہمی بشیر حالات میں حرارت غریبہ ہی ہوتی ہے۔

اور دوران مرض ہیضہ کے اکثر وہی اعراض بیان کئے گئے ہیں اور ان کے انتظامات وہی تحریر ہوئے ہیں کہ جو قیاساً و تجربتہ گیشتر الوقوع ہیں مگر اس بات سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ دیگر عوارض تبدیلات مناسب وقت ہمارے بیان سے محدود ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ بجز عوارض مذکورہ حسب حالات موجودہ کسی قسم کے اور عوارض دوران مرض میں لاحق ہو جائیں علیٰ ہذا القیاس ممکن ہے کہ بجز تبدیلات مذکورہ کے اور کسی تبدیری یا تبدیلات کی ضرورت ہو۔ مگر یہاں کلیتہً یہ امر بیان کر دینا ضروری ہے کہ اکثر کئی ہنگامہ آرائی میں جو عوارض ظاہر ہوتے ہیں ان کا تدارک بموجب ان قواعد کے ہونا چاہئے۔ کہ جو ان عوارض کیلئے مخصوص یا مناسب ہوں مگر حتیٰ الامکان اصل ہیضہ کے علاج کا پہلو ماتحت سے نہ چھوڑنا چاہئے۔

جس مقام پر تے متواتر کے تدارک کی تشریحات کی گئی ہیں ان تبدیروں کا وہ مقام ہے کہ جہاں انہما وجہ کی سادہ حرارت معدہ و انتڑیوں کی وجہ سے رطوبات سوزنہ و صفراء معدہ میں جذب ہونا شروع ہو جاتے متواتر ہونے کی وجہ سے دیگر آفات کا خوف و خطرہ ہو ایسی تے ہرگز بند کرنے کے قابل نہ ہوگی کہ جس میں طبیعت مواد فاسدہ یا غذائے غیر منہضم کے دفع کرنیکی اہتمام کر رہی ہو بلکہ ایسی حالت میں طبیعت کی اعانت تے کے ہونے میں حسب تصریح صدر ضروریات ہے۔ دونوں حالتوں کی تے کا فرق اول تو مایخروج مابقیے (جو چیز تے سے خارج ہونے کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کیا معنی غیر منہضم غذا و مواد سمیہ کی صوتیں مبصر اور ماہر اور عاقل پر مخفی نہیں رہ سکتی ہیں۔ دوسرے یہ امر کہ غذائے غیر منہضم اور مادہ سمیہ کے خروج مابقیے (تے کے ساتھ نکلنا) سے اضطراب رفع ہو جائیگا اور سبکی معلوم ہوگی اور اول قسم کی تے کے بعد زمانا بعد زمان اضطراب اور کرب و تشنگی بڑھتی جائیگی نعیسکم ایہا المعالجین فی ہذا الامر بالتفکر والتدبر۔ یعنی اسے معالجوں اس معاملہ میں غور اور فکر کو لازم کیڑو۔

علیٰ ہذا القیاس مرض ہرینہ میں تشنگی کا رخ کرنا یا نہ کرنا ایک غور طلب واقعہ ہوتا ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر ہرینہ بوجہ سوہنہم پیدا ہوا ہے یا ہرینہ وبائی ہے مگر معدہ میں غذائے غیر منہضم موجود ہے تو ایسی حالتیں تشنگی کا ضبط ضروری ہے اور اگر ضبط ممکن نہ ہو تو عرق گلاب یا عرق بادام وغیرہ عقیات مناسبہ میکریم بجائے پانی کے جرعمہ جرعمہ (گھونٹ گھونٹ) پلانا چاہئے۔ اور اگر ہرینہ وبائی ہے اور غذائے غیر منہضم بھی معدہ میں نہیں ہے۔ بلکہ رین کو مادہ میمہ کی سوزش والہ تہاب کی وجہ سے تشنگی کا تقاضا ہے تو ایسی حالت میں اس کو زلال آلوانے بخارا وغیرہ مناسب حال عرق گلاب وغیرہ یا محض صاف و شیریں پانی میں تیسریں مذکورہ الصدر کے بموجب سرد سرد پلانا چاہئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسی حالت میں کسی طرح سے مریض کو ضبط تشنگی کی تکلیف نہ دی جائیگی۔ اور جس قدر مادہ میمہ کے آثار مریض میں زیادہ دیکھے جائیں گے اسی قدر زلال مذکورہ یا عرقیات مذکورہ یا سرد و صاف و شیریں پانی دیا جائیگا۔ حتیٰ کہ اگر زلال و عرقیات و پانی میں سردی مطلوبہ بالذات موجود نہ ہو تو شورہ و برف کے ذریعہ سے سرد کرنا چاہئے جیسا کہ قبل اس کے ان امور کے اہتمامات کی تشریح گذر چکی ہے۔ البتہ مریض بے تحاشا یعنی بے باکی سے وحشیانہ اور مضطربانہ پانی پینے سے ممنوع کیا جائے بلکہ بتدریج آہستہ آہستہ پانی پلانے اور پینے کا حکم دیا جائیگا۔ اور باوجود اس کے اور تدبیرات مسکن عطش دہکنین دہندہ تشنگی (بھی گل میں لانا چاہئے مثلاً نخلخجہ جات سوکھنا یا قطعات کلٹری و کھیرا لوکی سوکھنا۔ اور صندل و کافور عرق گلاب یا عرق بیدرنگ یا عرق بیدرہ یا پانی میں سائیدہ کر کے اور اس سے ٹپکھے تر کر کے ہوا کو حرکت دینا اور مریض کی دیوارانے متصلہ کواٹھائے مذکورہ سے چھڑکنا چاہئے اور لعاب ہیدانہ یا لعاب پیغول کو چوسنا پوٹلی بستہ کر کے اور عرقیات مذکورہ میں تر کر کے۔ یا آلوانے بخارا وغیرہ مسکنات تشنگی کو منہ میں رکھنا چاہئے اور اگر باوجود انتظامات مذکورہ کے پیاس میں کمی اور سوزش والہ تہاب میں تخفیف معلوم نہ ہو تو تدبیرات مذکورہ کے ساتھ صندل و کافور وغیرہ اور یہ بارود عرق گلاب وغیرہ میں سائیدہ کر کے لعاب پیغول یا لعاب ہیدانہ شامل کر کے پارچہ تر کیا جائے اور معدہ پر رکھا جائے اور اس پارچہ کی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد تجدید تبدیل ہوتی رہے اور اگر معاملہ تشنگی کا حد سے گذر جائے تو اجزائے مذکورہ میں کسی قدر پوست خنخاش یا رتی دورتی انیون شامل کر کے پارچہ ہائے مذکورہ تر کئے جائیں۔ اور پیٹ پر رکھے جائیں۔

اب رہا دوران مرض ہرینہ میں مسئلہ غذا کا سواس کی بھی تشریح کی جاتی ہے کہ تا وقتیکہ اعراض و صدمات مرض مذکورہ زایل نہ ہو جائیں اُس وقت تک غذا سے مریض کو مجبور رکھنا ضروری ہے۔ الا اگر دوران مرض ہرینہ کا بڑھ جائے اور مریض کو اشتہا معلوم ہو اور طبیب بھی بغرض حفظ قوت غذا وینا مناسب خیال کرے تو اس حالت میں کوئی غذا صالح اور یسیر لیس اللضم بمقدار مناسب دینا مناسب ہوگی۔

ہم نے امر علاج ہیضہ میں جو تدریجات داخلی و خارجی بیان کی ہیں اُس میں بالکل پابندی ضرور بطور قواعد کی ہے۔ جن جن دواؤں کی مختلف مقامات پر استعمال کی ہدایت کی ہے وہی دوایں ہیں کہ جو باعتبار اپنی کیفیات کے مریض ہیضہ کو نفع ہونگے۔ ہم نے اُن دواؤں کا ذکر نہیں کیا ہے کہ جنھیں تجربہ میں بعض افراد انسان کے لئے مرض ہیضہ میں نافع پائی گئیں۔ اس لئے کہ ایسی ادویہ بلحاظ اختلاف مزاج و حالات بعض افراد کو سخت درجہ حضرت اور نقصان پہنچا کر ہلاکت کی حد تک پہنچاتی ہیں۔ اور علاج ہیضہ کی بحث اور اس سے حفاظت کے طریقوں میں جو کچھ تدریجات داخلی و خارجی بیان کی گئی ہیں۔ وہ بطور قاعدہ کلیہ کے ہیں یعنی علاوہ مرض ہیضہ کے اکثر حالات اور اکثر امراض میں اسی طرح سے نفع کریں گی جیسا کہ عوارض ہیضہ میں نفع دیں گی۔

وبائی طاعون کے احکام

وباء کا مرض طاعون غالب میں آنا [لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم طاعون اُس خانہ بر باد مرض وبائی کا نام ہے کہ جس نے صد برس کے بعد پھر ۱۹۱۸ء سے انڈیا (ہندوستان) میں اولاً دہلی اور شہروں کا افسر بیٹی میں اپنی شہر افشانی شروع کر کے بمقام پونا و کراچی وغیر شملہ نکلن ہوا بعدہ بعض محصورہ جات پنجاب میں ہنگامہ گرم کن ہوا چنانچہ اس وقت تک کہ سن اُنیس سو ایک عیسوی ہے اور ۱۹۱۸ء ہجری سے یہ بلائے ناگمانی ہمارے ملک میں کسی نہ کسی اطراف میں شور مچا رہی تھی ہے چنانچہ آج کل کلکتہ و عظیم آباد و دانا پور وغیرہ بلا دیورب کی جانب اسکی چٹھاک ہو رہی ہے۔ اس قہرمان نے گورنمنٹ موجودہ کو جو اس وقت بامر اللہ ہمارے جان و مال کی محافظ ہے سخت تشویش میں ڈالا ہے حتیٰ کہ گورنمنٹ موصوف صرف زر و بجا آوری تدریجات دفع اس بلا میں وہ بہت مصروف کر چکی ہے اور کر رہی ہے کہ جو کسی طاقت و غنیم کے بیٹے کی جاتی ہے۔ قصہ مختصر اب میں اس مرض کی ماہیت اور حقیقت پر پورے طور سے بحث کرونگا بعدہ اُس سے تحفظ کے انتظامات صحیح لوگوں کے لئے اور صحت کی تدریجات بتلا رہے یعنی مریضوں کے لئے بہت تشریح کے ساتھ ترقیم کہ دنگا پس اولاً حکماء اطباء یونانی کے مفولے دربارہ حدود و تعریف مرض طاعون بیان کرتا ہوں بعدہ بلحاظ حالات زمانہ حال مرض طاعون کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرونگا۔

مرض طاعون کے بارہ [شیخ الرئیس بو علی سینا کا قول ہے کہ قدیم حکماء یونان اول تو مرض طاعون اس ورم گرم میں شیخ بو علی سینا کی رائے اور قائل کو کہتے ہیں کہ جو اعضائے غدودی اور ذی جس میں پیدا ہو مثلاً پستان یا بیخ زبان یا خصیہ یا عضو غدودی غیر ذی جس میں اس کا ظہور ہو مثلاً نفل یا کبجہ ران۔ بعدہ حکمائے موصوف ایسے ہر ورم قائل کو طاعون کہتے ہیں کہ جسکے مادہ کا استحالہ (تبدیل) کیفیت ہمیتہ کی جانب ہو کر اس عضو کے

مناسب ہوگا۔ اور اگر خفقان کی شدت ہو تو گرم پانی یا گل بابونہ و سویا کے پتوں کے جوشاندہ پانی سے نطول (تریڑا) کرنا چاہئے تاکہ مادہ قلب کی جانب سے واپس ہو کر درم کی جانب جوع ہو اور اس میں نفع (چنگلی) بھی آجائے اور درم طاعون کے نکالنے کی وہی تہذیرات کی جائیں گی کہ جو ذیل کے نکالنے کے لئے کی جاتی ہیں۔

ورم طاعون کے بارہ **ابوالمنصور کی رائے** ہے کہ جملہ مقویات قلب و مبروات (سردکنندہ) حرارت غیر جوی (حکارت غیر طبعی) میں ابوالمنصور کی ہدایت **مثلاً** آب آنا ترش و آب سیب اور وہی گائے کا کھلنا چاہئے اور خس خانہ یا مکان سرد میں مریض کی آرامگاہ معین کرنا مناسب ہے اور مریض کے گرد اگر تریڑوز اور سیب اور برگ انگور وغیرہ رکھے جائیں اور غذا سرد اور مغلظ خون کھلانا چاہئے۔ اور تمام امور کے ساتھ رت بھی ورت امرود و قرص طباشیر وغیرہ کے کھلانے سے معدہ کی تقویت کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے اور اگر طلکے بار یا مکان یا در سے خفقان عارض ہو تو موضع ورم پر گرم پانی کا بلایت نطول (تریڑا) کریں اور تہذیرات جو حفظ قوت بدن و معدہ و حفظ قوت قلب پر مصروف رکھنا ضروریات ہے اس لئے کہ بعد حفاظت قوت بدن و قوت قلب کے علاج نفس و دم کا ممکن اور آسان ہو جاتا ہے پس بعد خفت خفقان غور کیا جائے اگر ورم طاعون ساعی ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے تو اس کا معالجہ بذریعہ داغ وینے کے کرنا چاہئے۔ جس طرح سے کہ اکلہ کا علاج ہوتا ہے اور بعد داغ کے تہذیرات اندمال (بھجوانے) کی کرنا ضروری ہیں۔

اور اگر طاعون کا رنگ سیاہ ہے تو اس کا معالجہ بذریعہ تپچھنے لگانے کے ہونا چاہئے۔

اور محمد ذکریا کہتے ہیں کہ جس مقام یا جس شہر میں وبائے طاعون کی ظاہر ہو وہاں سے نقل مکان و گریز بہتر ہے پس اگر لشکر گاہ میں یہ مرض ظاہر ہو تو بلند مقامات ہو اور میں قیام کرنا چاہئے علی ہذہ القیاس ہر ایسے مرض سے حفاظت کے لئے کہ جو بد بو یا ہوا کی خرابی سے پیدا ہو یہی حکم ہے۔

ورم طاعون کے بارہ **داؤد انطاکی کی بھی یہی رائے** ہے کہ ورم طاعون میں نفع دہایز نہیں ہے۔ مگر گرداگرد ورم طاعون میں **داؤد انطاکی کا قول** سرکہ و گل ارمنی و گل مورد و کافور سے ٹھنڈا رکھنا چاہئے۔ باقی دیگر امور مثلاً تفریح و تقویت قلب و حفظ قوت و ترک اقسام گوشت و ترک شیرینی و امر اصلاح ہوائے مکان مریض دیگر لازم مذکورہ میں اختلاف نہیں ہے۔ **ورم طاعون کے بارہ** سمرقندی کا قول ہے کہ جب مریض طاعون کی آرامگاہ کے لئے مکان سرد کیا جائے تو ضروری **میں سمرقندی کا اشتہار** امر ہے کہ محل ورم کو گرم رکھیں بدیں تہذیر کہ گل بابونہ و پرسیا و شان و خطمی کا ضما و کیا جائے۔

اور برگ سویا و گل بابونہ کے جوشاندہ پانی سے مقام ورم کو سینکنا چاہئے اور بعد تپچھنے لگانے کے کہ اگر گرم پانی ورم پر نطول (تریڑا) کیا جائے تو اس پانی میں ادویہ گرم جوش دی جائیں اور اگر فصد کی ضرورت دیکھی جائے تو اس میں چند پیڑوں کی رعایت ضروری ہے ایک یہ کہ پہلے ورم طاعون تپچھنے لگانے جائیں تاکہ نفس عمدہ سے باوجود خارج ہو۔

اصطلاح کے انتشار کا عام بدن کی جانب خوف باقی نہ رہے۔

دوسرے یہ کہ قبل فصد گرہ اگر دطاعون ادویہ بارہہ قابضہ۔

مثلاً رسوت و گل ارنی و امینا و شل ان کے دیگر اشیائے بارہہ و قابضہ طلا کریں تاکہ مادہ سیمہ کو کہ جو بمقام

ورم مجتمع ہے۔ فصد کے وقت عام بدن میں منتشر ہو جانے سے باز رکھے۔

تیسرے یہ کہ اعضاءے رُئیہ خصوصاً قلب کے تحفظ میں زیادہ مبالغہ کیا جائے تاکہ مادہ متحرک بالفصدہ اعضاءے

رُئیہ کی جانب نہ پہنچے اور اس امر کی تکمیل اس طور سے ہو سکتی ہے کہ طلا مانے سرد و خوشبودار دل اور سینہ پر

رکھنا چاہئے اور عطریات اور اشیائے سرد منوگنا چاہئیں۔ اور عرف کلاب اور ٹھنڈا پانی مخلوط کر کے تا وقتیکہ خون

نکلتا رہے۔ جرعہ جرعہ رکھوٹ رکھوٹ اپلایا جائے اور بعد اس کے بھی یہی طریقہ جاری رہے تاکہ مادہ

متحرک ساکن اور آرمیدہ ہو جائے اور یہ جملہ اصناطین کہ جو فصد کے بارہ میں بیان کی گئی ہیں اُس صورت میں

ہیں کہ جب مادہ طاعون نہایت درجہ کمی (زہر دار) ہو ورنہ ان احتیاطوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خوف و

خطرہ و بغیر احتیاط مذکورہ فصد کرنا چاہئے۔ مگر تاہم ان احتیاطوں کی نگہداشت قایدہ سے خالی نہ ہوگی۔

اور مادہ طاعون کی کثرت و قلت سمیت ورم کی رنگت سے معلوم ہو سکتی ہے جیسا کہ قبل اس کے بیان

ہو چکا ہے اور دوسری شریات اور ہدیان مرض طاعون میں دلیل صعود و چڑھنے مادہ کی جانب دماغ کے ہونے۔

ہر گاہ کہ ایسے حالات دیکھے جائیں تو فوراً پاشویہ کرنا چاہئے اور بڑی بڑی خالی سینگیاں پینڈلیوں پر پشت تمام

کھینچنا ضروریات ہے۔

ورم طاعون کے بارہ

علاج ورم طاعون کے بارہ میں خضر کی یہ رائے ہے کہ بقول میرے استاد کے فصد و سہل

میں خضر کا مقولہ مرض طاعون میں بلکہ ہر مادہ زہریہ میں کہ جو خارج بدن کی جانب متوجہ ہو رہا ہو یا ہو گیا ہو جائز نہیں

ہے تاکہ اندرونی و بیرونی دو حرکت مخالف سے مادہ کی حرکت میں مخالفت واقع نہ ہو جبکہ حکیم موصوف اپنی

رائے بیان کرتے ہیں کہ اگر مادہ نہایت درجہ جوشندہ ہے اور تمام بدن اور اعضاءے رُئیہ کی جانب منتشر اور

بایل ہو جائیگا خوف ہے تو ترک فصد اور ترک مسلمات کی بشرط ایقانے قوت کے میں اجازت نہیں و ذنگا۔ چنانچہ

اکثر ارباب طاعون فصد و سہل کی تدبیر سے خطرات مرض طاعون سے صحیح و محفوظ رہے ہیں۔

اور گاہے مرض طاعون میں بحالت مذکورہ بچوں کو بجائے فصد کے پینڈلیوں پر کھینچنے لگانے کا حکم دیا

گیا ہے اور تبرید و تقویت قاب کی غرض سے شربت درقوانہ (شربت گل سرخ) اور شربت صندل و کافور و عرق

نیلوفر کے ساتھ دینا چاہئے۔ اور موضع ورم پر کھینچنے لگا کر تدبیر پکانے کی بجائے جیسا کہ دہل و دیگر اورام کے پیکار کی

تدبیر میں معین ہیں۔ اور حکیم ممدوح اپنے استاد کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے استاد مقام ورم پر کھینچنے لگا کر حکم دیتے

تھے کہ اس پر پھینغ پہاڑ گر کر گرم باندھا جائے تاکہ بوجھ کافی مادہ کسیہ کا جذبے وقوع میں آوے۔

اور اطباء کا مقولہ ہے کہ رباب طاعون کے ورم طاعون پر دلغ و کلاؤس میں روغن گاؤگت اور مرہم رمل کا قطرہ قطرہ پیکانہ فخرین تدریس ہے اور بعض اشخاص وقت شدت درد ملک و قال ایون ذر عفراں کا ضماد دم پر کر لیتے ہیں۔ پھر چونکہ ایون مادہ کو اندر کی جانب لپس کرتی ہے اور روح میں جمود بھی پیدا کرتی ہے لہذا یہ تدریس خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

مرض طاعون کے علاج و تدریس کے بارہ میں ایک جامع تقریر

ناظرین کتاب ہذا کو تبتہ اور آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر وہ امر علاج و تدریس مرض طاعون میں اس کتاب کے فائدہ اٹھانا چاہیں تو ان کو لازم ہے کہ وہ آغاز بیان و بابائے طاعون سے لغایت تقریر ہذا تک مکاتبات و بیانات کو نہایت ہی لائحہ عمل اور اطمینان کے ساتھ غور کر لیں اس لئے کہ بہت سی تدریسات داخلی و خارجی مرض طاعون کی مرض مذکور کے بیان میں صراحتاً نہیں کی ہیں۔ بلکہ تدریسات مذکورہ چونکہ مرض میں ہسینہ

میں یکمال تشریح بیان ہو چکی ہیں لہذا یہ نشان حروف ابجد بیان مرض طاعون و مرض طاعون میں حوالہ دیا گیا ہے۔

بایں ہمہ پھر خاتمہ بیان مرض طاعون پر تاکید کیا دلا یا جاتا ہے۔ کہ اس مرض میں بھی تدریسات و سامان تفریح قلبی تدریح حرارت غریزی و تقویت قلبی اصلاح ہولت ممکن مرض جیسا کہ قبل اس کے بیان ہسینہ کی بحث میں تحت حروف ابجد بیان کئے گئے ہیں عمل میں لانا بہت ہی ضروری ہے۔

ہیں۔ بنا وقتیکہ امور مذکورہ کا حتی الامکان اہتمام نہ کیا جائے گا۔

مرض کا شفا پانا مشکل اور دشوار ہو جائیگا۔ اور تدریسات مذکورہ کی بجا آوری کی حالت میں یقین کرنا چاہئے کہ مرض طاعون و ہسینہ و دیگر امراض و بائیہ سے شاذ و نادر صورتوں میں ہلاکت و وقوع میں آئیگی۔

اور اس بات کے بھی جھکنا ضرور کر دینا ضروری ہے کہ جملہ امراض میں عموماً اور امراض و بائیہ میں خصوصاً معالج کو بجا آوری طبیعت کی مرغوبات کی اور دفع کرنا اس کے متنفرات کا ایک اہتمام طلب معاملہ ہے چنانچہ اس مفہوم کا اشارہ

جایا اس کتاب میں بھی کیا گیا ہے یہاں اس مفہوم کلی کے چند افراد جزئیہ عوام کی تفہیم کے لئے ترقیم ہوتے ہیں۔

فرض کرو زید کو ہسینہ و بائی یا مرض طاعون پیدا ہوا ہے تو اس کے مکان آگاہ کے لئے جو جانتا ہے کئے جائیں گے ان میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ آیا مرض طاعون یا ہسینہ ان تدریسات میں سے کسی تدریس سے متنفر نہیں ہے

مثلاً کا فوراً سر کر کے بواؤس کو سخت درجہ ناگوار ہے تو باوجود اس کے کہ ان دونوں چیزوں کو اشد بائی دفع کرنے میں کمال تخصیص ہے مگر ان کو ہسینہ متنفر سے مجبور اور دور رکھنا چاہئے علیٰ ہذا القیاس کھانے پینے اور خوشبو اور ہونانے مکان کے تبدیل کے بارہ میں بھی رعایت اس کی رغبت اور نفرت کی ضروری ہے۔

بہر حال جہاں تک ممکن ہو سکے وہی تدریسات داخلی و خارجی عمل میں لانا چاہئے کہ جو مرغوب طبیعت بھی ہوں اور مناسب مرض بھی ہوں اور کم سے کم اس بات کا خیال ضروری ہے کہ تدریس مذکورہ مناسب مرض ہوں مگر طبیعت اس سے غایت درجہ متنفر نہ ہو اور یہی قاعدہ ہر مرض اور ہر مرض کے معالجہ و تدریس میں جاری ہونا چاہئے۔

طاعون کے ٹیکہ کا فیصلہ

طاعون کے ٹیکہ کو تریاق الطاعون کہنا چاہئے قبل اس کے دبائے طاعون میں۔ عوں و کچھ لوگوں میں کہنے کا بیسیا بیان آئے

اس کتاب کو ختم کیا ہے چنانچہ بیان مذکورہ سے ہر خاص عام کو اس کی ماہیت بھی معلوم ہو جائیگی اور اس روح فریبانہ سے بعون اللہ حفاظت پر بھی قادر ہونگے۔ اور بعض طاعون کے لئے تیزیرات و اعلیہ و خارجیہ بوجہ حسن عمل میں لائیکہ قدرت اور نیکہ بھی حاصل ہو گا۔ چنانچہ بیانات مذکورہ پر میں نے اس کتاب کو ختم کیا تھا مگر ہنوز یہ کتاب چھپ کر شائع نہیں ہوئی تھی کہ دبائے طاعون کا سیلاب اور طوفان ہمارے ملک میں روز افزوں ہوا۔ اور ملک ہندوستان کے اکثر معسوروں میں اس بلائے جاگل نے اپنے شر و طغیان سے ہزار ہا نفوس کو قتل کر ڈالا اور قتل کر رہا ہے۔

اس رستخیز و قیامت برپا کن ہنگامہ میں گو ذمٹ موجود ہے کہ جس کو ہنشاہ عالم کی بارگاہ سے خلعت جہانداری عطا ہوئی ہے اور جو ہر طرح سے صلاحیت جہانداری اور جہان بینی رکھتی ہے اس طوفان مرگ کی مدافعت میں حکیمانہ تدبیرات و مجاہدات عمل میں لارہی ہے اور جہاں تک کہ طاقت بشری کا امکان ہے بذریعہ استقراء و تمثیل و قیاس و تجربہ اس غنیمت عظیم کی مدافعت میں سرگرم ہے پروردگار عالم اس کی کوششوں میں برکت دے۔

چنانچہ منجملہ تدبیرات دفع مرض طاعون کے اعلیٰ و افضل تدبیرات و عافیت طاعون کا ٹیکہ ہے جس کو میں تریاق الطاعون سے موسوم کرتا ہوں اور جو گو ذمٹ ہمارے ملک میں ہمارے نفوس کے تحفظ کی غرض سے جاری کیا ہے۔ اور جبکہ ہمارے ملک کے عوام بلکہ بعض خواص بھی نہایت وحشت اور کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں حتیٰ کہ طاعون کے ٹیکہ کے عمل میں لانے کے خیال سے بھی ان پر ایک وہم و ہراس غالب ہوتا ہے اور اس وجہ سے یہ لوگ ایک عجیب وحشت کی حالت میں ہیں حالانکہ اس کو وحشت اور کراہت کی نظر سے دیکھنا سخت حماقت اور جہالت ہے جیسا کہ تم ایک زمانہ دراز تک چھپکے ٹیکہ سے وحیثانہ نفرت کرتے رہے تھے مگر کائنات جو یہ ہوا تھا کہ ہزار ہا معصوم بچے چھپکے کی دستبرد سے دایہ اصل کے آغوش میں موت کی نیند سوئے حالانکہ طاعون کا ٹیکہ بھی نہیں اصول پر مبنی ہے کہ جن اصول پر چھپکے کا ٹیکہ بس سمجھو کہ طاعون کا ٹیکہ ایک صنعت حکیمانہ ہے کہ جو غیر طاعون سے حفاظت کیلئے ایک عجب لطیفہ اور طوفانہ کرشمہ ہے۔

طاعون کے ٹیکہ کو میں نے تریاق الطاعون سے سلسلے موسوم کیا ہے کہ جس طرح سے تریاقات خصوصاً تریاق الانفی زہر کو بدن انسان سے اپنے ہم شکل اور ہم جنس ہونے کی وجہ سے جذبے دفع کرتا ہے اس سے بہت زیادہ صفائی کے ساتھ طاعون کا ٹیکہ بیخوف و بغیر اندیشہ مادہ طاعون کو انسان کے بدن سے جذب و دفع کرتا ہے جیسا کہ آئندہ تقریروں سے ثابت ہو جائیگا مگر قبل اس کے کہ میں اس عمل کے فوائد کا اثبات کروں مجھ کو یہ ثابت کرنا

ضروری معلوم ہوا کہ بموجب اصول حکمائے یونان و قیاس و تجربہ حکمائے توصوف کے بھی ایسی تدبیرات نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں جیسا کہ طاعون کا ٹیکہ ہے مگر میں تم کو یقین دلاؤنگا کہ تریاق الطاعون یعنی کھنکھانیکہ جس کے موجد ڈاکٹر مات کن ہیں حکمائے سلف کی تدبیرات سے مرض طاعون سے بچنے کے لئے اور مادہ طاعونی دفع کرنے کے لئے اعلیٰ و افضل ہے جیسا کہ میرے اس دعوے کی تصدیق بحث آئندہ سے ہو جائیگی مگر قبل اس کے کہ میں اپنے دعوے کی تصدیق کروں مجھ کو ایک ایسے مقدمہ کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس کے کل اجزاء حکمائے یونان کے مسلمہ ہیں پس یہ مقدمہ ہر گاہ کہ ثالث و حکم و منحصر علیہ مخالفین کے درمیان میں قرار دیا گیا تو اس سے جو فیصلہ صادر ہوگا وہ قطعی الثبوت ہو گا چنانچہ اس مقدمہ کو بیان کرتا ہوں ۴

مقدمہ

بموجب اصول حکمائے یونان بموجب اصول معالجہ حکمائے یونان ہر مرض کا علاج اُس کی ضد سے ہوتا ہے کیا
 ادویہ و اغذیہ کا طریقہ عمل معنی مرض گرم کا علاج ادویہ و اغذیہ سرد سے اور مرض سرد کا علاج ادویہ و اغذیہ گرم سے اور مرض خشک کا علاج ادویہ و اغذیہ تر سے۔ مگر یہ علاج بالاضداد اسی وقت ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ جب ادویہ و اغذیہ کی کیفیات اربعہ سے یعنی سردی و گرمی تری و خشکی کے لحاظ سے علاج کیا جائے لیکن ہر گاہ کہ ان چاروں کیفیتوں سے امر علاج طریقہ یونانی میں قطع نظر کیا جائے تو پھر اس علاج بالاضداد کے قانون پر عمل نہیں ہوتا ہے بلکہ دوا و غذا کی خاصیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے یعنی بلا لحاظ حرارت و برودت و رطوبت و میوشت کے دوا و غذا کی خاصیت دفع مرض سے کہ جو اس دوا یا غذا کی صورت نوعیہ سے مربوط ہے لحاظ کیا جاتا ہے مثلاً فاذرہر حیوانی یعنی وہ زہر مہرہ کہ جو اکثر حیوانات کے اجسام سے نکلتا ہے اور جبکہ اکثر لوگ رنگ دون بھی کہتے ہیں یا تریاقات مرکبہ وغیرہ کہ ان دواؤں میں ایک ایسا خاصہ ہے کہ جو اس کی صورت نوعیہ سے متعلق ہے جگے ذریعہ سے وہ اجسام انسان سے زہر کو زایل کرتا ہے۔ اسی طرح سے ہزاروں ادویہ و اغذیہ صاحب خاصیت دفع امراض کے لئے حکمائے یونان کے معالجہ و جہ میں مستعمل ہیں یا وہ استعمال ہو سکتی ہیں یہی وہ دشمنی ادویہ و اغذیہ کی ہیں اور اغذیہ و الاخصیہ ذوالخاصیت مثلاً بکری و گائے کا دودھ و گھی وغیرہ کہ جو بالخاصہ جسم انسان سے سمیت کو زایل کرتا ہے غرض کہ دوا و غذا و الاخصیہ میں گرمی سردی تری و خشکی کا لحاظ نہیں ہوتا ہے بلکہ کسی دوا صاحب خاصہ کا عمل تو برسبیل فعل و النفعال ہوتا ہے اور کسی کا عمل برسبیل جذب و کشش سم یا مادہ مہیمہ یا مادہ ردیہ ہوتا ہے دیکھو سنگ متناطیس لوہے کو اور کبریاگھاس کو بذریعہ اپنی خاصیت کے کشش کرتا ہے کہ جو اس کی صورت نوعیہ سے متعلق ہے۔ اسی طرح فاذرہر حیوانی یعنی وہ زہر مہرہ کہ جو بعض حیوانات کے اجسام سے پایا جاتا ہے اور تریاق الاخصیہ یعنی وہ

مرکب کہ جس میں افنی سانپ کا گوشت شامل ہوتا ہے بذریعہ اپنی خاصیت کے کہ جو اس کی عمدہ نوعیت سے متعلق ہے انسان کے بدن سے زہر کو اور مادہ زہریلہ کو جذب کرتا ہے۔ دیکھو قانون شیخ الریش میں فن خواص ادویہ مفردہ و مرکبہ و قرابادین کبیر کی جداول کے آغاز کو۔

پس ہر گاہ کہ اس مقدمہ سے طریقہ عمل کرنے ادویہ و اغذیہ کا حسب اصول حکمائے یونان معلوم ہو گیا تو اب یہ امر معلوم ہونا چاہئے کہ بخملاً ان ادویہ کے کہ جو بالخاصیت جذب سم یا مادہ سمیہ کرتی ہیں حکمائے یونان کے ایجاد سے مرکبات تریاقیہ بھی ہیں خصوصاً تریاق الافنی یعنی وہ تریاقی کہ جس میں افنی سانپ کا گوشت منجملہ دیگر ادویہ کے ایک جزو اعلیٰ ہے چنانچہ نسخہ جات تریاقات و تریاق الافنی عام طور سے یونانی طب کی کتابوں میں خصوصاً طب کی قرابادین نویں پائے جاتے ہیں دیکھو قرابادین شیخ الریش و قرابادین کبیر وغیرہ کہ ان کتابوں کے ملاحظہ سے یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ حکمائے یونان تریاقات خصوصاً تریاق الافنی کا کھلانا دفع سم داخلی و خارجی بدن انسان کے لئے اہم دفع مادہ سمیہ کے لئے اذینہ اس مادہ کے زایل کرنے کے لئے کہ جس میں بالفعل یا بالقوہ ایسی استعداد حاصل ہے کہ زمانہ وبائے طاعون میں یا دیگر قسم کی وبا میں سبب مرض طاعون و یا دیگر وبا، ہوتی بہت جلتے ہیں اور اسپر نہایت درجہ اعتماد رکھتے ہیں چنانچہ میں اپنے ان مقولات کی تائید میں تریاق الافنی کی ترکیب و ترتیب کی تاریخ بیان کرتا ہوں جس کے ضمن میں اس کے تمام فوائد بھی معلوم ہو جائیں گے اور اس کے موجد کا نام اور سبب ایجاد بھی دریافت ہو جائیگا۔

تریاق الافنی کی تریاقات کے مرکبات تو قدیم الیام سے حکمائے یونان کے معالجات میں متعل ہیں مثلاً تریاق تالیق تریاق ثمانینہ باہیت و سبب ایجاد تریاق اربعہ تریاق صغیر تریاق کبیر وغیرہ کہ ان تریاقات کے بعض بعض اجزا سمیت کے قریب ہیں مگر جبکہ چونکہ تریاق الافنی سے اپنے مطلب کو مطابق کرنا منظور ہے اسلئے اس کا قصہ بیان کرتا ہوں۔

مصنف کتاب مجمع البحرین جس کو قرابادین کبیر کہتے ہیں بحوالہ کتب معتبرہ بیان کرتے ہیں کہ حکیم اندر و ماخس ثانی کہ جو سکندر ذوالقرنین کے زمانہ میں تھا بیس برس کی عمر میں بوجہ علم و فضل شہرہ آفاق ہو گیا۔ اور اس حکیم نے تریاق فاروق کی ترکیب کو مکمل بھی کیا تھا چنانچہ بعد تکمیل ترتیب تریاق فاروق پندرہ سال تک وہ اس بات کی فکر میں رہا کہ اس مکمل تریاق میں کچھ ایسے تصرفات کئے جائیں کہ جس کی وجہ سے اسکے منافع میں ترقی مزید ہو۔ چنانچہ پندرہ سال کے تجربوں کے بعد اس کی رائے قرار پائی کہ اس تریاق میں افنی سانپ کا گوشت معتدلتیں ادویہ مذکورہ کے اضافہ کیا جانا مناسب ہوگا چنانچہ اس نے اضافہ کیا جب اندر و ماخس مذکورہ جزو سے سال فوت ہو گیا اس کے ڈیڑھ سو برس بعد حکیم جالینوس کا زمانہ آیا اس نے بہت کوشش کی کہ تریاق فاروق کے اجزا میں کمی و بیشی کرے مگر اس کو ایسے تصرفات کی جرأت و ہمت نہ ہوئی۔ بدیں خیال کہ مبادا اس تصرف سے اسکے منافع میں کوئی نقصان واقع ہو لیکن جالینوس نے اگرچہ اس تریاق میں اپنی جانب سے کوئی تصرف تو نہیں کیا مگر درحقیقت اسکے منافع کا ظاہر کر نیوالا اور اسکے استعمال سے

نفع پہونچا نیولا جالینوس ہی تھا اگرچہ قاضی صاعد تلمی نے کتاب طبقات الامم میں اُس کے منافع کا ظاہر کر دیا
 حکیم الیونوس استاد جالینوس کو قرار دیا ہے چنانچہ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ الیونوس استاد جالینوس کے زمانہ میں
 شہر انطاکیہ ملک روم میں دبائے طاعون شائع ہوئی چونکہ الیونوس شہر انطاکیہ میں موجود تھا اس نے بہت سے
 آدمیوں کو تریاق الافعی کھلانے سے دبائے طاعون سے محفوظ رکھا یعنی جس نے مرض طاعون کے لاحق ہونے
 سے پہلے تریاق مذکور استعمال کیا اسکو بالکل مرض طاعون کا اثر نہیں ہوا۔ اور جن لوگوں نے بعد لاحق ہونے مرض
 طاعون کے استعمال کیا تھا بعض لوگ اچھے ہو گئے اور جن لوگوں پر مرض طاعون غالب ہو گیا تھا وہ مر گئے۔
 جب جالینوس ستاسی سال کی عمر میں مر گیا اسکے بعد کسی کو ایسی قدرت حاصل نہیں ہوئی کہ جو اس تریاق میں
 تصرف کرتا اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ حکیم اندروماخس ثانی کو تریاق فاروق میں افعی سانپ کے گوشت کے شامل کرنے میں
 یٹین تجربے حاصل ہوئے تھے جسکی وجہ سے اسکو یقین ہو گیا تھا کہ افعی سانپ کا گوشت نہ ہر کے دماغ میں کمال درجہ موت
 رکھتا ہے حتیٰ کہ کوئی دوا اس کی نظیر نہیں ہے چنانچہ وہ تین تجربہ بیان کئے جاتے ہیں۔

تجربہ اول

اندروماخس مذکور کا بھائی ایک سیاح و جہانگرد آدمی تھا ایک دن اتنا اُسے میر ویاست میں ایک درخت کے نیچے
 غافل ہو گیا ناگاہ ایک افعی سانپ نے سوراخ سے نکل کر اسکے اٹھتے میں کاٹا اس مدمر سے وہ نیند کی حالت سے بیدار ہوا اور
 اسکو معلوم ہو گیا کہ مجھکو سانپ افعی نے کاٹا ہے دفعتاً آتار غشی کے اسپر طاری ہوئے اور اضطراب و قلق شروع ہوا
 اور تشنگی و خشکی اُس پر غالب ہوئی۔ اُس حالت اضطراب میں اس نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے ایک چھوٹا سا گڑھا ہے
 جس میں تھوڑا سا پانی جمع ہے بوجہ غلبہ تشنگی و خشکی کے تھوڑا پانی اُس نے اُس سے پیا۔ پانی کا پینا تھا کہ اس کا قلق
 و اضطراب وغیرہ سب دور ہو گیا اور اپنی حالت تندرستی میں آ گیا۔ یہاں تک کہ وہ ایسا مطمئن ہو گیا کہ گویا اسکو
 سانپ نے کاٹا ہی نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اس ماجرے سے نہایت تعجب کے عالم میں رہا کہ اس پانی میں ایسی کیا خاصیت
 تھی کہ اسکے ایک گھونٹ پینے سے افعی سانپ کے زہر لہاں سے نجات ملی۔ اس فکر میں ایک لکڑی کو اٹھا کر اُس سے
 اُس پانی کو جنبش دینا شروع کی دیکھا کہ دو سانپ افعی کا کچھل رہا اس پانی میں پڑا ہے اور آفتاب کی طیش سے ترنگی
 گیا ہو۔ دبانے واپس کر اُس نے اس حکایت کو اپنے بھائی اندروماخس مذکور سے بیان کی۔ اندروماخس مذکور کو اپنی ذہانت طبی
 سے معلوم ہو گیا کہ افعی سانپ کا گوشت اپنے زہر کیساتھ متقابل کرتا ہے اور اس زہر کا اثر اعضائے ریشیہ تک پہونچو نہیں دیتا۔

تجربہ دوم

اندروماخس مذکور اپنے کاشتکاروں کے لئے روزمرہ کھانا اور ایک سلوچہ شراب بھیجا کرتا تھا تاکہ کاشتکار اپنے کام کو

چستی سے انجام دیں اور جلد کام کریں اتفاقاً ایک روز جب کاشتکار کھانے سے فارغ ہوئے تب شراب پینے پر آمادہ ہوئے جب سبوجہ شراب کھولا تب انہوں نے دیکھا کہ اس سبوجہ پر شراب میں ایک سانپ افنی مر گئی ہے اسلئے انہوں نے نفرت سے اس شراب کو نہیں پیا اور آپس میں مشورہ کیا کہ بہتر یہ ہے کہ کچھ کھانا اور شراب اس جذامی کو کھلائی جائے کہ جو آبادی سے باہر مڑا رہتا ہے اور جبکہ بوجہ نفرت لوگوں نے آبادی سے باہر نکال دیا ہے تاکہ وہ مجذوم عذاب مرض جذام سے نجات پائے چنانچہ یہ مشورہ کر کے وہ شراب اور کھانا انہوں نے اس جذامی کو دیا اس نے کھانا کھایا اور بہت سی شراب مذکور نوش کی تھوڑی دیر میں اس پر ہوشی اور بیخودی غالب ہوئی جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ تمام بدن کی جلد اس کے جسم سے جدا ہو گئی ہے اور ایک ایسی مقدار کثیر بدبو دار پانی کی اس کے بدن سے خارج ہوئی کہ اس سے زیادہ خارج ممکن نہیں ہے اور مرض جذام سے بالکل تندرست ہو گیا جب یہ خبر حکیم اندروماں مذکور کو دریافت ہوئی تو اس کو تجرباً ثابت ہو گیا کہ افنی سانپ کا گوشت مثل ان امراض کے نہایت درجہ نافع ہے ۛ

تجربہ سوم

بادشاہ وقت کا ایک غلام تھا اس میں خلیجوری کا سخت عیب تھا۔ اور لوگوں کی بادشاہ سے چغلی خوری کیا کرتا تھا اور بوجہ مخبری و چغلی خوری کے بادشاہ کا بہت عزیز و مقرب تھا چونکہ اس کی چغلی خوری سے لوگوں کو سنج و تکلیف پہنچتی تھی لہذا ارکان دولت شاہی نے باہم متفق ہو کر اس کے قتل کا مشورہ کیا چنانچہ اس کو ضیافت کے بہانے ایک باغ میں لے گئے اور وہاں لیجا کر دو درم افیون شراب میں ملا کر اس کو کھلائی تھوڑے عرصہ میں غلام مذکور ہوش ہو گیا تاہم جبکہ حاضرین کو ثابت ہو گیا کہ غلام مر گیا ہے اسلئے باہم متفق ہو کر سب نے اس کو ایک مکان میں بند کر کے قتل لگا دیا اور سب کے سب بادشاہ کے دربار میں پہنچے تاکہ بادشاہ کو خبر کریں کہ غلام صحبت ضیافت میں دفعتاً مر گیا ہنوز ان لوگوں نے اس مضمون کو بادشاہ سے نہیں کہا تھا کہ خانہ متقل کے دربانوں نے دیکھا کہ ایک افنی سانپ باغ سے نکل کر اس خانہ متقل میں گیا ہے تھوڑے عرصہ میں خانہ متقل سے غلام کا نالہ و فریاد سنائی دیا کہ دروازہ کھولو مجھ کو سانپ افنی نے کاٹ لیا ہے اسلئے لوگ دوڑے اور دروازہ خانہ متقل کا توڑا اور غلام کو نکال کر کچھ پریشانی غلام کو باقی نہیں ہی جب یہ خبر اندروماں مذکور کو پہنچی تو اس نے بھر بتایا کہ دریافت کر لیا کہ زہر افنی کی حرارت سے انیون کی برودت سے مقابلہ کیا لہذا اس کے قلب کی افیون کے زہر سے حفاظت ہو گئی اور افیون چنک خواہ کہ غلیظ کرتی ہے اسلئے افنی کے زہر نے اس کے اعضا میں اثر نہیں کیا بلکہ چندہ سال کے ان تجربوں کے بعد اندروماں مذکور وہ پے تحقیقات و تجربہ افنی سانپ کے گوشت کے ہوا آخر کار بعد غور و فکر حکیم مذکور نے اس کے گوشت کے قرص بنائے

کہ جس کو قوص افنی کہتے ہیں جس کا تذکرہ کتب مطولہ میں موجود ہے اور ان قوصوں کو تریاق فاروق میں داخل کیا۔
 یہاں تک قول صاحب قرابادین کی نقل کیا ملاحظہ ہو صفحہ ۸۰۸ لغایت صفحہ ۱۱۳ قرابادین کی مطبوعہ کلکتہ چھاپہ خانہ
 یہاں تک مطالب مذکورہ بالا سے حساب اصول مسلحہ حکمائے یونان ادویہ و اغذیہ کا طریقہ عمل بخوبی ثابت نہیں
 ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سم اور ادویہ سمیہ یا مثل ادویہ مذکورہ کے دفع و جذب سم و دفع مادہ سمیہ و دیگر امراض
 ویر صحت یا دشوار صحت میں ایک حیرتناک فائدہ دیتی ہیں پس جبکہ وہ تریاق فاروق کہ جس میں زہر ہلال یعنی سانپ کا
 افنی کا گوشت شامل ہو اس کے کھانے والیکو شہادت مذکورہ امراض مذکورہ و دبائے طاعون سے ایک حصار غایت
 و ذریعہ نہات ہونوٹیکہ طاعون کو تریاق الافنی کی حالت پر قیاس کر کے کوئی عاقل چند لمحہ اور چند منٹ بھی اس کے
 نفع رسانی کے یقین پر تامل نہیں کر سکتا ہے خصوصاً جبکہ کثرت سے تجربے اس قیاس کے شاہد عادل ہیں جیسا کہ
 آج کل ملک پنجاب کے شہروں میں کہ جہاں اس دبائے مہلک کا بازار گرم ہے گورنمنٹ کی عاقلانہ عنایت سے عمل ٹیکہ
 جاری ہوتا ہے اور جس کے فوائد بالبداہت مشاہدہ ہو رہے ہیں جاہلوں کے طوفان بے تیزی اور شور و
 خوف نے جسے معنی پر توجہ نہ کرنا چاہئے۔

ٹیکہ طاعون تریاق الافنی جبکہ تقریر مذکورہ سے معلوم ہو گیا کہ افنی سانپ کے گوشت والے تریاق کا کھانا بوجہ شاکلت و
 سے بے خوف خط ہے مشابہت بدن انسان سے سم اور مادہ سمیہ کو جذب کرتا ہے اور ایسوجہ سے مرض طاعون
 سے بچنے کے لئے اس تریاق کا کھانا ایک عجیب و پر نفع چیز ہے پس تریاق مذکور کی ماہیت پر ٹیکہ طاعون کو بھی خیال
 کرنا چاہئے یعنی ایک مادہ خاص جس کا مادہ درم طاعون ہوتا ہے اور جو رطوبات و دم طاعون سے مرتب کیا جاتا
 ہے یا مثل اس کے کسی اور ایسے مادہ سے نکایا جاتا ہے کہ جس میں کیفیت سمیہ موجود ہوتی ہے بذریعہ ایک آلہ
 کے انسان کے بازو کی جلد میں بلا وقت و تکلیف پہنچا دیا جاتا ہے جیسا کہ طاعون کے ٹیکہ کے عالموں کا طریقہ
 عمل ہے جسکی ماہیت کی تشریح کی ہم کو ضرورت نہیں ہے اور نہ اس تحقیق طریقہ عمل ہمارا فرض ہے۔
 بالجمہ یہ مواد سمیہ کہ جو ٹیکہ کے عمل سے انسان کے بازو کی کھال میں داخل ہو چکا دیتے ہیں بوجہ مہمات
 و مشاکلت ممکن ہونا جب اس مادہ سمیہ کو بدن کے اندر سے جذب کرنا شروع کرتا ہے تو اس وقت طبیعت
 بھی کہ جو حکم زلی امر تیر بدن کی متولی اور متمم ہے اور ہر وقت انتظام بدن میں مصروف رہتی ہے بدن سے دفع مادہ سمیہ
 مذکورہ میں توجہ و تصرف کرتی ہے تاہیکہ بالکل استیصال اس مادہ کا انسان کے بدن سے ہو جانا یقینی ہو جاتا ہے
 کہ جس میں زمانہ موجود یا زمانہ قریب و بعید میں خطرات مرض طاعون پیدا ہو جائیکے موجود ہیں اور بدن بالکل پاک
 و صاف خطرات مذکورہ سے ہو جائیگا چنانچہ ٹیکہ طاعون سے جو اعراض ظاہر ہوتے ہیں یعنی خفیف خفیف
 در و سر خفیف تب خفیف گرانی اعضا و مقام ٹیکہ کا درم یہ جملہ امور شاہدان منافع کے ہیں کہ جن کی غرض سے

یہ نیک لگایا جاتا ہے۔ اب میں ثابت کرتا ہوں کہ تریاق الافعی سے دبائے طاعون کے بارے میں طاعون ٹائیک بڑا تر ہے اور فایق ہے مگر قبل اس کے مجھے کو افعی سانپ کی ماہیت کہ جس کا گوشت اس مرکب کا جزو اعظم ہے بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے لہذا بیان کیا جاتا ہے۔

افعی ایک قسم کا سانپ ہے اور اُس کو یونانی زبان میں احدیہ واحدیہ کہتے ہیں چنانچہ سانپوں کے بہت سے اقسام ہیں اور باعتبار رنگوں کے مختلف رنگے ہیں مثلاً بڑا چھوٹا سیاہ یا ل بزر دی یا ل بسرخی یا ل بنیرگی ابلق وغیرہ اور عمدہ ترین افعی بہت زرد یا ل بسرخی ہوتا ہے اور اس کی سادہ کے چار دانت اور نر کے دو دانت ہوتے ہیں اور اس عمدہ ترین نوع افعی سے افعی مادہ جو ان کو استعمال کرنا چاہئے۔ اس کی جوانی کی علامت یہ ہے کہ تیز رفتار ہوگی اور اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے سر برداشت رہتی ہے اور اس کی آنکھیں مال بسرخی اور سر علیض اور منہ فراخ بدن سخت اور باریکی یا ل ہوتا ہے اور پانی و عمارت و جنگل و مقامات شور سے دور ہوگا۔ اور آخر فصل بہار میں تمکار کیا جائے اور بعد تمکار کے فوراً سر و دم اُس کا قطع کر لیا جائے۔ بدیں طور کہ اُس کا سر و دم کجا کر کے تلوار وغیرہ سے بمقدار چار انگشت ایک چوٹ میں کاٹ ڈالیں اور جو اُس میں سے کم خون ہو یا بعد صبح کر لیتے سر و دم کے بے حرکت ہو اسکو استعمال نہ کرنا چاہئے اور بعد قطع کر نیکی اس کی کھال اُتار ڈالیں اور اندر کی گل آلیش سے پاک کر لیں۔ اور نمک اور پانی سے دھو کر استعمال کریں۔ بعد اوی کا مقولہ ہے کہ افعی کے سر و دم میں چونکہ گوشت نہیں ہوتا ہے اسلئے اسکو استعمال نہیں کرتے ہیں مجربین کہتے ہیں کہ افعی سانپ بوجہ کثرت سمیت اپنے سانس اور سنیٹی کے ذریعہ سے بھی آدمی کو ہلاک کر سکتا ہے اور اگر افعی سانپ کی نظر کسی شخص پر پڑ جاتی ہے تو اس کی ہلاکت وقوع میں آ جاتی ہے بلکہ ایسے ہلاک شدہ شخص کے پاس جس کا گدڑ ہو جاتا ہے وہ بھی مر جاتا ہے دیکھو قرابادین کبیر جلد اول صفحہ ۳۰۳ لغایت صفحہ ۴۰۴ مطبوعہ کلکتہ چھاپہ ٹائپ۔

اب اس زہر لیمہ کب یعنی تریاق الافعی کے فوائد و منافع درباب تقویت اروح و تقویت جملہ قوائے بدن و اعضائے رئیہ و تقویت باہ و دفع جملہ سموم داخلی و خارجی و دفع ضرر و بائے طاعون وغیرہ و مرض جذام و دیگر امراض کے کتب مذکورہ کے ملاحظہ سے دریافت کرو۔

جبکہ تریاق الافعی کی ماہیت اور اس کے منافع کی شرح ہو چکی تو اب یہ اتنا سہ ہے کہ فی الواقع محققین قدما نے جس قدر تریاق الافعی کے فوائد و منافع بیان کئے ہیں وہ تسلیم کر لینے کے قابل ہیں مگر ساتھ ہی اس کے ہر عاقل کو یہ بھی تسلیم کر لینا ضروری ہوگا۔ کہ تریاق الافعی کے کھانے سے اگر ایک مرض ناپی ہو جائے تو ممکن ہے کہ اس کی تاثیرات دیگر افعال طبعی انسان کے لئے مضر ہو جائیں ممکن ہے کہ اسکا کھانا و بائے طاعون سے پوری حفاظت کرے مگر بعض مزاجوں میں اور کوئی حالت مضر انحال طبعی پیدا کرے جیسا کہ ادویہ کی کھانگی

تائیرات مشاہدہ ہوتی رہتی ہیں۔

بمخلاف طاعون کے ٹیکہ کے کہ وہ کسی وجہ سے افعال طبعی کو مضر نہیں ہو سکتا ہے اور وہ مجموعہ الوجوہ امتیصال
 اُس مادہ کے لئے کافی ہوگا کہ جس میں بالفعل یا بالقوہ استعداد مرض طاعون پیدا کرنے کی موجود ہے اس لئے کہ طاعون
 کا ٹیکہ اور اس کی تائیرات خارج بدن تک محدود رہتی ہیں نہ اُس سے قوے وار و اح متاثر ہوتے ہیں اور نہ رطوبات
 و اخلاط بدن و حرارت غریزی پر اثر خوفناک پہنچتا ہے نہ اعضائے ریشیہ وغیرہ کو کچھ خطرہ ہوتا ہے پس جبکہ وہ تریاق
 فاروق کہ جس میں افی سانپ کا گوشت جزو علی ہے طاعون و دیگر امراض سے حفظ کی غرض سے کھایا جائے اور
 اس کے کھانے والی کو قیاساً و تجربتاً امراض مذکورہ و مرض طاعون سے امن حاصل ہو اور یہ زیریہ کب یعنی تریاق نامی
 زمانہ سابق و حال میں اغراض مذکورہ بالا کے حاصل ہونے کے لئے کھایا جائے پس نہایت حماقت و جہالت کا طوفان
 ہے کہ طاعون کے ٹیکہ سے خوف و وحشت کی جائے اور حال یہ ہے کہ وہ ایک خارجی عاقلانہ تدبیر مرض طاعون کے
 حفاظت کے لئے اُن عقلاء و حکماء کی جماعت کا سلمہ ہے کہ جس کا ہر فرد مرتبہ و حکمت حکمے سلف سے بڑھ کر ہے۔ اور
 جسکے رواج دینے میں ایسی گورنمنٹ سرگرم ہے کہ جس کی عاقلانہ جہانداری مثل آفتاب کے روشن ہے۔ فاجتہاد و ایاد الی اللہ
 آخر فیصلہ میں تذکرہ مجھ کو یہ بھی ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں یہ طاعون کے ٹیکہ کی وحشت و
 توہمات کہ جو ہمارے ارباب ملک کے دلوں میں جاگزمین میں اطمینان و تسکین کے ساتھ تبدیل ہو جائیں گی اور اس
 طاعون کے ٹیکہ کو مرض طاعون سے حفظ و امن کے لئے ایک سپر سمجھیں گے۔ مگر جبکہ یہ خاندان برباد بے تعداد و نفوس
 کو قتل کروا لیا اور صد خاندانوں کو صفحہ دنیا سے مٹا دیا اور لکھو لکھو کما بچو کو تھیم و بے کس کر دیا اور ہزاروں عورتوں کو
 بیوہ کر ڈیا لگا اُس وقت میں اس طوفان جہالت و نادانی سے نکلے گے۔

آنچہ دانا کند کند نادان
 لیک بعد از فیضت بسیار